

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِیْمِ

تہذیب و ترجمہ اردو

کتاب

سلیم بن قیس ہلالی

متوفی ۱۰۰ھ

از

مولانا ملک محمد شریف صاحب قسبلہ شاہ رولوی اہلسان

ملنے کاپتہ

امامیہ مسجد حسین روڈ نزد
شباب چوک سمن آباد لاہور

العمران بکڈپو

فہرست مضامین

صفحہ	نام مضمون	نمبر
۹	کتاب کے بارے میں امام زین العابدین علیہ السلام کی رائے	۱
۱۰	جناب صادق آل محمد علیہ السلام کا بیان	۲
۱۱	سب سے پہلی کتاب	۳
۲۲	تعارف	۴
۱۹	اسناد کتاب	۵
۲۰	ابان کا خواب	۶
۲۲	حسن بصری سے ملاقات	۷
۲۲	امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں کتاب کا پیش کرنا۔	۸
۲۵	رجعت کا بیان	۹
۲۵	حوض کوثر کا بیان	۱۰
۲۶	داہر سے مراد کون ہے؟	۱۱

۲۸	۱۲	وفات رسول اللہ
۳۳	۱۳	امیر علیہ السلام کے لئے بشارت
۳۵	۱۴	وفات رسول کے بعد کیا ہوا؟
۴۲	۱۵	نماز جنازہ کا بیان
۴۳	۱۶	جناب سیدہ کا لوگوں کے گھر جانا
۴۴	۱۷	حضرت علیؑ کا اپنا جمع کیا ہوا قرآن پیش کرنا
۴۵	۱۸	حضرت علیؑ سے بیعت کا مطالبہ
۴۷	۱۹	جناب سیدہ کے گھر پر اجتماع
۵۱	۲۰	خانہ کعبہ کا نوشتہ
۵۳	۲۱	خلافت کے مستحق ہم ہیں
۵۴	۲۲	حسن بصری کا جناب امیرؑ کی تعریف کرنا
۶۰	۲۳	تہتر فرقوں کا بیان
۶۵	۲۴	ایمان کیا ہے؟
۷۰	۲۵	اسلام کیا ہے؟
۷۲	۲۶	بناوٹی احادیث کا بیان
۷۷	۲۷	ادھیار رسولؐ کا بیان
۸۰	۲۸	قریش سے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان
۸۳	۲۹	ذکر امیرؑ بزبان امیرؑ
۹۷	۳۰	خم غدیر کا پیغام
۹۸	۳۱	قرآن کی تالیف
۱۰۳	۳۲	جناب امیرؑ کا خطبہ

۱۱۳	جنگ صفین سے پہلے جناب امیرؓ کا خطبہ	۳۳
۱۲۲	نصرانی کا حاضر ہونا	۳۴
۱۲۹	فتنہ کا بیان	۳۵
۱۳۷	حضرت ابوذرؓ کی وصیت	۳۶
۱۴۰	خاز کعبہ میں معاہدہ	۳۷
۱۴۱	اصحاب رسولؐ کا بیان	۳۸
۱۴۲	حیات رسولؐ ہیں امیر المؤمنین کون تھا؟	۳۹
۱۴۴	عقبہ کی رات کون تھے	۴۰
۱۴۶	رسول اللہؐ کا سیدہ کے پاس تشریف لانا	۴۱
۱۵۰	عمر بن عاص کی شام میں تقریر	۴۲
۱۵۳	امیر شام کا خفیہ خط	۴۳
۱۶۰	بہشت و دوزخ کی تقسیم	۴۴
۱۶۱	حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں معاویہ کا خط	۴۵
۱۶۶	حضرت امیرؓ کا جواب	۴۶
۱۸۲	معاویہ کا دوسرا خط	۴۷
۱۸۴	حضرتؓ کا جواب	۴۸
۱۹۶	مدینہ میں معاویہ کا داخلہ	۴۹
۲۰۲	عبداللہ بن عباس اور معاویہ کی دلچسپ گفتگو	۵۰
۲۰۵	امیر شام کے مظالم کا بیان	۵۱
۲۰۷	ایک درسی کتاب	۵۲
۲۰۸	بنیادی احادیث کا بیان	۵۳

۲۱۰	امام حسین کا خطبہ	۵۴
۲۱۷	عبد اللہ بن عباس کا گریہ	۵۵
۲۱۹	جنگِ جمل کا بیان	۵۶
۲۲۰	طلحہ وزبیر	۵۷
۲۲۲	جو کچھ چاہو پوچھو	۵۸
۲۲۳	ایک فرقہ ناجی ہو گا	۵۹
۲۲۴	انوکھی کتاب	۶۰
۲۲۵	صفین کا بیان	۶۱
۲۲۷	جناب امیر کا خطبہ	۶۲
۲۲۸	ابن عباس کی چالاکی	۶۳
۲۲۹	امیر شام کا مکتوب	۶۴
۲۳۰	حضرت کا جواب	۶۵
۲۳۲	عمر و عباس کے اشعار	۶۶
۲۳۳	حضرت امیر کا ایک جماعت کے پاس گزرنا	۶۷
۲۳۵	جو اپنے لئے مانگا وہ تھا اے لئے مانگا	۶۸
۲۳۸	ادویا محدث ہیں	۶۹
۲۴۰	امام حق	۷۰
۲۴۱	غدیر خم کا بیان	۷۱
۲۴۲	حضرت کی خصوصیات	۷۲
۲۴۵	خیر البریہ	۷۳
۲۴۷	عبد اللہ بن جعفر اور معاویہ	۷۴

۲۵۷	۷۵	عبداللہ بن عباس اور معاویہ کی گفتگو
۲۶۰	۷۶	مومن کون ہے
۲۶۸	۷۷	منافق کہاں جائیں گے
۲۷۲	۷۸	جنت کے سردار
۲۷۴	۷۹	فرشتے علی کی اطاعت کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 دلائل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ارشاد

امام زین العابدین علیہ السلام

امام نے کتاب کو سن کر فرمایا

مذہ احدیتنا صحیحہ
 یہ ہماری صحیح احدیت میں ہے

(بصائر الدرجات)

مؤلف سعد بن عبد اللہ قتی متوفی ۱۳۳ھ

جناب صادق آل محمدؑ کا

فرمان

من لم یکن عنده من شیعتنا و مجینا کتاب سلیم بن
قیس الحضارلی فلیس عنده من امرنا شیئاً ولا یعلم
من اسبابنا شیئاً وهو ایجد الشیعة وهو سر من اسرار
آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جناب صادق آل محمدؑ ارشاد فرماتے ہیں

ہمارے جس شیعہ اور دوست کے پاس سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب
موجود نہیں وہ ہمارے امر اور اسباب کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔
یہ کتاب شیعہ مذہب کی ایجد ہے۔ اس میں آل محمدؑ کے راز
مخفی ہیں۔

(بجاری الاوار تحت اعتبار الکتب)

پہلی کتاب



ان اول کتاب صنف للشيعة هو كتاب سليمان بن
قيس الحلبي -

"سب سے پہلی کتاب جو شیعوں کے لئے تصنیف ہوئی وہ
سليمان بن قيس الحلبي کی کتاب ہے"

محاسن الرسائل في معرفة الاوائل قاضي بدر الدين
سيكي متوفى سنة ٤٦٥هـ

صوادل كتاب ظهر للشيعة
" یہ پہلی کتاب ہے جو شیعوں کے لئے ظاہر ہوئی "
(فہرست علامہ ندیم)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِیْمِ

تعارف

سلیم بن قیس کو فی علمی، ہلالی تابعی ہیں۔ آپ نے پانچ ائمہ حضرت امام علیؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، حضرت امام زین العابدینؑ اور حضرت امام محمد باقرؑ کا زمانہ دیکھا ہے۔ سلیم نے اس کتاب میں وہ حالات بیان کئے ہیں۔ جن کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یا خود ان معتبر لوگوں سے سنا۔ جنہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک یا جناب سے سنا۔

سلیم بن قیسؒ کی صحیح تاریخ پیدائش اور وفات کے متعلق تاریخ کے نامور محققین اور تدقیق کے بعد علماء علم رجال اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آپ کی تاریخ یا سنہ کے لگ بھگ واقع ہوئی ہے۔ بعض فضلا نے تحریر کیا ہے کہ یہ سب پہلی کتاب ہے۔ جو معرضی وجود میں آئی ہے۔ اور اس کو امام زین العابدینؑ کی کتاب —————
فہ کاملہ ————— سے بھی تقدم کا شرف حاصل ہے۔ علامہ ابن ندیم فہرست میں تحریر
ہے۔

حوادث کتاب ظہر للشیعة

”یہ وہ پہلی کتاب ہے جو شیعہ کے لئے تحریر کی گئی“

قاسمی بد الدین سبکی متون ۴۵ء اپنی کتاب محاسن الوسائل فی معرفۃ الادائل
میں لکھتے ہیں۔

ان اول کتاب صنف للشيعة هو كتاب سليم بن
قيس الحملائي

” سب سے پہلی کتاب جو شیعہ کے لئے تصنیف ہوئی وہ سلیم بن قیس ہمالی کی
کتاب ہے“

۱۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحار الانوار کے شروع میں اعتبار الکتب کے تحت صادق

ال محمد سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

من لم يكن عنده من شيعةنا و مجتبا كتاب سليم بن
قيس الحملائي فليس عنده من امرنا شئ ولا يعلم من اسبابنا
شيئا وهو اجد للشيعة وهو سر من اسرار آل محمد
صلى الله عليه وآله وسلم.

” صادق آل محمد ارشاد فرماتے ہیں — کہ جس ہمارے شیعہ اور محب کے
پاس سلیم بن قیس کی کتاب نہیں ہے وہ ہمارے امر اور اسباب کے متعلق کچھ
نہیں جانتا۔ یہ کتاب مذہب شیعہ کا اسجد ہے۔ اس میں آل محمد کے راز مخفی ہیں۔“

۲۔ ابن ندیم نے اپنی کتاب فہرست میں مقالہ چھٹا فن خاص میں علامہ اور ان

کی تصانیف کے تحت تحریر کیا ہے۔

من اصحاب امير المؤمنين عليه السلام سليم بن قيس هملاني
وكان هابيا من الحجاج لانه طلبه ليقتله فجا الى ابيان
بن ابي عياش فاواؤه فلما حضرته الوفاة قال لابان ان
على حقا وقد حضرتني الوفاة يا بن اخي انتة كان
من امر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كيت وكيت
واعطاه كتابا وهو كتاب سليم بن قيس الحملائي المشهور

عَنْهُ ابَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ لَمْ يَرَوْعَنْهُ غَيْرُهُ وَقَالَ ابَانُ فِي
حَدِيثِهِ وَكَانَ قَيْسُ شَيْخَالَهُ نَوْرٌ لَيْلَوُهُ وَهُوَ اَوَّلُ كِتَابٍ
ظَهَرَ لِلشَّيْعَةِ -

” سلیم بن قیس حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔ حجاج کے خون سے
بھاگ کر ابان بن ابی عیاش کے ہاں پناہ لی۔ کیونکہ حجاج آپ کی تلاش میں
تھا۔ تاکہ آپ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالے۔ ابان نے آپ کو پناہ دیدی تھی۔ پھر
سلیم بن قیس کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے ابان سے کہا کہ: اے
میرے بھائی کے بیٹے میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور رسول اللہؐ کا
حکم اسی طرح تھا۔ سلیم نے یہ کہہ کر اپنی کتاب جس کا ترجمہ اس وقت آپ کے
ہاتھوں میں ہے، ابان کے حوالے کر دی۔ یہ سلیم کی وہ مشہور کتاب ہے
جس سے ابان روایت کرتے ہیں۔ جس سے کوئی اور دوسرا روایت نہیں کرتا
ابان کا بیان ہے کہ سلیم کا والد قیس ایک بزرگ تھا۔ جس کے چہرہ اقدس سے
نور بلند ہوتا تھا۔ سب سے پہلے کتاب جو شیخ مذہب کے لئے ظاہر ہوئی وہ
سلیم بن قیس کی کتاب ہے۔“

— سعد بن عبداللہ بن ابی خلف رضی فی متوفی چہار شنبہ ۲۷ شوال
۳۳ھ اپنی کتاب — بصائر الدرجات — میں تحریر کرتے ہیں۔ —

قرأ ابان بن عیاش کتاب سلیم علی سیدنا علی بن حسین
علیہ السلام بحضور جماعة من اعیان اصحابہ منهم ابو
الفضل فاقرأ علیہ زین العابدین علیہ السلام وقال هذه
احدینا صحیحة ۵

” ابان نے سلیم کی کتاب حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام کی خدمت

میں اس وقت پڑھی جب کہ آپ کی خدمت میں آپ کے معتبر اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی۔ جن میں ابو طفیلؓ بھی تھا۔ امام نے اس کو کتاب پڑھوا کر سنا اور فرمایا یہ ہماری صحیح احادیث ہیں۔

۴۔ علامہ محدث سید ہاشم بھرائی اپنی کتاب غایۃ المرام میں حضرت سلیم بن قیس کی کتاب کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

وهو کتاب مشہورٌ معتمدٌ نقل عند المصنفون فی کتبہم
وهو من التابعین رأی علیاً وسلمان و ابا ذر۔

" سلیم بن قیس کی کتاب مشہور و معروف اور قابل اعتماد ہے۔ جس سے مصنفین نے اپنی اپنی کتب میں احادیث نقل کی ہیں۔
سلیم تابعی ہیں۔ جس نے حضرت علیؓ، سلمانؓ اور ابو ذرؓ کو

دیکھا ہے۔"

۵۔ شیخ جلیل ثقہ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ نے اپنی اصول کافی سے اور فرغ کافی سے ہیں سلیم کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔

۶۔ امام الحدیث شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ المعروف صدوق علیہ الرحمۃ متوفی ۳۸۱ھ نے اپنی کتاب من لایحضرہ الفقیہ سے اور معانی الاخبار سے سلیم سے احادیث نقل فرمائی ہیں۔

۷۔ رئیس الطائف ثقہ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ نے اپنی کتاب الامالی، کتاب التہذیب اور کتاب البیعت سے سلیم سے احادیث کو نقل کیا ہے۔

مذہب ذیل علماء و محدثین نے سلیم بن قیس کی کتاب سے احادیث کو نقل کیا ہے۔
۸۔ ثقہ جلیل فضل بن حسن طبری صاحب اعلام الوری۔

۹۔ شیخ محدث زین الاسلام ابو جعفر احمد بن علی بن ابی طالب طبری

- صاحب احتجاج طبرسی۔
- ۱۰۔ شیخ فقیہ محمد بن ابراہیم بن جعفر ابو عبد اللہ نعمانی معروف ابن زینب
مؤلف کتاب الغیبة۔
- ۱۱۔ سید المحمّدین ابو جعفر محمد بن حسن مؤلف — بصائر الدرجات —
متوفی ۳۲۰ھ
- ۱۲۔ شیخ محدث شاذان بن جبرائیل صاحب کتاب الفضائل
متوفی ۳۲۰ھ
- ۱۳۔ شیخ ابو الفتح محمد بن علی بن عثمان کراچکی صاحب کثیر الفوائد
متوفی ۳۲۰ھ
- ۱۴۔ حافظ علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب صاحب مناقب ابن ابی طالب
متوفی ۵۸۸ھ
- ۱۵۔ علامہ محقق شیخ محمد بن حسین بن عبد الصمد جیامی عالمی مؤلف کتاب
الاربعین متوفی ۳۲۰ھ
- ۱۶۔ شیخ محدث علامہ جمال الدین حسن بن شہید ثانی شیخ زین العابدین
بن علی عامل صاحب کتاب معالم الاصول۔
- ۱۷۔ فاضل معتبر فقیہ حسن بن علی بن حسین بن شعبہ صاحب تحفۃ العقول۔
- ۱۸۔ سید جلیل مشرف الدین علی الحسین امیر آبادی نجفی صاحب کتاب
آیات الیاسرة فی فضائل عترۃ الطاہرة۔
- ۱۹۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے پوری کتاب کو — بحار الانوار — میں
نقل کیا ہے۔
- ۲۰۔ سید جلیل محدث سید ہاشم بن سلیمان حسینی تویلی صاحب

کتاب معالم الزلفی مدینہ المعجزہ اور غایۃ المراد .

۲۱ ————— سید جلیل محمد باقر بن زین العابدین خوانساری صاحب کتاب روذات

الجنات .

۲۲ ————— علامہ محدث میرزا حسین بن محمد تقی نوری صاحب کتاب الرحمن فی فضائل

سلمان و کتاب مستدرک الوسائل .

۲۳ ————— شیخ محدث محمد بن حسن و عامل صاحب کتاب الوسائل .

۲۴ ————— مولوی محمد صالح مازندرانی صاحب شرح کافی .

۲۵ ————— علامہ ذوات بن ابراہیم بن خنات کوفی .

۲۶ ————— علامہ خمیر سید مہدی قزوینی نجفی صاحب کتاب صوارم الما ضیہ

فی الفرقتہ الناجیۃ .

۲۷ ————— علامہ سید علی سہدانی صاحب المذہب صاحب کتاب مودۃ القرینی

۲۸ ————— علامہ سید سلیمان قندوزی بلخی حنفی المذہب متوفی ۱۲۹۳ھ صاحب

کتاب نیایح المودۃ .

۲۹ ————— علامہ ابو القاسم صاحب کتاب شواہد التنزیل

۳۰ ————— شیخ مفید محمد بن محمد لقمان بغدادی صاحب کتاب الکافیۃ فی

البطل توبینۃ الحاطیۃ .

۳۱ ————— علامہ ابو اسماعیل ابراہیم بن سلیمان بحرانی صاحب کتاب فرقۃ

الناجیۃ .

۳۲ ————— علامہ نور الدین علی بن محمد بن یونس بناطلی بیاضعی صاحب کتاب

صراط مستقیم .

۳۳ ————— علامہ محمد عباس بن علی صاحب کتاب تفسیر ما نزل فی اہل بیت من القرآن

۳۴ ————— علامہ مسعودی ابوالحسن علی بن حسین رضی اللہ عنہما متوفی ۳۲۵ھ

صاحب کتاب التنبیہ والاشراف۔

۳۵ ————— شیخ الاسلام ابوالسحاق ابراہیم بن سعد الدین محمد الموبدانی بکر

جمال السنۃ سنی المذہب (مختصر ترجمہ) مقدمہ کتاب ہذا

ان یقینیں جلیل القدر علماء کے علاوہ اور بھی بہت سے منتقدین اور متاخرین علماء موجود

ہیں۔ جنہوں نے سلیم بن قیس کو فی کی کتاب کے احادیث کو نقل کیا ہے۔ ————— عام طور پر یہ

کتاب ————— کتاب سلیم بن قیس طہالی ————— کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا دوسرا نام

————— کتاب السقیفہ ————— ہے۔ میرے سامنے وہ کتاب ہے جو پہلی بار الگ صوت میں

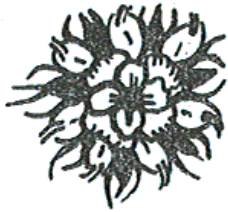
مطبع جدیدہ نجف اشرف سے شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب کا عربی سے اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے

ہوئے بعض مقامات کا ترجمہ ترک کر دیا گیا ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

(ناچیز مترجم)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 دَلَاخَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اسناد کتاب

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الْمُنْتَجِبِيْنَ
 مجھے رئیس پرمیزگار ابو البقا ہببہ اللہ بن علی بن جدون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے شیخ امین علم ابو عبد اللہ حسین بن احمد طحال مقدادی نے بیان کیا ہے۔ اس نے بیان کیا۔ یہ کتاب ۲۵۲ھ میں امیر علیہ السلام کے روزنہ مبارک پر پڑھی گئی۔ اس نے کہا مجھے شیخ مفید ابو علی، حسن بن محمد طوسی رضی اللہ عنہ نے رجب ۴۲۰ھ میں بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے فقیہ ابو عبد اللہ حسن بن حجرہ اللہ بن رطبہ نے بیان کیا ہے شیخ مقرئ ابو عبد اللہ محمد بن کمال نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابو الحسن عمر لیثی نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابن شہر آشوب نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابو جعفر طوسی نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابو عبد اللہ محمد بن علی بن شہر آشوب نے بیان کیا۔ وہ اپنے دادا شہر آشوب سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا مجھے ابو جعید نے کہا وہ محمد بن حسن بن احمد ولید اور محمد بن ابوالقاسم سے روایت کرتے ہیں وہ محمد بن سیرنی سے اور وہ جابر بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابان بن ابن عیاش سے اور وہ سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔

(دوسرا اسناد روایت) ہم سے ابو عبد اللہ حسین بن عبید اللہ غفاری نے بیان کیا اس نے کہا مجھے ابو محمد جدون بن موسیٰ بن احمد تلعبکری نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے ابو علی بن سہام بن سہیل نے بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے عبد اللہ بن جعفر حمیری نے بیان کیا۔

کیا۔ وہ یعقوب بن یزید محمد بن حسین بن ابن الخطاب اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ محمد بن ابی عمیر سے وہ عمر بن اذنیثہ سے وہ ابان بن ابی عیاش سے وہ سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کرتے ہیں۔

ابان کا خواب

عمر بن اذنیثہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک دن ابان بن ابی عیاش نے بکلیا۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا۔

”میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ میں اس دنیا سے جلد کوچ کرنے والا ہوں۔ جب صبح کے وقت تم کو دیکھا تو مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ آج رات خواب کی حالت میں سلیم بن قیس میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کہا کہ اے ابان تم ان دنوں دنیا سے کوچ کرنے والے ہو میری امانت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کو ضائع نہ کرو۔ اس امانت (موجودہ کتاب) کے پوشیدہ رکھنے کی جو ضمانت دی تھی۔ اس کو پورا کرو۔ اس کتاب کو امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ کے سوا کہنی اور کے سپرد نہ کرنا۔ اس کتاب کو رکھنے والا صاحب دین اور صاحب حسب ہو۔ (ابان نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا) حجاج جب عراق میں وارد ہوا تو اس نے لوگوں سے سلیم بن قیس کے متعلق دریافت کیا۔ کیونکہ حجاج سلیم بن قیس کے قتل کے درپے تھا سلیم ہمارے پاس حجاج کے خوف سے بھاگ کر نو بند جان میں پوشیدہ طور پر تشریف لے آئے۔ آپ ہمارے گھر میں قیام فرمائیے۔

ابان نے کہا میں نے سلیم سے زیادہ جلیل القدر صاحب اجتہاد اور زیادہ

مغلیں اپنے آپ کو گناہ رکھنے والا۔ اپنی شہرت نصرت کرنے والا کہی ہو نہ دیکھا۔ میری عمر اس وقت چودہ برس تھی۔

میں نے آپ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور میں (ابان) آپ سے مسائل قرآن کتاب اہل بدر کی احادیث بیان کرتے۔ میں نے آپ سے بہت سی احادیث عمر بن ابی سلمہ بن أم سلمہ زوجہ رسول صلعم، معاذ بن جبل، سلمان فارسی، حضرت علیؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ اور برابرین عازبؓ کی بیان کی۔ انہوں نے سنیں، اس کے بعد میں نے ان احادیث کو چھپا دیا اور آپ نے مجھ سے کسی قسم کی قسم نہ لی۔ تھوڑی مدت کے بعد آپ کی وفات کا زمانہ قریب آگیا۔ آپ نے مجھے بلایا اور تنہائی میں مجھ سے ارشاد فرمایا۔

”اے ابان! میں تمہارے پاس رہا اور تم میں وہ چیز دیکھی۔ جس کو میں پسند کرتا ہوں۔ میرے پاس ایک کتاب ہے۔ جس میں وہ احادیث ہیں جن کو میں نے ثقہ راویوں سے سنا ہے اور ان کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

اس میں ایسی احادیث ہیں جن کو میں عام لوگوں پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ لوگ ان احادیث کو عجیب و غریب پارا انکار کریں گے۔ حالانکہ یہ احادیث حق ہیں۔ اور میں نے اہل حق ثقہ صاحب صدق و نیک حضرت علیؓ، سلمان

فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود سے سنی ہیں۔ اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں کہ جس کے متعلق ایک سے سن کر دوسرے سے میں نے تصدیق دکرائی ہو، تمام نے ان احادیث کو اجماعی طور پر صحیح اور باصحت مانا ہے۔ کچھ اور

چیزیں بھی ہیں۔ جن کو میں نے ان کے علاوہ اہل حق سے سنا ہے۔ جب میں بیمار ہوا تو خیال کیا کہ ان کو ضائع کر دوں، لیکن ایسا کرنا برا خیال کیا۔ اگر آپ خداوند عالم کو درمیان میں لا کر مجھے وعدہ دیں کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے کسی کو نہ بتائیں گے، اور میری موت کے بعد ان میں سے کسی چیز کو بھی نہیں بتایا

مگر اس شخص کو جس پر آپ کو اعتماد ہو کہ وہ آپ کی طرح معتبر ہے، اور جو

حضرت علی علیہ السلام کا شیوہ ہو۔

اس کے بعد میں نے اس بات کی ضمانت دی کہ آپ کی تمام بد بات پر عمل کروں گا
اپنے وہ کتاب مجھے دیدی اور ساری کتاب پڑھ کر سنائی۔ اسی دوران میں سلیمہ انتقال
فرما گئے۔ آپ کی ذنات کے بعد میں نے کتاب کو پڑھا اور اس کو عجیب و غریب اور مشکل
پایا۔ کیونکہ اس میں حضرت علیؑ آپ کے اہل بیت اور آپ کے شیعوں کے سوا تمام اُمت
محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملامت ہو تو دیکھی۔ خواہ وہ مہاجرین ہوں، خواہ انصار
خواہ تابعین ہوں۔

حسن بصری سے ملاقات

بصر سے آنے کے بعد سب سے پہلے جس شخص سے میری ملاقات ہوئی وہ حسن بن
ابراہیم بصری تھا۔ وہ ان دنوں حجاج کے خوف سے چھپا ہوا تھا۔ اور حسن بصری ان دنوں
امیر علیہ السلام کے شیعوں میں تھا۔ اور جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی مدد کرنے اور ان سے
جنگ کرنے کی وجہ سے سخت نادم تھا۔ میں موصوف سے خلیفہ حجاج بن ابی عتاب دلمی
کے شرقی مکان میں خفیہ طور پر ملا اور وہ زور پڑا۔ جب میں نے ان کو یہ کتاب دکھائی۔ اس کے
بعد انہوں نے کہا کہ سلیم کی تمام باتیں سچی ہیں۔ میں نے بھی حضرت علیؑ کے معتبر شیعوں اور
غیر لوگوں سے ایسا ہی سنا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کی خدمت میں کتاب کا پیش ہونا
ابان کا بیان ہے کہ
میں نے اسی سال حج ادا

کیا اور امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی وقت آپ کے پاس ابو طفیل عمر بن دائلہ رضی اللہ عنہ صحابی رسولؐ موجود تھے۔ ابو طفیل رضی اللہ عنہ حضرت علیؑ کے بہترین اصحاب میں سے تھے۔ نیز امام علیہ السلام کے ہاں میری ملاقات عمر بن ام سلمہ رضی اللہ عنہ (زوجہ رسولؐ) سے ہوئی۔ میں نے کتاب کو عمر بن ام سلمہ رضی اللہ عنہ اور امام زین العابدین کی خدمت میں پیش کیا آپ تین دن تک تشریف فرما رہے۔ پھر صبح عمر بن ام سلمہ رضی اللہ عنہ اور عامر بن دائلہ آتے اور کتاب امام زین العابدین کو پڑھ کر سناتے، امام علیہ السلام نے فرمایا: —
 ”سیلم نے سچ کہا، یہ تمام ہماری احادیث ہیں۔ ہم ان کو جانتے ہیں۔“

ابو طفیل اور عمر بن ام سلمہ نے کہا اس کتاب میں جو بھی حدیث ہے، وہ ہم نے حضرت علیؑ، سلمان فارسیؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ سے سنی ہے۔ میں نے ابو الحسن علی بن حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ کے قربان جاؤں۔ اس میں بعض وہ چیزیں ہیں، جن سے میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس میں آپ کے اہل بیت اور آپ کے شیعوں کے سوا باقی تمام اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہلاکت موجود ہے خاص طور پر بڑے بڑے مہاجر، انصار اور تابعین۔
 امام نے فرمایا: — بھائی عبد القیس کیا تم انحضرتؑ کی یہ حدیث نہیں سنی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا: —

”میرے اہلبیت کی مثال میری اُمت میں ایسی ہے۔ جیسے فوج کی کشتی اس کی اُمت میں۔ جو اس پر سوار ہوا سجات پا گیا۔ اور جس نے اس کو چھوڑا وہ غرق ہو گیا۔ اور میرے اہلبیت کی مثال میری اُمت میں بنی اسرائیل کے باپ حط کی طرح ہے۔“

میں نے کہا میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ آپ فرمایا کس سے سنی ہے؟

میں نے عرض کیا سو سے زیادہ فقہا سے سُنی ہے، پھر ارشاد فرمایا، وہ کون لوگ ہیں؟ میں نے عرض کیا خلیفہ بن معتمر سے اس کا بیان ہے نہ اس نے ابوذرؓ سے سُنی تھی۔ جب کہ وہ خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑ کر زور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اور کس سے سُنی ہے؟ میں نے عرض کیا حسن بن ابوالحسن لہری سے سُنی ہے۔ اس نے ابوذرؓ، مقدادؓ اور حضرت علیؓ سے سُنی ہے۔

اُس نے فرمایا اور کس سے سُنی ہے؟ میں نے کہا سعید بن مسیب، حلقہ بن قیس ابوطیبیان جنی اور عبدالرحمن بن ابولہی سے، ان تمام حضرات کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذرؓ سے سُنی ہیں۔ ابوطیفیلؓ اور عمر بن ام سلمہؓ نے کہا، خدا کی قسم ہم نے اس حدیث کو ابوذرؓ، جناب علی المرتضیٰؓ، مقدادؓ اور سلمان فارسی سے سنا ہے۔ اس کے بعد عمر بن ام سلمہؓ آگے بڑھے اور کہا خدا کی قسم میں نے اس حدیث کو اس شخص سے سنا ہے جو ان سب افضل ہے۔ میں نے اس حدیث کو جناب سلمانؓ ماب سے سنا ہے۔ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا ہے۔

امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: —————
 ”کیا یہ اکیلی حدیث ان تمام احادیث سے تیرے دل کی تسلی کے لئے کافی نہیں ہے۔ جس سے تمہارا سینہ مضطرب ہے (پھر فرمایا)
 اے بھائی عبدالقیس اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اگر بات واضح ہو جائے تو اسے قبول کرو، ورنہ خاموش رہو، اور اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹادو، تم زمین و آسمان سے بھی زیادہ فراخ مقام میں ہو۔ اس کے بعد میں نے حضرت سے ایسی باتیں دریافت کیں جو میری سمجھ میں آسکیں اور بعض ایسی تھیں جو میری سمجھ میں نہ آئیں۔

حضرت میری باتوں کا بہتر سی جواب دیا۔

رجعت کا بیان

(ابانؓ نے کہا) اس کے بعد میں ابو طفیلؓ سے اس کے گھر میں ملا۔ اُس نے مجھے صحابہ بدرِ سلمانؓ، مقدادؓ اور ابی کعب سے رجعت کے بارے میں حدیث بیان کی (رجعت سے مراد وہ زمانہ ہے جب کہ قیامت سے پہلے لوگوں کو زندہ کر کے مظلوم کا ظالم سے بدلہ لیا جائے گا)

ابو طفیلؓ نے کہا جو کچھ میں نے مذکورہ حضرات سے رجعت کے متعلق سنا، وہ سب حضرت علیؓ کی خدمت میں کوثر شہر میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا —
”یہ خاص علم ہے۔ لوگ اس کی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔“

اس کے بعد جناب امیرِ علیہ السلام نے ان حضرات کے بیان کی تصدیق فرمائی تھی اور اس کے متعلق بہت سی قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمائیں۔ اور اس کی تسلی بخش تفسیر بیان کی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے قیامت کے آنے سے بھی زیادہ رجعت کے آنے کا یقین ہو گیا تھا۔

کوثر کا بیان

استفسار کردہ باتوں میں سے یہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ لے

لے کتاب بصائر الدرجات ”عربی اُردو، اس بارے میں بہت اچھی چیز ہے
مکتبۃ الساجد ۸۵ شمس آباد کالونی، ملتان (پاکستان) سے شائع ہو چکی ہے

امیر المؤمنینؑ مجھے جو حین کوثر (جو حوض رسولؐ) کے متعلق بیان فرمائیں کیا وہ دنیا میں ہے
یا آخرت میں؟

اپنے ارشاد فرمایا " دنیا میں ہے " —
میں نے کہا اس سے مٹانے والا کون ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ —
" میرے اس ہاتھ سے میرے دوست لانے جائیں گے۔ اور میرے دشمن
جو حوض رسولؐ سے دُور کئے جائیں گے " —
دوسری روایت میں ہے کہ۔ —
" ضرور میں اپنے دوستوں کو حوض رسولؐ پر لاؤں گا۔ اور اپنے دشمنوں
کو دُور کر دوں گا۔ "

دابہ سے مراد کون ہے؟

میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنینؑ خداوندِ عالم کا یہ قول۔ —
وَإِذَا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ أَخْرَجْنَا آلَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ
إِنَّ النَّاسَ كَالذُّبَابِ يَتَّبِعُونَكَ مَا تُغْنِيهِمْ —
یہ جانور کیا چیز ہے (جو قیامت کے دن لوگوں سے باتیں کریگا) آپ نے فرمایا۔
" اے ابو طفیل " اس چیز کو چھوڑو " —
میں نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنینؑ، میں آپ پر قربان جاؤں۔ مجھے اس کے
متعلق ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا۔ —
" یہ وہ جانور ہے جو کھانا کھاتا ہے۔ اور بازاروں میں پھرتا ہے اور
عورتوں سے نکاح کرتا ہے " —

میں نے عرض کیا - وہ کون ہے اے امیر المؤمنین؟
 آپ نے فرمایا وہ زمین کے قیام کا باعث ہے، جس کی وجہ سے زمین قائم ہے۔
 میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین وہ کون سی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا، اس اُمت کا صدیق،
 فاروق، رئیس اور ذوقرن ہے۔

میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین وہ کون ہے؟
 آپ نے فرمایا - وہ ہے جس کے متعلق خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے بیتلہ -
 شاہدُ منہ (رسولِ خدا کیساتھ ساتھ ایک گواہ ہے جو اس کی جنس
 سے ہے والذی عنده علم الكتاب جس کے پاس تمام کتاب کا علم
 ہے والذی جاء بالصدق وہ سچ کیساتھ آیا والذی صدق بہ وہ
 جس نے سچائی کی تصدیق کی وہ میں ہوں۔ میرے اور آنحضرت کے سوا
 تمام لوگ کافر تھے۔

میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین نام لیکر بتائیں۔ آپ نے فرمایا۔
 "اے الباطل نہیں نے تمہیں نام لیکر بتا دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر میں اپنے
 شیعوں کو وہ تمام باتیں جو ان کے ظاہری فہم سے بالاتر ہیں بیان کر دوں
 جن کیساتھ میں دشمنوں سے جنگ کرتا ہوں یہ میرے عام شیعوں میں جنہوں
 نے میری اطاعت کا اقرار کیا ہوا ہے اور مجھے وہ امیر المؤمنین کہتے ہیں اور
 میرے مخالفت سے جنگ کرنا عجز سمجھتے ہیں میں نے ان سے کئی ماہ حق
 کی بعض باتیں بیان کی ہیں جو کتابِ خدا میں موجود ہیں۔ وہ کتاب جو
 حیران رسالت ناب کے پاس لائے تھے، ان میں سے بہت زیادہ
 مجھ سے علیحدہ ہو جائیں گے، یہاں تک کہ میں ایک قلیل گروہِ حق جو تم اور
 تم جیسے شیعوں کا ہوگا۔ رہ جاؤں گا۔"

پس یہ سن کر میں ڈر گیا اور عرض کی اے امیر المؤمنینؑ میں اور مجھ جیسے آپ کو چھوڑ
جائیں گے یا آپ کیساتھ ثابت قدم رہیں گے۔

آپ نے فرمایا: ————— ”تم ثابت قدم رہو گے۔ (اس کے بعد آپ میری طرف
متوجہ ہوئے اور فرمایا: —————

”سہارا امر مشکل ہے (یعنی ہماری حقیقت کو سمجھنا مشکل ہے) اس کو
تین اشخاص کے سوا نہ کوئی جانتا ہے اور نہ ہی اس کے نزدیک بھٹک
سکتا ہے۔ ایک مقرب فرشتہ، دوسرے وہ نبی جو رسالت کے درجہ پر
فائز ہو، تیسرے وہ بندہ ہے جس کے دل کا امتحان خداوندِ عالم نے ایمان کیا
لے لیا سو اے ابو طفیلؓ جب آنحضرتؐ وفات پاگئے تو لوگ گمراہ اور جاہل ہو کر
مزدب ہو گئے۔ مگر وہ لوگ ایمان پر قائم رہے جن کو خداوندِ عالم نے ہماری وجہ سے
محفوظ رکھا۔“

عمر بن اذینہ نے کہا اس کے بعد ابانؓ نے سلیم بن قیس کی کتاب میرے سپرد کر دی۔
اور ابانؓ ایک ماہ کے بعد وفات پا گئے۔

یہ سلیم بن قیس ہالی کی کتاب کا وہی نسخہ ہے، جس کو اس نے ابان بن ابی عیش
کے سپرد کیا تھا۔ اور اس کتاب کو مجھ پر پڑھا تھا۔ اور ابانؓ کا بیان ہے کہ اس نے اس
کتاب کو جناب امام زین العابدینؑ کی خدمت میں پڑھا۔ انام علیہ السلام نے سنکر
فرمایا: —————

”سلیمؑ نے سچ کہا، یہ ہماری حدیث ہے۔ ہم اس کو جانتے ہیں۔“

وفات حضرت رسولؐ خدا کا بیان

سلیمؑ نے کہا میں نے سلمانؓ فارسی سے سنا، انہوں نے کہا میں نے جناب

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کی بیماری کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا جس بیماری میں کہ حضورؐ نے انتقال فرمایا۔ حضرت فاطمہؑ تشریف لائیں۔ جب آنحضرتؐ کی حالت کوبے قرار پایا تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اور رخسار مبارک پر ہنسے لگے۔ جناب رسالت آپؐ نے دیکھ کر فرمایا:۔۔۔۔۔

”میری بیٹی تم کیوں روتی ہو؟“

جناب سیدہؑ نے عرض کی:۔۔۔۔۔

”اے خدا کے رسول! مجھے آپ کے انتقال کے بعد اپنے لئے اور اپنی

اولاد کے لئے ہلاک سمجھنے کا خوف ہے۔“

یہ سن کر آنحضرتؐ کی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اور فرمایا:۔۔۔۔۔

”اے فاطمہ! تم نہیں جانتی کہ خداوند عالم نے ہم اہلبیت کے لئے

دنیا کی بجائے آخرت کو اختیار فرمایا ہے اور خداوند عالم نے دنیا کے لئے

فنا لازمی قرار دی ہے۔ مجھے دئے زمین کا نبی اور رسولؐ منتخب کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر میں تمہارے شوہر علیؑ کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا کہ

میں تمہاری شادی علیؑ سے کر دوں اور ان کو اپنا بھائی، وزیر، وصی اور اپنی

امت میں خلیفہ بناؤں (اے فاطمہ) تمہارا باپ خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں

سے افضل ہے اور تمہارا شوہر علیؑ تمام اوصیاء اور اولیاء سے افضل ہے

تمام اہلبیت سے (میرے مرنے کے بعد) تم سب پہلے مجھے ملو گی۔

اے فاطمہ! خداوند عالم نے تیری باز نگاہ انتخاب دہڑائی تھی، تمہیں اور

تمہارے گیارہ فرزندوں اور میرے بھائی علیؑ کے فرزندوں کو منتخب کیا۔ تم

بہشت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ تمہارے دونوں بیٹے (حسینؑ) جو انان

بہشت کے سردار ہیں۔ اور میں اور میرا بھائی اور گیارہ امام اور میرے بیٹے

تک سونے والے وصی تمام کے تمام ہدایت کرنے والے ہیں اور خود بھی ہدایت یافتہ ہیں۔

سب سے پہلا وصی میرا بھائی علی مرتضیٰ ہے، ان کے بعد حسن ہیں، پھر حسین، پھر علی زین العابدین، پھر آپ کی اولاد میں سے میرے اور اوصیاء میں سے، ہم بہشت میں ایک ہی مقام پر فائز ہوں گے، میری منزل سے خداوند عالم کے نزدیک زیادہ کسی کی منزل نہیں ہوگی۔ اس کے بعد ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ کی منزل ہے۔

اے میری بیٹی کیا تم کو معلوم نہیں کہ خداوند عالم کی تمہارے لئے خاص کرامت ہے کہ میں نے تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو میری امت اور اہل بیت سے افضل ہیں۔

جو سب سے صلح کے لحاظ سے بڑھے ہوئے۔ صبر کے لحاظ سے بڑے اور سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ کریم النفس اور سب سے زیادہ صادق القول، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور جفاکش ہیں۔“

یہ سن کر جناب سیدہ شاداں و فرحان ہوئیں۔ اس کے بعد رسول خداؐ نے آپ

سے فرمایا:

”علیؑ کی اٹھ ایسی خصوصیتیں ہیں۔ جو سوائے ان کے کسی بھی انسان کو نصیب نہیں ہوئیں۔ انہیں اور اس کے رسولؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کرنے والے میری امت میں علیؑ ہیں۔“

علیؑ کتاب خدا اور میری سنت کے عالم ہیں۔ تمہارے غمخوار کے سوا میری امت میں میرے تمام علم کو کوئی نہیں جانتا۔ خداوند عالم نے مجھے

تعلیم دی جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا اور اپنے فرشتوں اور رسولوں کو علم کی تعلیم دی اور ان کے علم کو بھی میں جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ وہ تمام علم میں علیؑ کو تعلیم کر دوں، پس میں نے ایسا کر دیا۔ علیؑ کے سوا میری اُمت میں کوئی میرے تمام علم و فہم اور فقہ کو نہیں جانتا۔

اے میری بیٹی! میں نے تمہاری شادی علیؑ سے کر دی ہے، تمہارے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ میرے اور میری اُمت کے سبط ہیں، علیؑ کا حکم لے کر باعز و اور اس کا منع کرنا نہی عن المنکر ہے۔ خداوند عالم نے علیؑ کو حکمت اور فضل الخطاب کی تعلیم دی ہے۔

اے میری بیٹی! خداوند عالم نے ہم اہل بیت کو سات ایسے خصائل عطا فرمائے جو ہمارے سوا اولین، آخرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے، میں تمام بیٹوں اور رسولوں کا سردار ہوں اور ان سے افضل ہوں، میرا وصی جو تمہارا شوہر ہے۔ تمام وصیوں سے بہتر اور میرا وزیر ہے۔ اور ہمارا شہید تمام شہدائے افضل ہے۔

جناب سیدہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ان شہدار کا سردار ہے جو آپ کے ساتھ لڑ کر

شہید ہوئے؟ فرمایا: —————

” بلکہ انبیاء اور اوصیاء کے سوا تمام اولین اور آخرین شہدار کے سردار میں وہ جعفر بن ابی طالب ہیں۔ جنہوں نے دو دفعہ ہجرت کی اور اپنے دو بازوئیں کیساتھ بہشت میں فرشتوں کیساتھ اڑتے رہتے ہیں اور تمہارے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ میری اُمت کے سبط ہیں اور تمام نوجوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم ہی میں سے اس اُمت کا ہمدی سوگا جس کے ذریعے خداوند عالم

اس زمین کو مدلل و انصاف سے بھرے گا۔ اس سے پہلے وہ ظلم اور جور سے بھری ہو گی۔

فاطمہ علیہ السلام نے کہا۔ یا رسول اللہ جن اوصیاء کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں سے افضل کون ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا۔

”میرے بھائی علی المرتضیٰ میری تمام امت سے افضل ہیں، علی اور تمہارے اور میرے دونوں بیٹوں حسن و حسین اور میرے اس بیٹے سے جو نے دالے اوصیاء میں۔ (آنحضرت نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا) آپ کے بعد میری امت میں سب سے زیادہ افضل جعفر ہیں۔ ان اوصیاء میں سے ہمدی ہوں گے۔ پہلے امام بعد میں آنے والوں سے افضل ہیں۔ کیوں کہ پہلا دوسرے کا امام ہے۔ دوسرا پہلے کا وصی ہے، ہم اہلبیت کے لئے خداوند عالم نے دنیا کے بدلے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ (پھر آنحضرت نے علی، فاطمہ اور دونوں بیٹوں کی طرف دیکھا! فرمایا!) اے سلمان میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میری ان لوگوں سے لڑائی ہے جو ان سے لڑے اور میری ان سے صلح ہے جو ان سے صلح کرے، بیشک یہ میرے ساتھ بہشت میں ہوں گے!“ (اس کے بعد رسول اللہ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

”اے علی! عنقریب تم قریش کی تکلیف اور ظلم برداشت کر دو گے اگر تم کو مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا اور اپنے حامیوں کیساتھ مخالفوں سے جنگ کرنا۔ اگر مددگار نہ ملیں تو صبر کرنا، اور اپنے ہاتھ کو رگڑ کے رکھنا اور اپنے آپ ہلاکت میں نہ پڑنا، تمہاری نسبت مجھ سے دسی ہے جو ہاروں کو موٹی سے حاصل تھی۔ اور ہاروں کا اسوہ حسنہ آپ کے سامنے

ہے۔ اردن نے اپنے بھائی موسیٰ سے کہا تھا "بے شک قوم نے مجھے کمزور
کر دیا ہے اور قریب ہے کہ مجھے قتل کر دیں۔"

امیر علیہ السلام کے لئے بشارت

سیدم نے کہا کہ مجھے علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ مدینہ کی بعض گلیوں میں جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم ایک باغ میں پہنچ گئے۔
میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے۔ آنحضرت نے
فرمایا بے شک خوبصورت باغ ہے لیکن تیرے لئے بہشت میں اس سے بھی زیادہ
خوبصورت باغ ہوگا۔

اس کے بعد ہم دوسرے باغ میں پہنچے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ
کس قدر خوبصورت باغ ہے۔ آنحضرت نے فرمایا بے شک خوبصورت ہے لیکن
تیرے لئے بہشت میں اس سے زیادہ خوبصورت باغ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہم سات
باغوں میں گئے میں کہتا گیا یا رسول اللہ! کس قدر خوبصورت باغ ہیں اور حضور فرماتے
جلتے تھے کہ تیرے لئے بہشت میں اس سے زیادہ خوبصورت باغ ہوگا۔ جب ہم
رات طے کر چکے تو حضور نے مجھے گلے لگا لیا اور چھوٹ چھوٹ کر دئے لگے۔ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ! آپ رد کیوں ہے؟ فرمایا:۔

"لوگوں کے دلوں میں تیرے لئے بدر کی رنجشیں اور اُحد کے

کینے پوشیدہ ہیں۔ وہ میرے بعد ظاہر کریں گے۔"

میں نے عرض کیا میرا دین سالم ہوگا؟

فرمایا:۔ "تیرا دین سالم ہوگا۔"

اے علی! تجھے بشارت ہو تیری زندگی اور موت میرے ساتھ ہوگی۔
 تم میرے بھائی، وصی، برگزیدہ، وزیر، وارث، میری طرف سے ادا کرنے
 والے اور میرا قرض ادا کرنے والے ہو۔ میری طرف سے میرے وعدے
 پورے کرنے والے، میری ذمہ داری کو ادا کرنے والے، میری امانت ادا
 کرنے والے، تم میری سنت پر میری امت کے ناکشیں (جنگِ جمل والوں)
 تینا سلین (صفین والوں) اور مارقین (نہرواں والوں) سے جنگ کرو گے
 زینس کے منظام پر صبر کرنا اور ان کے اتحاد سے بچتے رہنا۔ بیشک تجھے
 بچھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔

موسیٰ نے ہارون کو خلیفہ بنانے وقت حکم دیا تھا کہ اگر لوگ گمراہ ہو
 جائیں اور مددگار مل جائیں تو ان کے ذریعے مخالفین سے جنگ کرنا
 اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک دینا اور اپنے خون کو محفوظ کرنا
 اور ان کے درمیان تفریق پیدا نہ کرنا۔

اے علی! خداوند عالم نے جس رسول کو بھی مبعوث فرمایا ہے تو ایک
 قوم اس پر برضا و رغبت ایمان لائی اور دوسری قوم ناخوشی سے حلقہ
 اسلام میں داخل ہوئی۔ جو لوگ ناخوشی سے اسلام میں داخل ہوئے
 ان کو ان پر مسلط کیا۔ جو خوشی سے اسلام لائے ناخوشی سے اسلام
 لائے ان سے خوشی سے اسلام لانے والوں کو قتل کیا۔ تاکہ ان کو اج
 اور تواب زیادہ ملے۔

اے علی! جس امت نے بھی اپنے نبی کے بعد اختلاف کیا۔ اس کا نتیجہ یہی
 ہوا کہ جاہل امت اہل حق پر غالب آئے اور بے شک امتِ تعالیٰ نے
 اس امت کے لئے تفریق اور اختلاف مقدر کیا ہے۔ اگر خداوند کریم

چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ اس کی مخلوق ہیں سے دو آدمی بھی
 اختلاف نہ کرتے۔ اور اس کے حکم میں جھگڑا کرتے اور نہ ہی کہتے آدمی بہتر کی
 فضیلت کا انکار کرتا۔ اور اگر خداوند عالم چاہتا تو سزا جلد مقرر کرتا، اس
 نے ڈھیل دیدی تاکہ ظالم کی تکذیب کی جگہ اور حق اپنے مقام پر معلوم کیا
 جائے۔ باری تعالیٰ نے دنیا کو عمل کرنے کی جگہ مقرر کیا اور آخرت کو ہمیشہ
 رہنے کی جگہ تاکہ وہ برے آدمیوں کو ان کی برائی کا بدلہ اور نیک لوگوں کو

ان کی نیکیوں کا بدلہ دے۔

یہ سن کر میں نے کہا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ میں اس کی نعمتوں کا
 شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کے امتحان پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی قضا کو تسلیم کرتا ہوں
 اور رضامند ہوں۔

وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا ہوا؟

یہ سن کر میں نے کہا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ میں اس کی نعمتوں کا
 شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کے امتحان پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی قضا کو تسلیم کرتا ہوں
 اور رضامند ہوں۔

یہ سن کر میں نے کہا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ میں اس کی نعمتوں کا
 شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کے امتحان پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی قضا کو تسلیم کرتا ہوں
 اور رضامند ہوں۔

ڈال ہے تھے اور فرشتے آپ کو بدلے تھے۔ جیسا کہ آپ چاہتے تھے۔ حضرت علیؑ نے ارادہ کیا کہ آپ کی قمیض اتار کر غسل دیں۔ تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے علیؑ اپنے نبیؐ کی قمیض کو مت اتارو۔

حضرت علیؑ نے قمیض کے اندر ہاتھ ڈال کر آپ کو غسل دیا۔ بعد میں رسول اللہؐ کو حنوط کیا اور کفن دیا۔ اور تکفین و تجہیز کے بعد قمیض کو اتارا۔

برابر بن عازبؓ نے کہا جب آنحضرتؐ کا انتقال ہوا تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ قریش نبوہاشم سے خلافت نہ چھین لیں۔ جب لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کے معاملہ میں کچھ طے نہ کر سکا تو میں وفات رسولؐ کے غم میں پڑمردہ عورت کی طرح زار و نظار رو رہا تھا۔ میں ادھر ادھر جاتا تھا اور لوگوں کے حالات کا جائزہ لیتا تھا۔ نبوہاشم رسول اللہؐ کے غسل و کفن میں مصروف تھے۔ مجھے سعد بن عبادہ اور اس کے معزز دوستوں کی بات معلوم ہو گئی تھی۔ میں ان لوگوں کے پاس نہ گیا، میں سرداران قریش کی تلاش میں تھا۔ مجھے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ خطابؓ کہیں دکھائی نہ دیئے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو مع ابو عبیدہ سفیہ والوں کے پاس آتے ہوئے دیکھا، سفیہ والے من کے علاوہ صنعا کی بنی سوہلی چادریں پہنے ہوئے تھے۔ جو آدمی بھی ان کے قریب گزرتا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ کو پکڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیتے تھے خواہ وہ رھنی منوایا نہ ہوتا۔ رسول اللہؐ وفات کے باعث اور اس واقعہ کی وجہ سے میری عقل جواب دے رہی تھی میں فوراً دہاں سے نکلا اور مسجد میں آیا۔ پھر وہاں سے نکلا اور نبوہاشم کے گھر آیا۔ ان حضرات کا دروازہ بند تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور یا اہل بیت! بکر آواز دی۔ اس دوران فضل بن عباسؓ باہر تشریف لائے، میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی ہے، جب میری اس اطلاع کو حضرت عباسؓ نے من تو فرمایا۔

”خلافت کے بارے میں تمہاری ساری امیدیں ہمیشہ کے لئے خاک میں
 مل گئیں۔ میں نے نہیں حصولِ خلافت کے لئے کہا۔ تم لوگوں نے میری نافرمانی
 کی۔ جس کی وجہ سے میں اپنے دل میں کڑھتا ہوں۔“

برابر بن عازب نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: —

جب رات ہوئی تو میں مسجد کی طرف دروازہ ہوا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن پڑھنے کی آواز میرے دل میں اثر کر رہی تھی۔ مسجد
 سے نکل کر میں بنی یاسنہ کے میدان کی طرف چلا گیا۔ وہاں لوگوں کا ایک گروہ سرگوشیاں
 کر رہا تھا۔ جب میں ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ تو وہ خاموش ہو گئے۔ پھر میں ان سے
 دُور نکل گیا۔ اس اثناء میں وہ مجھے پہچان گئے۔ لیکن میں ان کو نہ پہچان سکا۔ انہوں نے
 مجھے بلایا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو وہ مقداد، ابوذر، سلمان، عمار یاشر، عبادہ
 بن حارث، حذیفہ بن یمان اور زبیر بن عوام تھے۔ حذیفہ کہہ رہے تھے: —

”خدا کی قسم جس واقعہ کی میں نے تمہیں اطلاع دی ہے۔ وہ ضرور اس

کام کو سر انجام دیں گے۔ خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ
 کبھی میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے، حذیفہ نے کہا، میرے ساتھ آئی

بن کعب کے پاس چلو۔“

ہم ابی بن کعب کے پاس گئے، دروازہ کو دستک دی اور وہ دروازہ
 کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔

ابی بن کعب — تم کون ہو؟

مقداد — ہم ہیں۔

ابی بن کعب — تمہارے ساتھ کون ہے؟

مقداد — دروازہ کھولو، دروازہ کے پیچھے بات کرنے کا موقع نہیں ہے

جس غرض کے لئے ہم آئے ہیں وہ بہت اہم ہے۔
 ابی بن کعب — میں دروازہ ہرگز نہ کھولوں گا۔ مجھے اس بات کا علم
 ہے جس کے لئے تم آئے ہو۔ تم اس بیعت کے متعلق بات کرنے
 چاہتے ہو۔

مقدادؓ — ہاں

کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ خلافت کے بارے میں دوبارہ ہاجرین اور
 انصار سے مشورہ کریں۔

ابی بن کعب — کیا تم میں حذیفہؓ موجود ہے؟
 مقدادؓ — ہاں موجود ہے۔

ابی بن کعب — میری وہی بات ہے جو حذیفہؓ نے بیان کی ہے، میں اپنا
 دروازہ ہرگز نہیں کھولوں گا۔ کہیں مجھ پر وہی بات جاری نہ ہو جائے۔ جو
 حذیفہؓ پر جاری ہونے والی ہے۔

برابر بن عازبؓ کا بیان ہے کہ یہ لوگ واپس لوٹ گئے اور ابی بن کعب اپنے
 گھر میں داخل ہوئے۔ یہ خبر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہو گئی۔ دونوں نے
 ابو عبیدہ بن جراح اور میغرہ بن شعبہ کو بلوایا۔ ان چاروں حضرات نے اس واقعہ کے متعلق
 آپس میں مشورہ کیا۔

میغرہ بن شعبہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم عباس بن عبدالمطلبؓ کو اور
 لے اس بات کا لاپچ دو کہ خلافت میں ان کا اور ان کے بعد ان کی اولاد کا کچھ حصہ مقرر
 ہوگا۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو تمہارا بیچھا علی بن ابی طالبؓ سے چھوٹ جائے گا۔ اگر تمہارے
 حصہ عباس بن عبدالمطلبؓ متفق ہو گئے تو تمہارے اٹھ ایک ذیل جائے گی۔ تمہارا
 کامعاز اسے لئے آسان ہو جائے گا۔

رسول خدا کے انتقال کے بعد دوسری رات حضرت ابو بکرؓ حضرت عثمانؓ اور
ابو عبیدہ بن جراح کے ہمراہ عباس بن عبدالمطلب کے پاس گئے۔ ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے
لئے نبی اور مومنین کے لئے ولی بنا کر بھیجا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے
کہ رسول اللہؐ کو انہیں میں سے مبعوث کیا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا وہ
سب کچھ رسول اللہؐ کے لئے پسند کیا۔ رسول اللہؐ نے خلافت کا معاملہ
لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ جس کو چاہیں وہ بلا اختلاف متفق ہو کر اپنا
خلیفہ چن لیں۔ لوگوں نے مجھے اپنا خلیفہ چن لیا ہے۔ اور اپنے امور کا
مجھے مکمل بیان قرار دیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کی بات کو مقبول کر لیا ہے
مجھے اللہ تعالیٰ کی تائید سے کاہلی پریشانی اور بزدلی کا خوف نہیں۔
سردنت میرے معاملہ میں طعن و تشنیع سے کام لیا جاتا ہے۔
علیؑ عامۃ الناس سے الگ ہو کر دوسری باتیں بیان کرتے ہیں۔
علیؑ نے تم لوگوں کو اپنا جائے پناہ بنا رکھا ہے۔

تم اس کے لئے ایک مضبوط قلعہ بنے ہوئے ہو۔ تم علیؑ کے حق
میں مسلسل پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہو۔ تم یا تو لوگوں کی اس بات پر اتفاق
کر لیتے جس پر انہوں نے اتفاق اور اجماع کر لیا ہے۔ یا لوگوں کو جس بات
پر وہ جھک گئے ہیں روک لیتے۔

ہم یہاں صرف اس غرض سے آئے ہیں کہ خلافت میں سے تمہارا
کچھ حصہ مقرر کر دیا جائے۔ جو آپ کی اولاد کو ملتا رہے گا جس میں شک
نہیں کہ آپ رسول اللہؐ کے چچا ہیں اور آپ کی منزلت کسی سے مخفی

نہیں۔ لوگ تمہارے ساتھ علیؑ کو بھی جانتے ہیں اور ان کی محبت اور
فیصلت کا انذار کرتے ہیں مگر خلافت کے معاملہ میں لوگوں نے تم دونوں
کو بے توجہی کی نظر سے دیکھا ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا: —————

”اے ادلا دینو! ششم رسولؐ انہم اور تم دونوں سے تعلق رکھتے
تھے۔ ہمیں تمہارے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن ہم اس بات
کو ناپسند کرتے ہیں کہ جس بات پر عام مسلمانوں نے اتفاق کر لیا ہے
اس میں عیب جوئی کی جائے۔ تمہارے اور عام لوگوں کے درمیان جھگڑے
پیدا ہو جائیں تم اپنے اور مسلمانوں پر حرم کر دو۔“

حضرت عباسؓ نے فرمایا: —————

”بیشک تم نے جو کچھ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰؐ کو
نبی بنا کر بھیجا اور آپ کو مومنین کا سردار مقرر کیا۔ اگر تم نے خلافت کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتے کی وجہ سے حاصل کیا ہے تو تم نے ہمارے
حق کو خصب کیا ہے۔ اگر تم نے خلافت کو مومن ہونے کی وجہ سے حاصل
کیا ہے تو ہم بھی مومن ہونے کے زمرہ میں شامل ہیں۔ ہم اس معاملہ
میں تمہارے شریک کار نہ ہونے اور نہ ہی تم نے ہماری رائے اور مشورہ
حاصل کیا۔ ہم تمہارے لئے خلافت کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔ تمہارا یہ
قول کہ تم میرے لئے خلافت میں سے کچھ حصہ مقرر کر دو گے (تو یہ اصولاً
غلط ہے) اگر خلافت تمہارا حق ہے تو اسے اپنے لئے مخصوص رکھو
ہم تمہارے محتاج نہیں ہیں۔ اگر خالص مومنین کا حق ہے تو ہم اس بات
پر کیسے رضامند ہو جائیں کہ کچھ تم سے لے لیں اور بقیہ تمہارے حوالے

کر دیں۔

اے عمر! تمہارا یہ قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تم دونوں میں سے تمھے یہ بھی درست نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند تھے۔ ہم اس کی شانیں ہیں اور تم جبرائیوں کی مانند ہو۔ اس لحاظ سے ہم تم سے افضل ہیں۔ تمہارا یہ قول کہ ہمیں تم سے مجبورونے کا خوف ہے تو یہ وہ نازم سے جس کو تم پہلے کھڑا رکھے ہو۔

حضرت عباسؓ کی تفسیر سے بددہ لوگ ایسے پئے اور حضرت عباسؓ

نے ریشدار پڑھے۔

(۱) — مجھے گمان تک بھی نہ تھا کہ یہ خلافت نبوہاشتم سے خاص طور پر

حضرت علیؓ سے چھین لی جائے گی۔

(۲) — کیا حضرت علیؓ وہ شخص نہیں ہے جس نے سب سے پہلے تمہارے

قبل کی طرف نماز پڑھی۔ اور لوگوں سے زیادہ آثار نبوت اور سنت

کے جاننے والے ہیں۔

(۳) — تم سب لوگوں سے زیادہ علیؓ خلافت نبویؐ کے حق دار ہیں

علیؓ وہ شخص ہے جس کی جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت

امداد کی ہے۔

(۴) — اس ایکے علیؓ میں وہ تمام صفات موجود ہیں جو تمام دنیا کے

لوگوں میں موجود نہیں ہیں۔

لوگوں میں تو اتنے صفات بھی موجود نہیں جتنے آپ کے بیٹے

حسن میں موجود ہیں۔

(۵) — جس ذات نے تم کو علیؓ سے مخزن کیا ہے۔ اس کو جانتے ہو۔

یہ تمہاری بیعتِ اسلام میں پہلا نکتہ ہے۔

نمازِ جنازہ کا بیان

ابان بن ابی عیاش، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے سلمانؓ سے سنا کہ جب رسول خداؐ کا انتقال ہوا۔ تو لوگوں نے جو کچھ طے کرنا تھا کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح آئے۔ اور انصار سے ہجرت شروع کر دیا۔ انصار حضرت علیؓ کے حق میں ہجرت ہے تھے۔ ان تینوں حضرات نے کہا کہ گروہ انصار ہم تم سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں۔ رسول اللہؐ قریش میں سے تھے۔ ہاجر تم سے بہتر ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کا ذکر اپنی کتاب (قرآن) میں کیا ہے اور ان کی فضیلت بیان کی ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام قریش میں

سے ہوں گے“

سلمانؓ نے کہا — میں حضرت علیؓ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رسول اللہؐ کو غسل دے رہے تھے۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کو دھیت کی مٹی کہ میرے غسل کو علیؓ کے سوا کوئی سرا سب م ز دے۔ اس وقت علیؓ علیہ السلام نے کہا تھا۔ اے اللہ کے رسولؐ، اس معاملہ میں میری لدا د کون کرے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جبرائیل تمہاری امداد کریں گے۔ حضرت علیؓ جس عضو کے غسل کا ارادہ فرماتے تھے۔ وہ خود بخود تبدیل ہو جاتا تھا۔ جب حضرت علیؓ علیہ السلام نے رسول خداؐ کو غسل دکن دیدیا تو مجھے اور ابو ذرؓ مقدادؓ فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو اندر داخل کر لیا۔ آپ آگے کھڑے ہو گئے۔ ہم نے

آپ کے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کی۔

جنابِ سیدؑ کا لوگوں کے گھر میں جانا

مسلمان کا بیان ہے کہ —

جب رات کا وقت ہوا تو علی علیہ السلام نے جنابِ فاطمہؑ کو ہمراہ کر کے اور اپنے دونوں بیٹوں سن اور حسینؑ کے ہاتھوں کو پکڑ کر بہت جلدی مہاجرین اور انصار کے گھر تشریف لے گئے۔ ان سب کو پناہی جتلیا یا (خلافت میرا حق ہے) سب کو اپنی نصرت کی دعوت دی۔

چوالیس آدمیوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ آپ نے ان سب کو حکم دیا کہ صبح سویرے سر منڈوانے ہوئے مہییار لکانے ہوئے اور موت کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ صبح کے وقت صرف چار آدمی آئے اور کوئی بھی نہ آیا۔

پیغمبر کا بیان ہے کہ — میں نے ان چار آدمیوں کے بارے میں مسلمان سے پوچھا کہ وہ کون تھے؟

تو مسلمان نے کہا کہ وہ ابوذرؓ، مقدادؓ اور زبیر بن عوام تھے (ایک ان میں خود مسلمان تھا)

حضرت علی علیہ السلام پھر دوسری رات لوگوں کے پاس تشریف لے گئے ان کو قسمیں دیں انہوں نے عرض کیا کہ کل صبح حاضر ہو جائیں گے۔ لیکن ہم چار کے سوا کوئی نہ آیا۔ آپ تیسری رات تشریف لے گئے۔ لیکن پھر بھی ہمارے سوا کوئی نہ آیا۔ حضرت امیرؓ نے جب لوگوں کی دھوکہ بازی اور بے وفائی کو ملاحظہ فرمایا تو اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور قرآن مجید کی تالیف و ترتیب میں مشغول ہو گئے آپ نے جب تک قرآن مجید جمع نہ کر لیا گھر سے باہر تشریف نہ لائے۔

ان ایام میں قرآن مجید کا غزدوں، لکڑیوں، چمڑے اور کپڑے کے ٹکڑوں پر مرقوم ہونا
جب آپ نے تمام قرآن مجید جمع فرمایا تو اس کی تشریح، تفسیر، نسخ اور نسخہ آیات کو
اپنے ہاتھ سے تحریر کیا۔

حضرت علیؑ کا اپنا جمع کیا ہوا قرآن

پیش کرنا

حضرت ابو بکرؓ نے ایک آدمی کو روانہ کیا کہ آپؐ بابر شریف لائیں اور حضرت ابو بکر
کی بیعت کریں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: —————

”میں مصروف ہوں۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ نماز کے سوا چادر تک نہ
اڑھوں گا، جب تک قرآن مجید جمع نہ کر لوں!“

حضرت ابو بکرؓ اور ان کے ساتھی کئی دن تک اس مطالبہ سے باز رہے۔ حضرت
امیرؓ نے قرآن مجید کو ایک کپڑے پر جمع فرما کر اپنی مہر لگا دی۔ پھر حضرت علیؑ لوگوں کے
پاس مسجد میں تشریف لائے۔ لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ علیؑ
علیہ السلام نے با آواز بلند فرمایا: —————

”اے لوگو! جس وقت رسول اللہؐ کا انتقال ہوا۔ میں اس وقت
سے لیکر اس وقت تک رسول اللہؐ کے غسل و کفن اور قرآن مجید کے جمع
کرنے میں مشغول رہا ہوں۔ میں نے تمام قرآن مجید کو ایک کپڑے پر جمع
کر لیا ہے۔ جو آیات رسول اللہؐ پر خداوند عالم نے نازل فرمائی تھیں میں
نے سب کو جمع کر لیا ہے۔“

نبی رسول اﷺ نے آیت کی تنزیل اور تفسیر کی تعلیم دی تھی۔ حضرت نے فرمایا، کل قیامت کے روز تم یہ نہ کہو کہ تم اس بات سے غافل اور لاعلم تھے کہ تم نے ہم کو اپنی نصرت کی طرف دعوت ہی نہ دی تھی۔ تم نے اپنا حق نہ جتایا تھا۔ اور تم یہ نہ کہہ سکو کہ تم نے ہمیں خدا کی طرف فاتحہ سے دامن سن تک دعوت نہ دی تھی۔

حضرت عمرؓ نے کہا:۔۔۔۔۔

”جو قرآن مجید ہمارے پاس موجود ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ جس قرآن کی طرف تم بلاتے ہو، اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے!“
یہ سن کر حضرت امیرؓ اپنے گھر تشریف لے آئے۔

حضرت علیؓ کی بیعت کا مطالبہ

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ کسی کو علیؓ کے پاس بھجودہ اگر آپ کی بیعت کر لیں۔ جب تک علیؓ آپ کی بیعت نہ کریں گے۔ ہمارا کام پختہ نہ ہوگا۔ اگر وہ بیعت کر لیں گے تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک آدمی کو روانہ کیا اور کہا بھینچا کہ خلیفہ رسولؐ بلاتے ہیں۔ قاصد نے حاضر ہو کر پیغام من و عن پہنچا دیا حضرت علیؓ نے فرمایا:۔۔۔۔۔

”کس قدر جلد تم نے رسول اللہؐ پر جھوٹا باندھ دیا ہے۔ ابو بکرؓ بھی جانتے ہیں اور وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو ان کے پاس موجود ہیں کہ رسول اللہؐ نے میرے سوا کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا!“

قاصد نے واپس آکر راقصہ سنا دیا تو دوسرا پیغام دیکر انہوں نے قاصد

کو روانہ کیا اور کہا کہ جا کر کہو اے علیؑ تمہیں امیر المؤمنین حضرت ابو بکرؓ بلاتے ہیں۔ قاصد نے جا کر پیغام پہنچا دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: —

”خدا کی قسم ابھی تو اتنا لمبا عمر نہیں گزرا کہ وہ بھول گئے ہوں۔“

خدا کی قسم امیر المؤمنین کا لقب میرے سوا کسی اور کے لئے درست نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آدمیوں کو حکم دیا تھا۔ جن میں خود حضرت ابو بکرؓ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے مجھے امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا تھا۔ حضرت عمرؓ بھی ان سات آدمیوں میں شریک تھے۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ اپنے جو امیر المؤمنین کہہ کر علیؑ کو سلام کہلوا یا ہے کیا یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے؟ رسول اللہ نے اسی وقت حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ دونوں سے فرمایا

خدا کہ — خدا کی قسم یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے

ہے اور علیؑ امیر المؤمنین، سید المسلمین اور صاحبِ لواءِ غزواتِ مجلیبین ہیں

اللہ تعالیٰ حضرت علیؑ کو قیامت کے روز پیلِ صراط پر بٹھائے گا۔ وہ

اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔“

حضرت ابو بکرؓ کا قاصد یہ پیغام سن کر چلا گیا۔ اور جا کر حضرت ابو بکرؓ کو منام

باتیں سنادیں۔ اس روز وہ لوگ حضرت علیؑ سے باز رہے۔ جب رات کا وقت ہوا

تو امیر علیہ السلام جناب سیدہؓ کو ہمراہ لیکر مح حضرت امام حسنؑ اور حسینؑ اصحابِ رسولؐ

کے گھر تشریف لے گئے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی تمہیں دیں اور اپنا سخی ختلیا۔ اور اپنی

نصرت کی دعوت دی۔

لیکن چار آدمیوں کے سوا کوئی بھی حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ ہم نے اپنے

سروں کو منڈوا لیا تھا اور آپ کی نصرت پر بالکل مستعد تھے۔

زیرین عوام ہم سے زیادہ آپ کی امداد کے لئے تیار تھا۔ جب حضرت نے لوگوں کا اپنی مدد نہ کرنا ملاحظہ کیا تو اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔
 حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ آپ کو کیا چیز روک رہی ہے کہ آپ علیؓ کو بلا کر ان سے اپنی بیعت منوالیں۔ ان چار آدمیوں کے سوا تمام نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

جناب سیدہ کے گھر پر اجتماع

اسمانؓ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: —
 حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں کسی کو حضرت علیؓ کی طرف روانہ کر دوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ قنفذ کو روانہ کر دو، کیونکہ وہ بنی عدی بن کعب کے ایک آدمی کا آزاد کردہ غلام ہے۔ وہ بدگو، سنگدل اور خوفناک انسان ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک جماعت کے ساتھ قنفذ کو علیؓ علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ قنفذ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے اجازت نہ دی تو قنفذ کے مددگار واپس حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جا کر کہنے لگے کہ علیؓ نے ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔

اس وقت حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ مسجد میں تھے۔ ان حضرات کے گرد لوگ جمع تھے۔

حضرت عمرؓ نے کہا واپس چلے جاؤ۔ اگر علیؓ اندر آنے کی اجازت دیں تو بہتر در نہ بلا اجازت اندر چلے جانا۔ ان لوگوں نے دوبارہ جا کر اجازت طلب کی تو جناب سیدہ نے فرمایا: —

”میں تمہیں اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دوں گی اور تمہیں روکوں گی“
 فنقد وہاں ٹھہرا رہا۔ لیکن اُس کے ساتھی دوبارہ مسجد میں چلے گئے اور حضرت
 ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے جا کر کہا کہ حضرت فاطمہؓ نے ایسا ارشاد فرمایا ہے اور اپنے
 گھر میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ناراض ہو گئے
 اور کہنے لگے کہ عورت ہمارے معاملہ میں کیوں مغل ہوئی ہے۔
 حضرت عمرؓ نے ایک جماعت کو لکڑیاں اٹھانے کو کہا، لکڑیاں اٹھا کر خود
 حضرت عمرؓ ساتھ ہوئے اور جناب امیرؓ کے گھر کے پاس لکڑیاں رکھوا دیں۔ اس وقت
 گھر میں علیؓ، فاطمہؓ اور آپ کے دونوں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ موجود تھے۔
 حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا:۔

”اے علیؓ گھر سے ضرور باہر نکلو اور رسول اللہؐ کے خلیفہ ابو بکرؓ کی
 بیعت کرو۔ ورنہ میں تم لوگوں کو جلادوں لگاؤ۔“
 حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ ”اے عمرؓ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے
 حضرت عمرؓ نے کہا۔ ”دروازہ کھولو ورنہ تمہیں گھر سمیت جلادیا جائیگا
 حضرت فاطمہؓ نے فرمایا۔ ”اے عمر خدا کا خوف نہیں کرتے اور میرے
 گھر میں داخل ہوتے ہو۔“

حضرت عمرؓ نے واپس جانے سے انکار کر دیا، آگ طلب کر کے لکڑیوں
 کو دروازہ میں جلادیا۔ پھر دروازہ ہلا کر توڑ کر اندر داخل ہو گئے، جناب سیدؓ نے
 اللہ کے رسولؐ کے نام کی آواز بلند کی اور آگے بڑھیں۔

یہ لوگ حضرت امیر علیہ السلام کو نکال کر ابو بکرؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت
 عمرؓ تلوار لیکر حضرت کے سر پر کھڑے ہو گئے پہلے سے خالد بن ولیدؓ، ابو عبیدہ جراحؓ
 ابو جہلؓ کا غلام سالمؓ، معاذ بن جبلؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، بشیر بن سعدؓ اور دوسرے

تمام لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ہتھیار لگانے ہوئے موجود تھے :-

بیڑ کا بیان ہے کہ :-

میں نے سلمانؓ سے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ کیا یہ لوگ واقعی جناب
سیدہ کے گھر بلا اجازت داخل ہو گئے تھے !
سلمانؓ نے کہا خدا کی قسم وہ اندر چلے گئے تھے۔ حالانکہ اس وقت جناب سیدہ
کے سر پر پردہ بھی نہ تھا۔ اور سیدہ فرما رہی تھیں :-

”اے اللہ کے رسول ! آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے
ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ آپ کی آنکھیں ابھی قبر میں بند
ہجی نہیں ہوئیں.....“

جب حضرت امیر علیہ السلام کو ابوبکرؓ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا :-
”خدا کی قسم اگر میرے ہاتھ میں تلوار آجاتی تو تم کو ضرور معلوم ہو جاتا۔ اور
تم میرے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے۔ خدا کی قسم مجھے تم سے جہاد کرنے میں
عیب معلوم نہیں ہوتا۔ اگر مجھے چالیس آدمی بطور مددگار مل جاتے تو میں
نزد قہاری طاقت کو توڑتا، خدا اس قوم پر لعنت کرے جس نے مجھے
میری بیعت کرنے کے بعد ایسا چھوڑ دیا.....“

حضرت علیؓ نے فرمایا :-

”اے ابوبکرؓ تم نے کس حق اور کونسی منزلت کے لحاظ سے لوگوں کو
اپنی بیعت کی عین دعوت دی ہے۔ کیا تم نے خدا اور اس کے رسولؐ

لے تفصیل کے لئے ”الامامة والسياسة“ (اردو) شائع کردہ

مکتبۃ الساجدین ملاحظہ فرمادیں۔

کے حکم سے میری بیعت نہیں کی تھی...؟
 حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا — بیعت کرو۔ یہ باطل دعوے چھوڑ دو
 حضرت علیؓ نے فرمایا — اگر میں بیعت نہ کروں تو تم کیا کر سکتے؟
 حاضرین نے کہا — ہم تمہیں قتل کریں گے، ذلیل و خوار کریں گے۔
 حضرت علیؓ نے فرمایا — کیا تم بندہ خدا اور برادر رسول کو قتل کر سکتے؟
 حضرت ابو بکرؓ نے کہا — ہم آپ کو خدا کا بندہ مانتے ہیں۔ رسول کا بھائی
 تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا — کیا تم اس بات سے انکار کرتے ہو کہ رسول اللہ
 نے میرے اذراپنے درمیان بھائی چارہ خاص نہیں کیا تھا؟
 حضرت ابو بکرؓ نے کہا — ہاں!

حضرت امیر علیؓ نے تین بار یہ فقرہ ابو بکرؓ کے سامنے دہرایا۔ پھر امیر علیؓ نے
 لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: —

”اے گروہِ مسلم مہاجر و انصار! میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیکر دریافت
 کرتا ہوں کیا تم نے غدیر حشم کے روز جناب رسول خدا کو فرماتے ہوئے
 نہیں سنا؟“

حضرت نے ان تمام باتوں کو بیان کیا جو رسول اللہ نے غدیر کے دن کھلے طور
 پر آپ کے حق میں ارشاد فرمائی تھیں۔ لوگوں نے کہا یا علیؓ سب باتیں سنی تھیں۔
 (حضرت کی تقریر سے) حضرت ابو بکرؓ کو خوف لاحق ہوا کہ لوگ کہیں علیؓ کی نصرت و
 حمایت پر تیار نہ ہو جائیں۔ کہا — اے علیؓ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ وہ
 حق اور بجا ہے۔ ہم نے ان دونوں کانوں سے سنا اور دونوں نے یاد رکھا ہے۔ لیکن
 اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور حدیث بیان فرمائی تھی کہ: —

”خداوندِ عالم نے ہم اہلبیت کو برگزیدہ اور محترم کیا ہے۔ ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ ہم اہل بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نبوت اور خلافت کو جمع کرے گا۔“

جناب امیر نے فرمایا — اے ابوبکرؓ اس حدیث کا کوئی گواہ بھی ہے؟
حضرت عمرؓ نے کہا — اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو یہ (حدیث) فرماتے ہوئے سنا تھا۔ ابوعبیدہ، ابوحذیفہ کا غلام سالم اور معاذ بن جبل نے بھی کہا ہم نے رسول اللہؐ کو یہ حدیث فرماتے ہوئے سنا تھا۔

خانہ کعبہ کا نوشتہ

در بارِ خلافت میں علی علیہ السلام نے فرمایا: —
”تم لوگوں نے اس نوشتہ کی پوری پوری پابندی کی ہے۔ جس کو خانہ کعبہ میں بیٹھ کر تحریر کیا تھا۔ — کہ اگر محمدؐ مر جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم ہم اہلبیت سے خلافت چھین لو گے۔“
حضرت ابوبکرؓ نے کہا — آپ کو اس کے متعلق کس نے بتایا ہے۔ ہم نے تو اس نوشتہ کی کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔

حضرت امیر نے فرمایا — اے زبیرؓ، اے سلمانؓ، اے ابوذرؓ، اے مقدادؓ میں نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریا منت کرتا ہوں کہ تم نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی؟ رسول اللہؐ نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی تھی۔ رسول اللہؐ نے ان پانچ آدمیوں کا نام بھی لیا تھا۔ جنہوں نے نوشتہ تحریر کیا تھا۔ معاہدے کا ذکر اور اس کے صیغہ راز میں رکھنے کا بھی ذکر کیا تھا۔

ان حضرات نے گواہی دی کہ ہم نے داعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ان پانچ آدمیوں نے آپس میں معاہدہ کر رکھا ہے اور اس معاہدے پر کاربند رہنے کا پکا ارادہ کیا ہے۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا شہید ہو جائیں تو یہ لوگ علیؑ سے خلافت چھین لیں گے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے بیان جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: —

”میں نے اس وقت کہا تھا۔ اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب یہ بات ہوگی تو میرے لئے کیا حکم ہے۔ تاکہ میں اس حکم پر عمل کر سکوں۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے علیؑ! اگر تمہیں مددگار مل جائیں تو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرنا، اور ان کو نیست و نابود کر دینا۔ اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنی جان کی حفاظت کرنا۔“

حضرت علیؑ نے فرمایا: —

”خدا کی قسم اگر مجھے چالیس آدمی مل جاتے تو میں ضرور تم لوگوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔ خدا کی قسم دو آدمیوں کے سوا خانہ کعبہ میں نوشتہ تحریر کرنے والوں میں سے کوئی بھی خلافت حاصل نہ کر سکے گا۔ تمہارے اس جھوٹ کی تکذیب جو رسول اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت کرتی ہے: —

اَمْ يَحْسِبُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
فَقَدِ اتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاتَيْنَاهُ
مُلْكًا عَظِيمًا۔

(کیا لوگ ان حضرات پر حسد کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بنائے تھے) (نوازا) ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت

نطا کی اور ہم نے ان کو بہت بڑا ملک عطا کیا۔
 حضرت امیر نے فرمایا — کتاب سے مراد بتوت ہے اور حکمت سے مراد
 سنت ہے اور ملک سے مراد خلافت ہے۔ ہم آل ابراہیم ہیں۔

خلافت مجی مستحق ہم ہیں

جناب مفقار کھڑے ہو گئے اور کہا — اے مولا! اگر آپ حکم دیں تو
 میں ان سب کی گردنیں اپنی تلوار سے اڑا دوں گا۔ اگر آپ منع فرمائیں گے تو پتھر رک جاؤں گا
 حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا — اے مفقار رک جاؤ، عہد اور وصیت
 رسول کو یاد کرو۔

مفقار نے ان لوگوں سے کہا — کیا تم رسول اللہ کے بھائی، رسول اللہ
 کے خلیفہ، وصی اور رسول اللہ کے بیٹوں کے باپ کے خلف تیار ہو گئے ہو اگر ایسا
 ہے تو امتحان اور مصیبت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خوشی سے نا امید ہو جاؤ۔

جناب ابوذر نے فرمایا —
 "اپنے نبی کے بعد سردار اور نانا ہوں کی وجہ سے رسوا امرت خداوند عالم
 کا ارشاد ہے: —

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓ اٰدَمَ وَاٰنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ
 اِمْرٰنَ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّتَهُ لَعَضُّهُمَا مِنْ
 بَعْضِ وَاٰدَمُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

ر بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا، آدم، نوح اور حضرت ابراہیم
 کی اولاد میں سے بعض کو اور عمران کی اولاد میں سے بعض کو تمام جہانوں

پر بعض ان میں بعض کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو خوب سننے والا اور جاننے والا

ہے۔ پ

آل محمد نوح، آل ابراہیم اور ابراہیم کے جانشین ہیں۔ منتخب اسماعیل اور اولاد اسماعیل ہیں، رسول اللہ کی اولاد ہیں۔ اہل بیت نبوت ہیں۔ رسالت کا مقام ہے۔ فرشتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔ یہ بلند آسمان ہیں۔ نصب شدہ پہاڑ ہیں، کعبہ منورہ ہیں۔ روشن آنکھ ہیں۔ رہنمائی کرنیوالے ستارے ہیں۔ برکت والے درخت کی مانند ہیں۔ جس کا نور روشن ہو جس کی زینت بابرکت ہو محمد خاتم الانبیاء اور تمام اولاد آدم کے سردار ہیں، اعلیٰ تمام اوصیاء کے وصی، امام المتقین، قائد الغر المحجلین، صدیق اکبر، فاردن اعظم، وصی محمد مصطفیٰ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے وارث، تمام مومنین سے افضل ہیں۔ جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْأَصْحَابِ
أَتَمَّكُمْ وَأَوْلُوا الْأَرْحَامَ لِبَعْضِهِمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي
كِتَابِ اللَّهِ۔

دینی مومنین کی جان سے افضل ہیں۔ نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ کتاب خدا کی رُو سے رشتہ دار بعض۔ بعض سے زیادہ حقی دار ہیں۔ (۱) — اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو آگے بڑھایا۔ وہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ جنہیں پیچھے رکھا وہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ (اے لوگو) خلافت اور دراست کو دہاں رکھو۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے!

حضرت ابو بکر منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا۔ تم منبر پر

بچے ہوئے جو ادھر یہ بیچا ہوا (علیؑ) جھگڑا لو کیوں نہیں اٹھتا اور تمہاری بیعت کرے۔ با
 ہمیں حکم دیں اور ہم اس کی گردن اڑادیں۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں موجود تھے۔ حضرت عمرؓ کی بات کو سنا تو دونوں
 رونے لگے۔ جناب امیرؑ نے دونوں کو سینے سے لگایا اور فرمایا: —
 ”تم مت روؤ۔ خدا کی قسم ان دونوں میں تمہارے باپ کو قتل کرنے کی

قدرت نہیں ہے۔“

رسول اللہؐ کی دائی ام ایمن آگے بڑھیں اور کہا: — اے ابو بکرؓ تم نے کس
 نذر جلدی اپنا احد اور باطن ظاہر کر دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اسے نکال دو، وہ نکال
 دی گئیں اور کہا ہمیں عورتوں کی بات کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے۔

بریدہ اسلمیؓ نے کھڑے ہو کر کہا: —

”اے عمرؓ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور رسول اللہ
 کے بیٹوں کے باپ پر زیادتی کرتے ہو۔ تم وہ جو جس کو تشریح میں سب
 جانتے ہیں۔ کیا تم وہ نہیں کہ جن سے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ تم
 دونوں علیؑ کے پاس جاؤ اور ان کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو، اس وقت
 تم دونوں نے رسول اللہؐ سے پوچھا تھا کہ کیا یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی
 جانب سے ہے؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ ہاں یہ حکم اللہ اور اس
 کے رسولؐ کی طرف سے ہے۔“

حضرت ابو بکرؓ نے بریدہؓ کی تقریر سن کر کہا — ہاں ایسا ہی ہوا تھا لیکن
 بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نبوت اور خلافت ہم اہلبیت
 میں جمع نہ ہوگی۔

بریدہ اسلمیؓ نے سن کر کہا: —

”خدا کی قسم رسول اللہ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا تھا۔ خدا کی قسم میں بھی
 اسی ٹہری رہتا ہوں، جس میں تم رہتے ہو۔“
 حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اس کو مار کر باہر نکال دو۔ چنانچہ بریدہ کو باہر نکال دیا
 گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا — اے ابوطالب کے بیٹے، اٹھو اور بیعت کرو۔
 حضرت علیؓ نے فرمایا — میں بیعت نہیں کروں گا۔
 حضرت عمرؓ نے کہا — خدا کی قسم، ہم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔
 حضرت علیؓ نے تین مرتبہ یہ کہہ کر حجت تمام کی کہ —
 ”میں بیعت نہیں کروں گا، نہیں کروں گا، نہیں کروں گا۔“

حسن بصری کا

امیر علیہ السلام کی تعریف کرنا

سلیم کا بیان ہے کہ مجھے ابوذرؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ نے ایک حدیث بیان کی،
 پھر میں نے خود علیؓ کو فرماتے سنا کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے اپنی فضیلت
 بیان کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: —

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بھائی تم تمام عرب کی
 فضیلت کا باعث ہو، تم اپنے چچا زاد بھائی، اپنے باپ، اپنے نفسؓ
 نسب، بیوی اولاد اور چچا کے لحاظ سے سب سے زیادہ محرم ہو، اپنے
 نفس کو بچھلے برداشت کرانے اور مال کی کمی کے رنج پہننے میں سب سے
 بڑے ہو۔ — حکم کے لحاظ سے زیادہ مکمل ہو۔ سب سے زیادہ

علم والے جو کتاب خدا کے زیادہ قاری ہو۔ عقلی کے لحاظ سے زیادہ
سخت ہو، دنیا میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ سب سے زیادہ کوشش کرنے
والے ہو۔ سب سے زیادہ صاحب اخلاق ہو۔ تم میرے بعد تیس سال تک
زندہ رہو گے، اللہ کی عبادت کرو گے، قریش کے ظلم پر صبر کرو گے،
اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے۔ اگر مدگار مل جائیں تو قرآن اور تفسیر پوگوں
سے جہاد کرنا۔ جس طرح میں نے قرآن اُترنے کے موقع پر ان سے جہاد
کیا تھا۔ تم اس اُمت کے ناکشبین (جمل والوں) قاسطین (صفین والوں)
اور مارقین (نہردان والوں) سے جہاد کرو گے۔ تم شہید کئے جاؤ گے، تمہاری
داڑھی تمہارے سر کے خون سے خضاب کی جائے گی۔ تمہارا قاتل اللہ
کی دُوری اور ناراضگی میں اڈٹنی کی کوچیں کاٹنے والے، سحیحی بن زکریا
کے قاتل اور فرعون ذوالاُتار کے برابر ہو گا۔"

ابان کا بیان ہے کہ ————— ہیں نے یہ حدیث ابوذرؓ کی روایت سے
حسن بصری کو سنائی، تو حسن بصری نے کہا سلیم اور ابوذرؓ نے سچ کہا، علیؓ کو دین علم
حکمت، فقہ، رائے، صحبت (بالرسولؐ) فضل، کشادگی، باپ کے رشتہ میں ادا دادگی
جو مغربی، جہاد، سخاوت، احسان کرنے میں فیصلہ کرنے کے علم ہیں۔ قرابت میں اور
امتحان میں سبقت حاصل ہے۔ بے شک علیؓ بہ معاملہ میں بلند ہیں۔ خدا علیؓ پر رحم
کرے اور درود بھیجے۔

پھر حسن بصری اتنا روپا کہ اس کی داڑھی انسوؤں سے تر ہو گئی ————— میں نے
حسن بصری سے کہا اے ابوسعید تم غیر نبی کے بارے میں "اللہ اس پر درود بھیجے" کا
جلا استعمال کرتے ہو۔

حسن بصری نے کہا ————— جب تم مسلمانوں کا ذکر کرو تو خدا ان پر رحم کرے

فقہ استعمال کرو اور محمد آل محمد پر درود بھیجو، بے شک علی علیہ السلام آل محمد کے بہترین فرد ہیں۔

میں نے کہا — اے ابوسعید کیا وہ حمزہؓ، جعفرؓ، زناظرہؓ، حسنؓ اور حسینؓ سے بھی افضل ہیں؟

حسن بصری نے کہا — خدا کی قسم وہ ان سب سے بہتر ہیں۔
میں نے کہا — جس شخص کو علیؓ کے ان سے بہتر مہونے میں شک ہو۔ اس کے لئے کیا دلیل ہے؟

اُس نے کہا — علیؓ شرک، کفر، بتوں کی پوجا اور شراب سے پاک، علیؓ سبقتِ اسلام، علم، علم الکتاب اور سنتِ نبویؐ کو جاننے کے لحاظ سے ان سے بہتر ہیں۔ رسول اللہؐ نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا کہ میں نے تمہاری شادی اپنی اُمّت کے بہترین فرد سے کی ہے۔ اگر امت میں علیؓ سے بہتر کوئی اور آدمی ہوتا۔ تو رسول اللہؐ اس کا ضرور ذکر کرتے جب رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا تو علیؓ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ رسول اللہؐ اپنے بھائی اور نفس کے اعتبار سے تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن علیؓ کو اپنا جلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ اور اپنی سرداری کی طرح علیؓ کی سرداری کو تمام اُمّت پر واجب کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے اس قسم کا حکم نہ تو اپنے اہلبیت کے متعلق اور نہ ہی کسی اور فرد کے متعلق دیا تھا۔ علیؓ کے اتنے فضائل ہیں کہ دنیا کے تمام لوگ اہل کراتنے فضائل کا انتساب نہیں کر سکتے۔

ابان کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا۔ اس اُمّت میں علیؓ کے بعد کون افضل ہے؟ — حسن بصری نے کہا آپ کی بیوی اور آپ کے دونوں فرزند۔

میں نے کہا ان کے بعد کون افضل ہے کہا جعفر اور حمزہ افضل ہیں۔
 (ابان نے دریافت کیا) جن لوگوں کو رسول اللہ نے چادر کے نیچے اور لیا تھا۔
 وہ کون ہیں؟ کہا جن کے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئی تھی۔ رسول اللہ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ
 اور حسینؑ کو چادر کے اندر اوڑھ لیا تھا۔ اور ارشاد فرمایا تھا: یہ لوگ میرے معتمد میری
 عزت اور میرے اہل بیت ہیں (اے اللہ) ناپاک چیز کو ان سے ایسے ہی دور رکھ جیسا
 کہ دور رکھنے کا حق ہے۔“

اس وقت ام سلمہؓ نے عرض کی (اے اللہ کے رسول) مجھے بھی چادر میں دخل
 فرمائیے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا:۔

”اے سلمہؓ تو بھی نیک کی پر قائم ہے اور قائم رہے گی۔ بس یہ آیت

تو میرے اور ان حضرات کے حق میں نازل ہوئی ہے۔“

میں نے عرض کیا اے ابوسعیدؓ اللہ کی کیا شان ہے آپ علیؑ کے حق میں کیسی
 روایت بیان کر رہے ہیں۔ میں نے تو آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ علیؑ کے حق میں
 نامز باتیں بیان کرتے رہتے ہیں۔ حسن بصریؒ نے کہا:۔

”اے بھائی! میں ایسا ظالم اور جابر لوگوں کے خون سے کبتار متبالموں۔

خدا ان پر لعنت کرے، اگر میں ایسا نہ کہوں تو وہ مجھے ختم کر دیں۔ میری

یہ بات دشمنانِ علیؑ تک پہنچ جاتی ہے وہ مجھے تکلیف دینے سے

باز رہتے ہیں۔ علیؑ کی دشمنی سے میری مراد وہ علیؑ نہیں ہے جو ابوطالب کا

بیٹا ہے (علیؑ سے دشمنی کی بات) جب دشمنانِ علیؑ تک پہنچ جاتی ہے تو

وہ مجھے دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

ادفع بالتي هي احسن السيئة يعني التقيّة۔

(میں تقیہ کرتا ہوں)

تہتر فرقوں کا بیان

ابان کا بیان ہے کہ سلیم نے کہا کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ” (یہ) امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی تہتر فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ایک فرقہ بہشت میں جائیگا۔ تہتر فرقوں میں سے نیرد فرقے ہم اہلبیت کی محبت کے دعویٰ دار ہوں گے۔ ان میں ایک بہشت میں جائیگا بارہ فرقے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ نجات پانے والا، ہدایت یافتہ ایمان والا، اسلام پر قائم اور حق پر قائم صرف وہ فرقہ ہے جو میلہ حکم ماننے والا، میری امامت کو تسلیم کرنے والا، میرے دشمن سے بیزاری ظاہر کرنے والا، مجھے درست رکھنے والا۔ اور میرے دشمن سے ناراض نہ ہونے والا ہوگا (یہ وہ فرقہ ہے) جس نے نبی سے حق اور میری امامت کو پہچان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کے ذیلے میری اطاعت فرض جان لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے حق کی معرفت کا نور اس کے دل میں روشن کیا ہے۔ پھر اس میں نہ شک کیا اور نہ شک۔ حق کے نور کی معرفت کی وجہ سے اس کو صاحب بصیرت بنایا۔ اس کو الہام کیا۔ اس فرقہ کے افراد کی پیشانیوں کو کچھ کرہائے شیعوں میں داخل کیا۔ ان کے دل مطمئن ہو گئے۔ وہ یقین میں کچھ نہ ہو گئے۔ پھر ان کو شک چھوٹک نہیں سکے گا۔ بے شک میں اور میرے قیامت میں ہوں گا۔ اوصیاء ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر

اللہ نے قرآن مجید کی آیات میں اپنے ساتھ اور اپنے نبی کے ساتھ فرمایا ہے (حضرت فرمایا) اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک اور معصوم بنایا۔ ہمیں اپنی مخلوق میں زمین پر گواہ، اپنی حجت، اپنے علم کا خازن، اپنی حکمت کا منبع اور اپنی وحی کا ترجمان بنایا۔ ہمیں قرآن کیساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ گردانا۔ نہ ہم قرآن کو چھوڑیں گے۔ نہ قرآن ہم کو چھوڑے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے۔ ہم (دونوں) رسول اللہ پر حوض کوثر وارد ہوں گے تہتر فرقوں میں ایک فرقہ دوزخ سے نجات پانے والا۔ تمام فتنوں کا گہرا ہوں

اور شہادت کے بری ہے۔ یہ لوگ یقیناً جہنمی ہیں۔ وہ تعداد میں ستر ہزار ہیں جو بلا حساب بہشت میں داخل ہوں گے باقی تمام فرتے مگر اسی پر چل رہے ہوں گے وہ شیطان کے دین کے مددگار ہیں یہ طریقہ انہوں نے (شیطان اور اس کے دوستوں سے سیکھا ہے۔ یہ لوگ خدا رسول اور مومنین کے دشمن ہیں۔ یہ بلا حساب دوزخ میں جائیں گے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول سے دور ہیں۔ اللہ کیساتھ شرک اور کفر کیا۔ انہوں نے خیر اللہ کی عبادت کی۔ ان کا یہ گمان ہے کہ وہ نیکی پر کامزن ہیں۔ جیسا کہ تمہارے سامنے تمہیں کھاتے ہیں قیامت کے دن تم کھا کر کہیں گے۔ خدا کی قسم اے ہمارے رب ہم شرک نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہیں کھائیں گے۔ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ کسی حقیقت پر قائم ہیں۔ خبردار! وہ جھوٹے ہیں۔

حضرت سے دریافت کیا گیا۔ اے امیر المومنین! تو شخص اللہ کو تفسیر میں رہا ہو۔ اس کے متعلق یہ حکم ہے جس نے نہ آپ کی فرماں برداری کی ہو۔ نہ آپ سے دشمنی کی ہو۔ نہ ہی آپ کو لیت دی ہو اور نہ آپ سے محبت کی ہو اور نہ ہی آپ کے دشمنوں سے بیزار کی ہو؟

حضرت نے فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسا آدمی سچی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا آدمی ہے، اس قسم کا اگر کوئی انسان ہے تو وہ ان بہتر فرقوں سے الگ ہے۔ رسول اللہ کی بہتر فرقوں سے مراد باغی اور ناجبی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو شہرت دی اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دی۔ ان میں صرف ایک فرقہ اللہ تعالیٰ کے دین کا پیرو ہے۔ باقی بہتر فرقے شیطان کے دین کے پیرو ہیں شیطان ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو ان بہتر فرقوں میں شامل ہیں شیطان اس شخص کی مخالفت کرنا ہے جو ان بہتر فرقوں کی مخالفت کرتا ہے

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو واحد جانا۔ رسول اللہ پر ایمان لایا۔ اس کو ہماری ولایت کی خبر نہ تھی۔ ہمارے دشمنوں کی گمراہی سے بے خبر تھا کوئی (نیا) مذہب ایجاد نہ کیا۔ نہ کسی چیز کو حلال اور حرام کیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے

جو تنازعہ فیہ نہ تھی۔ جو بات اس کی عقل سے بالاتر تھی اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ایسے لوگ نجات پانے والے ہیں۔ یہ لوگ مومنین اور مشرکین کے درمیان قسم کے ہیں۔ یہ لوگ عام لوگوں سے بڑے اور بزرگ ہیں۔ یہ لوگ صاحب موازین اور اعراف ہیں۔ دوزخی وہ لوگ ہیں جن کی سفارش، ابنیہ فرشتے اور مومن کریں گے۔ مومنین نجات پائیں گے۔ وہ بلا حساب بہشت میں داخل ہونگے حساب کا تعلق ان لوگوں سے ہوگا جو مومن اور مشرک کے درمیان راہ اختیار کریں گے۔ مؤلفہ القلوب اور مقتدرہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے نیک عمل اور بڑے عمل کو خلط ملط کر دیا ہے، مستفیض وہ لوگ ہیں۔ جو حیلہ اور بہانہ کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ نہ ہی بیدھے راستے پر چلے تھے۔ کفر اور شرک کے صفائی طاقت ان میں موجود نہ ہوگی۔ یہ لوگ یہ بھی نہیں چاہتے کہ کسی کو اپنا پیشوا بنائیں اور نہ بیدھے راستے کی طرف ہدایت چاہتے ہیں تاکہ مومن عارف بن جائیں یہ لوگ اعراف ہیں رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہوگی۔ اگر ان میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کیا تو اس کے گناہ کی وجہ سے کیا۔ اور اگر کسی کو معاف کر دیا تو اپنی رحمت کی وجہ سے معاف کر دیا۔

میں (سلیمؑ) نے کہا مومن عارف حق کی طرف بلانے والا بھی دوزخ میں داخل ہوگا؟ حضرت نے فرمایا نہیں۔۔۔۔۔ میں نے عرض کیا۔ کیا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ جو اپنے امام کو نہ پہچانتا ہوگا۔؟
 حضرت نے فرمایا۔۔۔۔۔ نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا ہو سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جنت میں کافر اور مشرک داخل ہوگا؟ حضرت نے فرمایا دوزخ میں کافر کے سوا کوئی نہ جائیگا۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

میں نے عرض کی جو شخص اللہ تعالیٰ سے مومن ہونے کی حالت میں ملاقات کرے۔
اپنے امام کو پہچانتا ہو اور اس کا مطیع ہو کیا وہ جنتی ہے؟ حضرت نے فرمایا: —
" ہاں جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقت کرے تو ان لوگوں جیسا مومن
جو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: —

الذین آمنوا وعملوا الصالحات، الذین آمنوا وکانوا
یتقون الذین آمنوا ولم یشکوا ایمانہم لیظلم

میں نے عرض کیا کہ وہ مومن جو کبیرہ گناہوں کیساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات
کے گا اس کی کیا حالت ہوگی۔ حضرت نے فرمایا: —
" وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کے گناہوں
کی وجہ سے اس کو عذاب دے گا۔ اور اگر چاہے تو اپنی رحمت کی وجہ
سے اس کو معاف کر دے گا۔"

میں نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کے مومن ہونے کی حالت میں اس کو دوزخ
میں داخل کر دے گا۔ حضرت نے فرمایا: —

" ہاں اس کے گناہوں کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ کیونکہ وہ ان مومنین میں
سے نہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو مومنین کا دلی قرار دیا ہے
اللہ تعالیٰ ان مومنین کا دلی ہے جن کے متعلق فرمایا ہے: —

لا خوف علیہم ولا ہم یحزنونؕ یہ وہ لوگ ہیں جو نیک
اعمال بجالاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو کفر سے طوث نہیں کیا۔

ایمان اور اسلام کیا ہے؟

پس (سیلم) نے کہا اے امیر المؤمنین! ایمان اور اسلام کی کیا تعریف ہے حضرت

نے فرمایا۔ ایمان اقرار بالمعرفتہ کا نام ہے۔ اسلام محض اقرار کا نام ہے اور تسلیم
 اور صیغہ کا ماننا اور ان کی اطاعت کرنے کا نام ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اسلام
 وہ ہے جس کا تم نے اقرار کیا۔ میں نے عرض کیا، ایمان معرفت کے بعد اقرار کا نام ہے
 حضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو اپنی ذات، اپنے نبی اور امام کی پہچان کر دی
 پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اقرار کیا وہ مومن ہے۔

میں نے عرض کیا معرفت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے۔ اور اقرار کرنا

بندہ کا کام ہے؛ حضرت نے فرمایا۔

”معرفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا اور محبت، اقرار کرنا اللہ کی طرف
 سے ہے بندہ کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، جس پر چاہتا ہے
 اللہ تعالیٰ احسان کرتا ہے، معرفت اللہ کی ایجاد کا نام ہے۔ جو دل میں
 پیدا کرتا ہے اور اقرار بندہ کا فعل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عصمت اور حرمت
 کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو عارف نہیں بناتا اس پر
 کوئی باز نہیں نہیں، اس پر واجب ہے کہ جس چیز کو وہ نہیں جانتا۔ اس سے
 باز ہے اور توقف کرے، اللہ تعالیٰ اس کی جہالت کی وجہ سے اس کو
 عذاب نہیں دے گا۔ اطاعت کرنے پر اس کی مدح کرے گا۔ گناہ کرنے
 پر اس کو عذاب دے گا۔ اس شخص میں قدرت ہے کہ وہ اطاعت کرے
 اور اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ گناہ کرے۔ اس شخص میں یہ استطاعت
 نہیں ہے کہ معرفت حاصل کرے۔ اس میں یہ قدرت ضرور ہے کہ
 وہ جاہل رہے یہ امر مشکل ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر اور علم و
 کتاب کی وجہ سے بغیر کسی مجبوری کے حاصل ہوتی ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ————— یہ چیز کسی مجبوری کے سوا

اللہ تعالیٰ کی مدد اور علم و کتاب کی درجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر لوگ مجبور
 کئے گئے ہوتے تو ضرور وہ مجبور ہوتے اور ان کی تعریف بھی نہ ہوتی۔
 جو شخص بے علم ہو اسے چاہیے کہ جو بات مشکل ہو جائے ان کو ہماری
 (اہل بیت) کی طرف لوٹائے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تعریف
 کی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اللہ سے مغفرت طلب کی، اطاعت گزار
 لوگوں کو دوست رکھا اور ان کی تعریف کی، نافرمان لوگوں سے نفرت کی۔
 اور ان کو برا تصور کیا۔ یہ بات اس کی (نجات) کے لئے کافی ہوگی جب اس
 نے اس بات کی حقیقت کو ہماری طرف لوٹا دیا۔

ایمان کیا ہے؟

ایمان بن ابی عیاش، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم کا بیان ہے کہ
 میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، حضرت سے ایک آدمی نے ایمان کے متعلق
 دریافت کیا کہ لے امیر المؤمنین مجھے ایمان کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے۔ آپ کے بعد ایمان
 کے متعلق کسی اور سے سوال نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا:۔

”ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا تھا۔ جیسا تم نے مجھ سے سوال کیا اس
 نے بھی رسول اللہ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا۔ (حضرت نے اس
 آدمی سے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ اس کی طرف منوجہ ہو کر فرمانے لگے) اس شخص
 کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جبرائیل انسان کی صوت میں رسول اللہ کی خدمت
 میں حاضر ہوئے تھے اور آپ سے سوال کیا تھا۔ کہ اسلام کیا چیز ہے
 آپ نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

اور محمدؐ کے رسولؐ ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، خانہ کعبہ کا حج ادا کرنا
 ماہ رمضان کے روزے رکھنا، جنابت کے بعد غسل کرنا، پھر اس شخص نے
 کہا تھا۔ کہ ایمان کیا چیز ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 تھا کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں
 موت کے بعد زندگی، اللہ کی تقدیر، اس کی بھلائی، مضر، ٹیٹھی اور کڑوی بات
 پر ایمان لاؤ، جب وہ آدمی کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ نے فرمایا۔ پیر آدمی نہیں
 بلکہ جبرائیلؑ ہیں۔ نہاے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ تمہیں دین کی تعلیم دیں
 جب رسول اللہ جبرائیلؑ کے سوال کا جواب دے رہے تھے تو جبرائیلؑ کہہ رہے
 تھے آپ نے سچ فرمایا۔ جبرائیلؑ نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ قیامت
 کب آئے گی۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ سوال کرنے والے سے مسئلہ
 زیادہ نہیں جانتا۔ جبرائیلؑ نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

علی علیہ السلام نے فرمایا۔

”خبردار ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ یقین، صبر، عدل اور جہاد
 یقین چار شاخوں پر قائم ہے، شوق، شفق، زہد اور قرب، جو شخص جنت
 کا شائق ہوتا ہے وہ خواہشات سے دور ہو جاتا ہے، جو آگ سے
 ڈرتا ہے۔ وہ حرام چیزوں سے بچتا ہے۔ جو دنیا سے کم لگاؤ رکھتا ہے
 اس کی مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جو موت کا انتظار کرتا ہے وہ نیکیاں
 کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ صبر چار چیزوں پر متفرع ہے۔ دلیل سے
 بصیرت حاصل کرنا، دوسری روایت میں ہے کہ عقل کی حقیقت معلوم
 کرنا، دانائی کی تشریح کرنا، مقام عبرت نصیحت حاصل کرنا، اس کا نام
 مقام عبرت سے معرفت حاصل کرنا، گذشتہ لوگوں کے طریقہ پر چلنا صبر

کی شاخ ہے، جس نے دانائی میں بصیرت حاصل کی اس نے حجت کو
 ظاہر کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس نے دانائی میں بصیرت حاصل کی
 اس نے حکمت ظاہر کی، جس نے حکمت کو ظاہر کیا اس نے عبرت کی معرفت
 حاصل کی۔ جس نے عبرت کو پہچانا، اس نے حکمت کی تشریح کی۔ جس
 نے حکمت کی تشریح کی، اس نے عبرت کو ظاہر کیا۔ جس نے عبرت کو ظاہر
 کیا گویا کہ وہ اولین میں سے تھا۔ عدل کی چار شاخیں ہیں۔ فہم کی گہرائی، علم
 کی بے پایاں وسعت، دانائی کی کلی اور علم کا ثمرہ، جو شخص سمجھا اور اس کی
 تفسیر کی اس نے علم کو خوب صورت کیا اور جس نے علم حاصل کیا۔ اس
 نے حکمت کے طریقوں کی معرفت حاصل کی، جس نے صبر کیا اور اپنے کام
 میں زیادتی نہ کی۔ اس نے لوگوں میں اچھی زندگی بسر کی۔ جہاد کے چار حصے
 ہیں۔ نیکی کا حکم دینا۔ بُری بات سے منع کرنا، سرکام میں سچائی سے کام
 لینا۔ وصدق فی المواطن (اللہ کی راہ میں ناراض ہونا
 بد عمل لوگوں سے دشمنی رکھنا۔ جس نے نیکی کا حکم دیا
 اس نے مومن کی پشت کو مضبوط کیا۔ جس نے بُری بات سے منع کیا
 اس نے فاسق کی ناک گوزاک آلود کیا۔ جس نے صداقت کا دامن نہ
 چھوڑا۔ اس نے اپنی ذمہ داری کا پورا پورا ثبوت دیا۔ جس نے بد عمل
 لوگوں سے دشمنی رکھی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ناراض ہوا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس
 کی خاطر ناراض ہوا۔ یہ ایمان ہے اور یہ اس کے ستون اور شاخیں۔

اس شخص نے سوال کیا کہ اے امیر المؤمنین وہ کون سی چھوٹی چیز ہے۔ جس سے
 آدمی مومن ہو جاتا ہے اور وہ کون سی مختصر چیز ہے جس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور وہ
 کون سی چیز ہے۔ جس سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے؟

سائل کا بیان ہے کہ، میں نے عرض کی اے امیر المومنین وہ آپ ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں ان میں سے پہلا آدمی ہوں اور ان سے افضل ہوں۔ میرے بعد میرا بیٹا حسن مومنین سے ان کی جان سے افضل ہے۔ پھر میرا بیٹا حسین مومنین سے ان کی جان سے افضل ہے۔ پھر رسول اللہ کے اوصیاء افضل ہیں۔ جو پے در پے رسول اللہ کے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے؟ وہ آدمی کھڑا ہو گیا، بڑھ کر حضرت کے سر کا بوریہ۔ پھر اس نے کہا اے امیر المومنین، آپ نے پوری وضاحت کر دی ہے۔ آپ نے میرے دل کی بے چینی کو دور کر دیا ہے۔ جو چیز کھٹک رہی تھی اس کو زائل کر دیا ہے۔

اسلام کیسے؟

ابن تیمیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضرت سے اسلام کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا: —
 ”اللہ تعالیٰ نے اسلام کو واضح طور پر آشکار فرمایا۔ اس کی راہیں اس کے لئے آسان کر دیں، جو اس پر وارد ہوا، اس کے متونوں کو مضبوط کر دیا جو اس سے جٹک رنے لگے۔ جو اس سے محبت کرے۔ اس کے لئے اس کو تڑپنا قرار دیا جو اس میں داخل ہو جائے اس کے لئے صلح کا نشان ہے اس کا پیشوا ہے جو اس کی پیروی کرے، اس کے لئے زیب جو اس کا لباس پہنے۔ اس کو فیصل بنا یا اس شخص کے لئے جو اس میں پناہ لے (اللہ تعالیٰ) سے اس کے لئے رہی بنا یا جو اس کو پکڑے۔ دلیل ہے اس کے لئے جس

نے اس کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے لئے نور بنایا جس نے اس سے روشنی
 حاصل کی۔ وہ گواہ ہے جو اس سے لڑائی کرے، برابر تقسیم کرتا ہے۔ جو اس سے
 حکم کرتا ہے، وہ علم ہے جو اس کو یاد کرتا ہے۔ وہ حدیث ہے جو اس
 کی روایت کرتا ہے۔ وہ منصف ہے جو اس کے ذریعے فیصلہ کرتا ہے وہ
 مقام صبر ہے جو اس کا تجربہ کرے۔ جو اس میں غور کرے۔ اس کے لئے
 شفاعت کا باعث ہے، وہ فہم ہے اس کے لئے جو اس سے داناں بنانے
 کرے۔ وہ یقین ہے جو اس سے دانائی حاصل کرے وہ لہیر ہے اس کیلئے جو عزیمت
 کا مالک ہو۔ وہ نشانی ہے اس کے لئے جو تلاش کرے، عبرت ہے
 اس کے لئے جو پند و نصیحت کو قبول کرے، نجات ہے اس کے لئے جو
 اس کی تصدیق کرے۔ مودت ہے اس کے لئے جو اپنی اصلاح کرے،
 مرتبہ ہے اس کے لئے جو بزرگی اختیار کرے۔ اطمینان ہے اس کے لئے جو
 خدا پر بھروسہ رکھتا ہو۔ امید ہے اس کے لئے جو اپنا کام اس کے سپرد کرے
 سبقت ہے اس کے لئے جو نیکی کرے۔ نیکی ہے اس کے لئے جو اس کی
 طرف دوڑے، ڈھال ہے اس کے لئے جو مہر کا حامل ہو، لباس ہے اس کے
 لئے جو پرہیزگار ہو، مددگار ہے اس کے لئے جو ہدایت یافتہ ہو، پناہ ہے
 اس کے لئے جو ایمان لایا ہو، راحت و آرام ہے سچے لوگوں کے لئے نصیحت
 ہے پرہیزگار لوگوں کے لئے، کامیاب لوگوں کے لئے نجات ہے۔ وہ حق
 ہے۔ اس کا راستہ ہدایت ہے۔ اس کی صفت نیکی ہے، اس کی نیکی
 بزرگی ہے۔ (اسلام) راستوں میں سے سب سے زیادہ روشن راستہ ہے
 اس کا مندرہ روشن ہے۔ اس کا چراغ دوزخ تک روشنی پھیلاتا ہے۔ اس
 کا انجام بند ہے۔ میدانِ دوزخ میں سب سے آگے ہے۔ آگے بڑھنے والے گھوڑوں

کا جمع کرنے والا ہے۔ اس کے گھوڑے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ (اسلام) دردناک بدلہ لینے والا ہے، اس کا وعدہ لوگوں سے (عالم ارض) میں پہلے لیا گیا ہے۔ اس کے گھوڑے اچھی نسل کے ہیں ایمان اس کا راستہ ہے۔ نیکیاں اس کا منارہ ہیں۔ علم و دانش اس کے چراغ ہیں موت اس کا انجام ہے۔ دُنیا اس کی جولان گاہ ہے۔ قیامت اس کی دوڑ کا میدان ہے۔ جنت اس کی منتہا ہے۔ جہنم اس کا عذاب ہے، تقویٰ جس کا وعدہ ہے۔ نیکیاں کرنے والے جس کے شہسوار ہیں۔ ایمان کے ذریعے اعمال صالحہ پر رہنا پانا ہے۔ اعمالِ صالحہ کے ذریعے علم و دانش کی تعمیر ہوتی ہے۔ علم و دانش سے موت کا خوف ہوتا ہے۔ موت کے ذریعے دنیا ختم ہوتی ہے۔ دُنیا کے ذریعے قیامت طے ہوتی ہے قیامت کے ذریعے بہشت نزدیک ہوگی، بہشت دوزخوں کے لئے حسرت ہے، دوزخ پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ پرہیزگاری ایمان کی جڑ ہے۔ یا اسلام

بناؤنی احادیث کے بیان میں

ابان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی اے امیر المؤمنین میں نے سلمان، مقداد، ابوذر سے تفسیر قرآن اور رسول اللہ کی احادیث سے متعلق چند چیزیں سنی ہیں۔ پھر آپ سے میں نے ان سنی ہوئی چیزوں کی تصدیق حاصل کی ہے، میں نے لوگوں کے ہاں تفسیر قرآن اور احادیث رسول کے بارے میں بہت سی چیزیں دیکھی ہیں۔ وہ ان کے مخالف ہیں۔ جو آپ لوگوں سے سنی ہیں۔ آپ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ سب بائیں باطل اور جھوٹ ہیں۔ وہ لوگ جان بوجھ کر رسول اللہ پر جھوٹ

باندھتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہیں۔ سلیمؑ کا بیان ہے کہ حضرت نے متوجہ ہو کر فرمایا:۔

”اے سلیمؑ! تم نے سوال کیجئے جو اب کو سمجھ لو۔ بیشک لوگوں کے درمیان حق، باطل، صدق، کذب، ناسخ، منسوخ، خاص، عام، محکم، منشاہ، حفظ اور وہم موجود ہے، رسول اللہؐ پر آپ کی زندگی میں ہی جھوٹ باندھا گیا تھا۔ حتیٰ کہ رسول اللہؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔ اے لوگو! مجھ پر کثرت سے جھوٹ باندھا گیا ہے۔ پس جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ کی نبت دی ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ پھر رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد آپ کی طرف جھوٹ منسوب کیا گیا (وضعی احادیث تیار کی گئیں) تمہارے پاس امادیت بیان کرنے والے چار قسم کے لوگ موجود ہیں۔ ان میں پانچویں قسم کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ پہلا منافق ہے جو اپنے آپ کو ایمان والا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس کا اسلام بناوٹی ہے۔ وہ رسول اللہؐ پر دیدہ دانستہ طور پر جھوٹ باندھنا گناہ نہیں سمجھتا۔ اور نہ وہ اس بات سے باز ہے گا۔ اگر مسلمانوں کو علم سونپا کہ وہ منافق ہے بڑا جھوٹا ہے تو وہ اس کی بات کو قبول نہ کرتے۔ لیکن ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ رسول اللہؐ کا صحابی ہے آپ کے حدیث کو سنا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ نہ ہی رسول اللہؐ پر بہتان باندھتا ہے۔ حالانکہ منافقین کے متعلق قرآن مجید میں پورا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ - رسول اللہؐ کے بعد بھی منافقین باقی رہے تھے۔ جھوٹ کذب

اور بہتان کے ذریعے ائمہ ضلال اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کا تقرب حاصل کیا۔ ائمہ ضلال کے اعمال کی (جھوٹی احادیث کے ذریعے) تصدیق کی ران باطل احادیث کے ذریعے ان کو لوگوں کی گردن پر مسلط کیا۔ ان سے مل کر مال دنیا کھاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ لوگ بادشاہوں اور دنیا کا ساتھ دیتے ہیں مگر وہ شخص ان سے الگ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ یہ ان چار میں سے پہلی قسم ہے، دوسرا وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ سے سنا لیکن اس کو پوری طرح یاد نہ رکھا۔ وہ اس حدیث کے یاد کرنے میں دہم کا شکار ہو گیا۔ اس کو اس بات کے جھوٹ کا یقین نہ ہوا۔ اب وہ حدیث اس کے پاس موجود ہے اور وہ اس کو روایت کرتا رہتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے اور وہ لوگوں کو کہتا ہے میں نے رسول اللہ سے سنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ شخص محض نیک اور گمان کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ تو وہ اس کی حدیث کو قبول نہ کرتے، اگر خود اس کو علم ہوتا کہ وہ حدیث محض گمان ہی گمان ہے۔ تو ضرور اس حدیث کو ترک کر دیتا۔ تعمیر اور وہ شخص ہے جس نے کسی چیز کے متعلق رسول اللہ سے حکم تو سنا ہے، لیکن بعد میں رسول اللہ نے اس کے متعلق منع کر دیا ہے۔ اس شخص کو حکم کے متعلق علم ہے لیکن منع کرنے کے متعلق کوئی خبر نہیں۔ یا رسول اللہ سے کسی چیز کی ممانعت کے متعلق علم ہے لیکن منع کرنے کے متعلق کوئی خبر نہیں۔ یا رسول اللہ سے کسی چیز کی ممانعت کے متعلق تو سنا ہے، لیکن رسول اللہ نے بعد میں اس چیز کے ترک کے متعلق حکم دیدیا ہے۔ نہ اسے منسوخ کا علم اور نہ نسخ کا پتہ اگر اس شخص کو پتہ ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ تو وہ ضرور اس کو چھوڑ دیتا اگر مسلمانوں کو پتہ ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ تو ضرور

کو ترک کر دیتے۔ چونکہ وہ شخص ہے، جو جھوٹ سے نفرت، اللہ کے خوف اور رسول اللہ کی تعظیم کی خاطر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ نہ وہ گمان میں مبتلا ہوا بلکہ حدیث کو جیسے سنا ویسے ہی یاد رکھا، حدیث کو اس طرح بیان کیا جس طرح (رسول اللہ) سنا تھا۔ نہ اس میں زیادتی کی نہ کمی، منسوخ (حدیث) کو چھوڑ کر ناسخ کو یاد رکھا، ناسخ پر عمل کیا منسوخ کو ترک نہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ کا حکم اور منسوخ بھی قرآن مجید کی مانند ہے اس میں ناسخ، منسوخ، عام، خاص، محکم اور تشابہ موجود ہے، رسول اللہ کا کلام بھی قرآن کی طرح دو طرح کا ہوتا ہے۔ خاص کلام اور عام کلام، قرآن کی آیت کو سننا لیکن اسے معلوم نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس سے کیا مراد ہے (اسی طرح) رسول اللہ کے کلام کو سننا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ رسول اللہ کا اس سے کیا مقصد ہے، رسول اللہ کا ہر صحابی ایسا نہ تھا کہ جو کچھ رسول اللہ سے پوچھتا تھا۔ اس کو سمجھنا بھی تھا۔ ان میں ایسا آدمی بھی ہوتا تھا۔ جو رسول اللہ سے سوال تو کرتا تھا، مگر سمجھ نہیں سکتا تھا۔ میں (حضرت علیؓ) ہر روز اور ہر بات تخلیہ کے مقام پر پوشیدہ باتیں کرنے کی خاطر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ مجھے تخلیہ کی جگہ بٹھاتے، جہاں آپ تشریف لے جاتے ہیں آپ کے ساتھ جاتا۔ اصحاب رسول کو علم ہے کہ رسول اللہ میرے سوا کسی سے تخلیہ میں باتیں نہیں کرتے تھے۔ کبھی یہ انتظام میرے گھر میں ہوتا اور جب میں آپ کے گھر میں حاضر ہوتا تو آپ میرے ساتھ علیحدہ بات چیت فرماتے اپنی عورتوں کو الگ کر دیتے، میرے اور رسول اللہ کے سوا اس مقام پر اور کوئی آدمی موجود نہیں ہوتا تھا۔ جب علیحدہ باتیں بیان کرنے کے لئے آپ

میرے گھر میں تشریف لاتے۔ تو ہمارے پاس فاطمہ اور نہ ہی کوئی میلا بیٹا اٹھایا جاتا۔ جب میں رسول اللہ سے سوال کرنا تو آپ جواب دیتے۔ جب میں چپ سو جاتا یا میرے سائل ختم ہو جاتے تو آپ میرے ساتھ بات چیت شروع کر دیتے، جو بھی آپ پر قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی آپ نے مجھے پڑھا دی۔ بیان فرما کر مجھے لکھوا دی۔ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ وہ مجھے اس آیت کو سمجھنے اور یاد کرنے کی قوت عطا کرے۔ میں یاد کرنے کے بعد کوئی بھی آیت خدا کی نہیں بھولا۔ رسول اللہ نے مجھے آیت کی تفسیر کی تعلیم دی میں نے اسکو یاد کر لیا۔ آپ نے مجھے لکھوایا میں نے اس کو لکھ لیا۔ رسول اللہ نے حلال و حرام یا امر و نہی اور با اطاعت و معصیت، گذشتہ واقعات یا قیامت تک سونے والے واقعات جن کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی تھی ان سب کی مجھے تعلیم دے دی۔ میں نے سب کو یاد کر لیا۔ ان میں سے ایک حرف بھی نہیں بھولا۔ پھر رسول اللہ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور خدا سے دعا کی۔ کہ وہ میرے سینہ کو علم و فہم، فقہ، حکمت اور نور سے بھرے۔ مجھے ایسی تعلیم دے جس کے بعد میں نادانفت ذرہوں۔ مجھے ایسا حافظ بنے کہ میں سچول زجاؤں۔

میں نے ایک دن عرض کی — اے اللہ کے نبی جس دن سے آپ نے اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا کی ہے۔ اس دن کے بعد سے جو تعلیم بھی آپ نے مجھے دی ہے میں اس میں سے کوئی چیز نہیں بھولا۔ (پھر) آپ کیوں اس آیت کو لکھواتے ہیں۔ اور سمجھنے کا حکم دیتے ہیں کیا آپ کو مجھ سے نسیان کا خوف ہے؟

رسول اللہ نے فرمایا — اے میرے بھائی مجھے تم سے نسیان اور
 جہل کا خوف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کر دیا ہے کہ اس نے
 تمہارے حق میں اور تمہارے ساتھیوں کے حق میں جو تمہارے بعد ہوں گے
 میری دعا کو مقبول کر لیا ہے۔

اوصیاء رسول کے بیان میں

حضرت کا بیان ہے کہ —

میں نے عرض کیا — اے خدا کے نبی میرے ساتھی کون لوگ ہیں؟
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — یہ وہ لوگ ہیں اللہ
 تعالیٰ نے جن کا ذکر اپنے اور میرے ساتھ کیا ہے اور فرمایا ہے: —
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ
 وَاطِيعُوا أَوْلِيَّ الْأَمْرِ مِنْكُمْ — (اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت
 کرو، اور اس کے رسول کی اطاعت اور تم میں جو صاحب امر (امام)
 ہو اس کی اطاعت کرو)

میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی؟ وہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا
 وہ اوصیاء ہیں (یہ) وہ لوگ ہیں جو میرے پاس حوض کوثر پر وارد
 ہوں گے۔ وہ تمام کے تمام ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں ان
 کو لکر کونے والے کا کرا اور ساتھ چھوڑنے والے کا ساتھ چھوڑنا کوئی نقصان
 نہ دے گا۔ وہ قرآن کے ساتھ ہیں، قرآن ان کے ساتھ ہے۔ نہ وہ قرآن کو
 چھوڑیں گے اور نہ قرآن ان کو چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے میری

امت کی مدد کرے گا۔ میری امت کے لوگ ان کے ذریعے بارانِ رحمت حاصل کریں گے۔ ان کی دعا مقبول ہونے کی وجہ سے میری امت کی مصیبت دور ہوگی۔

میں نے عرض کی — یا رسول اللہ مجھے ان کے نام بتائیے؟
 رسول اللہ نے فرمایا (ایک) میرا یہ بیٹا ہے۔ آپ نے حسن کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر فرمایا (دوسرا) میرا یہ بیٹا ہے۔ آپ نے حسین کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر میرے اس بیٹے کا بیٹا (زین العابدین) ہوگا۔ آپ نے حسین کے سر پر ہاتھ رکھا، پھر اس کے بیٹے کا ایک بیٹا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اس کا نام محمد (باقر) ہوگا۔ میرے علم کا باقر ہوگا (میرے علم کا چشمہ اس سے چھوٹے گا) وہ اللہ کی وحی کا خازن ہوگا۔ عنقریب علی (زین العابدین) تمہاری زندگی میں پیدا ہوں گے۔ اے میرے بھائی میرا ان سے سلام کہہ دینا۔ پھر رسول اللہ نے حسین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ عنقریب تمہارے زمانہ میں محمد بن علی پیدا ہوں گے۔ ان سے میرا سلام کہہ دینا۔ پھر اے میرے بھائی تمہارے بیٹے کی اولاد سے بارہ آدمی کی تعداد پوری ہوگی۔

میں نے عرض کی — اے اللہ کے نبی مجھے ان کے نام بتائیے؟
 رسول اللہ نے مجھے ایک ایک کا نام بتایا (رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا) اے بنو ہلال انہیں میں سے میری امت کا مہدی پیدا ہوگا۔ جو زمین کو عدل و انصاف بھرنے کا۔ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی۔ خدا کی قسم میں ان تمام لوگوں کے نام جانتا ہوں جو رکن اور مقام کے درمیان اس کی

بیعت کریں گے۔ میں ان تمام کے نام اور ان کے قبائل بھی جانتا ہوں۔
 سلیم کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ
 کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے یہ حدیث حضرت علیؑ کی روایت سے دونوں حضرات کی
 خدمت میں بیان کی، دونوں نے فرمایا:۔

”اے سلیم! تم نے سچ کہا۔ ہمارے والد بزرگوار (علیؑ) اتنے تم سے یہ
 حدیث بیان کی ہے۔ ہم دونوں بیٹھے سوئے تھے اور ہم نے ایسا ہی رسولؐ
 ائد سے یاد کیا ہوا ہے۔ جیسا ہمارے باپ نے تم سے بیان کیا ہے۔ یہ پوری
 حدیث ہے۔ نہ اس میں زیادتی کی ہے نہ کمی۔“

سلیم کا بیان ہے کہ پھر میں علیؑ بن حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے
 پاس آپ کا بیٹا محمد بن علیؑ بھی موجود تھا۔ جو کچھ میں نے آپ کے باپ چچا اور امیر علیؑ السلام
 سے سنا تھا بیان کیا۔ حضرت علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا:۔

”مجھے امیر علیؑ السلام نے رسولؐ ائد کا سلام اس وقت پہنچایا تھا
 جب میں لڑکا تھا۔“

پھر امام محمد باقرؑ نے فرمایا:۔
 ”مجھے میرے دادا حسینؑ نے رسولؐ ائد کا پیغام پہنچایا تھا۔“
 ابانؑ کا بیان ہے کہ میں نے یہ تمام حدیث سلیمؑ کی روایت
 سے علیؑ بن حسینؑ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا:۔
 ”سلیمؑ نے سچ کہا۔ جابر بن عبد اللہ انصاریؓ میرے بیٹے (محمد باقرؑ)
 کے پاس آئے تھے اور وہ ابھی کم سن تھے۔ جابرؓ نے آپ کا بوسہ لیا اور
 رسولؐ ائد کا سلام پہنچایا۔“

ابانؑ نے کہا:۔ میں نے فریضہ حج ادا کیا اور ابو جعفر محمد بن علیؑ کی خدمت

حاضر ہوا۔ میں نے یہ تمام حدیث بغیر کوئی حرف چھوڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں عرض کی
آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ پھر فرمایا:۔

”سلیمؓ نے سچ فرمایا، میرے دادا کی شہادت کے بعد جابر بن عبد اللہ انصاری
میرے پاس آئے تھے۔ میں اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے لعینہ یہ
حدیث بیان کی۔ میرے باپ نے سلیمؓ سے کہا تھا۔ تم نے سچ کہا۔ میرے باپ
نے یہ حدیث امیر المؤمنینؓ کے حوالے سے تم سے بیان کی ہے اور ہم موجود
تھے۔ پھر دونوں امام زین العابدینؓ اور امام محمد باقرؓ نے سلیمؓ سے وہ حدیث
بیان کی۔“

قریش سے متعلق

امام محمد باقر علیہ السلام کا بیان

ابانؓ کا بیان ہے کہ مجھے ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ —
”ہم نے کس قدر قریش کے مظالم برداشت کئے ہیں۔ ان لوگوں نے ہمارے
گرانے میں اتفاق کر لیا۔ ہمیں قتل کیا ہمارے شیعوں اور دوستوں نے ان
لوگوں کی تکلیفیں برداشت کیں، رسول اللہ انتقال فرما گئے۔ لیکن ہمارے
مخنی کو قائم کر گئے، ہماری اطاعت کا حکم دے گئے، رسول اللہ نے ہماری
دلایت اور محبت کو فریض کیا (رسول اللہ نے) ان لوگوں کو آگاہ کیا۔ کہ
ہم ان سے ان کی جان سے افضل ہیں (رسول اللہ نے) انہیں حکم دیا کہ سننے والا
سننے والے کو جا کر یہ بات بتلا دے، ان لوگوں نے علی علیہ السلام کے

خلاف اتحاد کر لیا۔ علی علیہ السلام نے اپنے حق کے اثبات میں وہ تمام احادیث ارشاد فرمائیں جو رسول اللہ ارشاد فرما گئے تھے۔ عام لوگوں نے بھی ان احادیث کو سنا تھا (لیکن قریش نے) کہا (انے علیؑ) آپ نے سچ فرمایا ہے، بے شک رسول اللہ نے آپ کے حق میں ایسا فرمایا تھا۔ لیکن بعد میں اس استحقاقِ خلافت کو منسوخ فرما دیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیت کو مکرم اور برگزیدہ بنایا ہے اور ہمارے لئے دنیا کو پسند نہیں کیا تھا۔ ہمارے لئے خلافت اور نبوت کو جمع نہیں کیا۔ حضرت کے سامنے مذکورہ حدیث کی صداقت میں چار آدمیوں نے (جھوٹی) گواہی دی (کہ رسول اللہ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی۔ حالانکہ مذکورہ حدیث جھوٹی ہے۔ گواہی دینے والے یہ چار آدمی ہیں۔ حضرت عمر، ابو عبیدہ، معاذ بن جبل، اور ابو حذیفہ کا غلام سلم نے) غلط حدیث پر گواہی دیکر عام لوگوں کو شہ میں ڈال دیا۔ ان کو (حق سے) روک دیا۔ ان کو پہلی حالت کی طرف لوٹا دیا۔ جہاں خلافت کو اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا۔ اس کو وہاں سے نکال دیا۔ انصار کے سامنے ہمارے حق پر حجت کیسا تھی اپنا حق جتلاتے ہے۔ قریش نے خلافت کے بارے میں حضرت ابو بکر پر اتفاق کر لیا۔ پھر حضرت ابو بکر نے خلافت کو حضرت عمر کی طرف موڑ دیا تاکہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کا معاوضہ ادا کر سکیں، پھر حضرت عمر نے خلافت کو چھ آدمیوں کی شوری میں بند کر دیا۔ پھر عبدالرحمن نے خلافت کو حضرت عثمان کے حق میں تجویز کیا، تاکہ حضرت عثمان مرنے سے پہلے خلافت کو عبدالرحمن بن عوف کے حوالہ کریں۔ حضرت عثمان نے عبدالرحمن بن عوف کیساتھ وفاداری۔ عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان کو کافر اور جاہل جیسے الفاظ سے یاد کیا۔ ابن عوف حضرت عثمان کی زندگی میں طاعون کی

بیماری میں مبتلا ہو کر مر گئے۔ ابن عوف کے لڑکے نے کہا حضرت عثمان نے اس کو زبردیا تھا۔ اس لئے مر گئے ہیں۔ پھر طلحہ اور زبیر کھڑے ہو گئے ان دونوں نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر کے حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی۔ پھر دونوں نے بیعت کو توڑ کر بے وفائی کی وہ دونوں ام المومنین بی بی عائشہؓ کیساتھ بصرہ چلے گئے۔ پھر معاویہ نے ظالمین شام کو خون عثمان کا بدلہ لینے کی خاطر بیعت دی راہل شام نے سہارے ساتھ لڑائی شروع کر دی، پھر حضرت علیؑ کی مخالفت اہل حورانہ کی وہ کہنے لگے کہ (خلافت کا فیصلہ) کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر کیا جائے۔ اگر دونوں بیچ (ابو موسیٰ اشعری اور عمر و عاص) ان شرائط کے تحت فیصلہ کرتے جو ان پر عائد کئے گئے تھے وہ ضرور فیصلہ کرتے کہ علیؑ کتاب خدا اور اس کے رسولؐ کی زبان اور سنت کے لحاظ سے امیر المومنین ہیں (خلافت کے اہل ہیں) پھر حضرت علیؑ کی مخالفت اہل نہردان نے کی یہاں تک کہ آپؐ کو شہید کر دیا۔ پھر ان لوگوں نے حضرت کی وفات کے بعد امام حسنؑ سے بیعت کی، آپؑ وعدہ کر کے بے وفائی کی، آپؑ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ آپؑ کی ران مبارک پر خنجر مارا آپؑ کے لشکر کو ٹوٹ لیا۔ جب آپؑ کو مددگار نازل سکے تو آپؑ نے اپنی، اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کی جان بچانے کی خاطر معاویہ سے صلح کر لی۔ شیعہ تعداد میں تھوڑے ہیں۔ اور حق بھی تھوڑا ہے پھر کوفہ کے اٹھارہ ہزار آدمیوں نے امام حسینؑ کی بیعت کی۔ پھر بے وفائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپؑ جنگ کی، آپؑ نے بھی اس سے جہاد کیا۔ یہاں تک کہ آپؑ شہید کر دیئے گئے، رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد ہم اہل بیت کو ذلیل کیا گیا۔ محروم کیا گیا، قتل کیا گیا۔ اور بھگا یا گیا۔ ہمیں اور ہر اس شخص کو جو ہمیں دوست رکھتا ہے۔ اپنی زندگی کا خوف ہے، جھوٹے لوگوں نے

اپنے کذب کے باعث ظالم بادشاہوں کے نزدیک مرتبہ حاصل کر لیا ہے، وہ اس کے باعث ہر شہر میں اپنے دوست حکام اور گورنروں کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ وہ لوگ ہماری دشمنوں کے سامنے ان کے اور گزشتہ خلفاء کے حق میں جھوٹی احادیث بیان کرتے ہیں، وہ ان (جھوٹی) احادیث کو ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے ان جھوٹی احادیث کو بیان نہیں کیا۔ وہ لوگ ہماری برائی بیان کرتے ہیں۔ ہم پر جھوٹ کی نسبت دیتے ہیں۔ وہ لوگ جھوٹ اور کذب سے اپنے خلفاء اور حکام کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ یہ باتیں کافی کثرت سے امام حسن علیہ السلام کی موت کے بعد معاویہ کے زمانہ میں پھیلانی گئیں۔ ہر جگہ ہماری شیعوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ ہم سے محبت رکھنے کی وجہ سے سولی پر چڑھانے گئے۔ یہ مصیبت ہمیشہ جاری رہی۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ابن زیاد کے زمانہ میں شدت اختیار کر گئی۔ حجاج نے اگر دوست داران اہل بیت کو بدگمانی اور تہمت کی وجہ سے چن چن کر قتل کیا، کہ اگر کسی آدمی کو زندیق اور مجوسی کہا جاتا تھا تو وہ اس کے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا۔ نسبت اس کے کہ اس کو امام حسینؑ کا شیعہ کہا جائے (امام محمد باقر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اے امیر میرے قول کو رسول اور قول علیؑ بنا۔ رسول اللہ کے انتقال کے بعد امت محمدیہ میں اختلاف ہے گا۔ چنانچہ کہ اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام کو ظاہر کرے گا

ذکر امیر بزبان امیر

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم نے کہا میں نے علیؑ کو

حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مسجد رسول میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ کچھ لوگ آپس میں علم اور فقہ کی باتیں اور تذکرہ کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے قریش کی فضیلت، سبقت اور ہجرت کا ذکر کیا اور ان احادیث کا ذکر بھی کیا۔ جنکو رسول اللہ نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے، لوگ قریش کے پیرو ہیں۔ قریش عرب کے امام ہیں قریش کو گالیاں زدو، ایک قریش کی قوت دوسرے دو آدمیوں کی قوت کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے جو لوگ قریش کو دشمن رکھتے ہیں جو شخص قریش کی ذلت کا ارادہ کرتا ہے۔ خدا اس کی ذلت کا ارادہ کرتا ہے۔ خدا اس کی ذلت کرتا ہے۔ نیز ان لوگوں نے انصار کی فضیلت، سبقت اور نصرت کا ذکر کیا۔ اور ان باتوں کو بھی بیان کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں اپنی کتاب میں بیان کی ہیں اور اس چیز کا بھی ذکر آیا جو رسول اللہ نے انصار کی فضیلت میں بیان کیا ہے اور اس حدیث کا ذکر بھی آیا جو رسول اللہ نے سعد بن معاذ کے جنازہ کے متعلق ارشاد فرمائی تھی۔ ان لوگوں نے حنظلہ بن ابوعامر کا ذکر کیا جو جنگ احد میں شہید کئے گئے تھے جس کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ رسول اللہ بلاچادر اڑھے ننگے پاؤں جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ کبھی دائیں اور کبھی بائیں جنازہ کو کندھا دیتے تھے، اصحاب نے عرض کی اے اللہ کے رسول آپ بلاچادر اڑھے اور بلاچوتے پہنے چل رہے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا فرشتے بھی بلاچادر اور چوتے پہنے چل رہے ہیں)

اور اس صحابی کا ذکر بھی کیا۔ جس کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی تھی (یہ شخص عاصم بن ثابت انصاری تھا۔ احد کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ کفار لاش کیساتھ زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ شہد کی مکھیوں نے آپ کی لاش کی حفاظت کی اور کفار کو باز رکھا۔ ان لوگوں نے انصار کی ہر ایک فضیلت کو بیان کیا۔ ہر ایک قبیلہ نے کہا ہم میں فلاں آدمی ہے، قریش نے کہا۔ ہم میں رسول اللہ حمزہ، جعفر، عبیدہ بن حارث، زید بن حارث، ابوبکر، عمر، سعد، ابو عبیدہ سالم اور عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ سابقین (فی الاسلام) میں سے ہر ایک آدمی کا نام لیکر

ذکر کیا گیا۔ اس مجمع میں سو سے زائد آدمی شامل تھے۔ قریش میں جو آدمی موجود تھے۔ اور مجھے یاد ہیں وہ یہ تھے (۱) علی بن ابی طالب (۲) سعد (۳) ابن عوف (۴) زبیر (۵) طلحہ (۶) عمار (۷) مقلد (۸) ابوذر (۹) ہاشم بن عقبہ (۱۰) عبداللہ بن عمر (۱۱) حسن (۱۲) حسین (۱۳) عبداللہ بن عباس (۱۴) محمد بن ابی بکر (۱۵) عبداللہ بن جعفر (۱۶) عبداللہ بن عباس (۱۷) محمد بن کعب (۱۸) زید بن ثابت (۱۹) ابو ایوب (۲۰) ابو حشیم بن یحیمان (۲۱) محمد بن سلمہ (۲۲) قیس بن سعد (۲۳) جابر بن عبداللہ (۲۴) ابو مریم (۲۵) انس بن مالک (۲۶) زید بن ارقم (۲۷) عبداللہ بن ابی ارضی (۲۸) ابویعلیٰ (۲۹) عبدالرحمن بن ابویعلیٰ (۳۰) ابوالحسن بصری (۳۱) حسن بصری۔

سیلم نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس روز صبح سے لوگ کافی تعداد میں جمع ہو گئے تھے (ان باتوں میں) ظہر کا وقت آگیا۔ حضرت عثمان اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو لوگوں کے حالات کا کچھ پتہ نہ تھا۔ حضرت علیؑ اور آپ کے اہل بیت میں سے ہر ایک آدمی خاموش تھا۔ لوگ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: —————
 ”اے ابوالحسن! آپ کیوں خاموش ہیں آپ کو گفتگو کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟“

حضرت نے فرمایا: —————

”ہر ایک قبیلہ نے اپنی اپنی فضیلت بیان کی ہے۔ (لیکن) اے گروہ قریش! اے گروہ انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس کی وجہ سے یہ فضیلت عطا کی ہے؟ اپنی ذات کی وجہ سے؟ اعزاز کی وجہ سے؟ گھر والوں کی وجہ سے؟ یا کسی غیر کی وجہ سے تمہیں یہ شرف حاصل ہوا ہے؟“

ان لوگوں نے کہا: ————— ہمیں رسول اللہ کے طفیل یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ حضرت

نے فرمایا: —————

”اے گروہ انصار کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ کہ جس ذات کی وجہ سے تم نے یہ نصیحت حاصل کی ہے وہ دنیا و آخرت میں سب سے افضل ہیں۔ وہ تم میں سے نہیں بلکہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ میرے چچا زاد بھائی (محمدؑ) رسول اللہؐ ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ میں اور میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب اپنے باپ آدمؑ کی مٹی ہیں۔ اہل بدر، اہل احد، اہل بقیع اور اہل تقدیم (اصحاب) نے کہا ہم نے رسول اللہؐ سے اسی طرح سنا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا ہم نور محض تھے۔ جو خلقتِ آدم سے ۱۴ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رداں دواں تھے، جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں ڈال کر زمین پر اتارا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو نورج کی پشت میں ڈال کر شستی میں سوار کیا۔ پھر اسی نور کو ابراہیم کی پشت میں رکھ کر آگ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کریم سے ارحام طاہرہ کی طرف اور ارحامِ طاہرہ سے اصحابِ کریم کی طرف باپ اور ماں کے ذریعے منتقل کرتا رہا۔ ان میں سے کوئی بھی غیر اسلامی حالت میں پیدا نہیں ہوا۔ (سب نے کہا ہاں ہم نے رسول اللہؐ سے ایسا ہی سنا تھا) حضرت نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہؐ نے اپنے صحابہ میں سے ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تھا اور مجھے خود اپنا بھائی بنایا تھا۔ فرمایا تھا (اے علیؑ) دنیا اور آخرت میں تم میرے بھائی ہو۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ (سب نے کہا ہاں) آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہؐ نے مسجد اور اپنے گھروں کی جگہ کو خرید فرمایا۔ (مسجد تعمیر کرنے کے بعد) دس گھرنے تھے۔ نو گھرنے کے تھے۔ دیوال گھران کے درمیان میرا تھا۔ تمام وہ دروازے جو مسجد کی

جانب کھلتے تھے بند کر دئیے تھے، صرف میرا دروازہ کھلا رہا۔ اس پر ایک
 اعتراض کرنے والے نے اعتراض کیا تھا (کہ علیؑ کا دروازہ کیوں کھلا ہے) رسولؐ
 اٹھنے فرمایا تھا کہ مجھے تمہارے دروازے بند کرنے اور علیؑ کے دروازے کو
 کھلا رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ رسولؐ اٹھنے تمام کو میرے سوا مسجد
 میں سونے سے منع کر دیا تھا۔ میں مسجد میں جنب کی حالت میں ہوتا تھا صرف
 رسولؐ اٹھنے کا اور میرا گھر مسجد میں تھا۔ رسولؐ اٹھنے کی اور میری اولاد مسجد میں
 پیدا ہوئی تھی۔ (سب نے کہا ہاں)

حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ حضرت عمرؓ نے ایک
 سورج جو آپ کے گھر میں مسجد کی جانب تھا کہ باقی رکھنے پر اصرار کیا تھا لیکن
 رسولؐ اٹھنے اس کو باقی رکھنے سے منع کر دیا تھا۔ رسولؐ اٹھنے فرمایا تھا کہ
 اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک پاکیزہ مسجد تیار کریں۔ اس
 میں مٹی، مارون اور مارون کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے (اسی
 طرح) اٹھنے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک پاکیزہ مسجد تیار کروں اور اس
 میں میرے اور میرے بھائی علیؑ اور اس کے دونوں بیٹوں (حسینؑ) کے
 سوا اور کوئی قیام نہ کرے (سب نے کہا ہاں درست ہے)

حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ رسولؐ اٹھنے
 نے جنگ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا (اے علیؑ) تم کو مجھ سے وہ
 منزلت حاصل ہے جو مارون کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ تم میرے بعد ہر
 مومن کے سردار ہو۔ (سب نے کہا ہاں)

حضرت نے فرمایا ————— کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جب
 اہل نجران نے رسولؐ اٹھنے کو مباہلہ کی دعوت دی تھی تو رسولؐ اٹھنے میرے ہمراہ

بیوی اور میرے دونوں بیٹوں کے سوا اپنے ساتھ کسی کو نہیں لے گئے تھے؟
(سب نے کہا ہاں)

آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے خیبر کی جنگ کے روز مجھے علم عطا فرمایا تھا۔ پھر ارشاد فرمایا تھا۔ کہ کل میں اس شخص کو علم دیا گیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ وہ نہ بزدل ہے اور نہ بھاگ جانیوالا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے خیبر فتح کرے گا۔ سب نے کہا ہاں۔

آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے مجھے سورہ برأت دیکر روانہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی شخص آیات کی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ مگر وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ سب نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جو مصیبت رسول اللہ پر وارد ہوئی۔ آپ مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔ (اس مصیبت میں) مجھے آگے بڑھاتے تھے۔ رسول اللہ نے مجھے نام لیکر کبھی نہیں بلایا تھا۔ بلکہ فرمانے لگتے۔ میرے چھالی کو میرے پاس لاؤ۔ رحمان نے کہا۔
ہاں ہم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی تھی)

حضرت نے کہا۔ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ نے میرے اور زید کے درمیان حمزہ کی لڑکی کے بارے میں فیصلہ کیا تھا۔ اور مجھے فرمایا تھا اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہرمون کے سردار ہو۔ سب نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ ہرات اور ہردن مجھے رسول اللہ سے پوشیدہ باتیں کرنے اور تنہائی کا موقع حاصل ہوتا تھا

جب میں آپ سے سوال کرتا تھا تو آپ جواب مرحمت فرماتے تھے جب میں خاموش ہو جاتا تھا تو آپ گفتگو فرماتے تھے سب نے ہاں کہا یہ حدیث سنی ہے

حضرت نے فرمایا — کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے مجھے حمزہؓ اور زیدؓ پر فضیلت دی تھی، اور جناب سیدہ سے فرمایا تھا کہ میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو میرے خاندان میں سب سے بہتر اور میری اُمت میں سب سے افضل ہے۔ سب سے زیادہ صلح پسند، بڑے صبر والا اور بڑے علم والا ہے۔ سب نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا — کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میں تمام اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور میرا بھائی علیؑ عرب کا سردار ہے۔ اور فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ سب لوگوں نے کہا یہ حدیث رسول اللہ سے سنی تھی

حضرت نے فرمایا — کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے اپنے غسل کا حکم مجھے دیا تھا۔ اور مجھے آگاہ فرمایا تھا کہ اس معاملہ میں میری مدد جبرائیل کریں گے۔ سب لوگوں نے کہا ہاں۔

حضرت نے فرمایا — کیا تم لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اللہ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک خدا کی کتاب ہے دوسرے میرے اہل بیت۔ سب نے کہا ہاں یہ حدیث رسول اللہ سے سنی تھی

سلیم کا بیان ہے کہ حضرت نے قرآن مجید میں جو غامض چیز آپ کے حق میں اور

اُپ کے اہمیت کے حق میں وارد ہوئی تھی۔ سب کو بیان کیا اور رسول اُشد کی کوئی حدیث ترک نہ فرمائی، ہر ایک چیز کے متعلق ان لوگوں کو خدا کی قسم دیکر دریافت کرتے تھے۔ بعض چیزوں کے متعلق سب لوگ ہاں کہہ دیتے تھے اور بعض کے متعلق خاموش ہو جاتے تھے خاموش رہنے والے لوگ کہتے تھے کہ اُپ ہمارے نزدیک ہاں کہنے والوں سے معتبر ہیں۔ ہمیں ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔ جن پر ہم کو اعتماد ہے انہوں نے ان احادیث کو رسول اُشد سے سنا ہے۔ جب حضرت اس بیان سے نارغ ہوئے تو فرمایا:۔۔۔

” اے میرے اُشد ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ ان لوگوں نے کہا اے میرے اُشد ہم گواہی دیتے ہیں جو کچھ ہم نے کہا ہے حق کہا ہے اور وہی بات کہی ہے جو رسول اُشد سے سنی ہے۔“

حضرت نے فرمایا۔۔۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسول اُشد نے فرمایا تھا کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ اس نے مجھے دوست رکھا اور علی سے دشمنی کی وہ جھوٹا ہے۔ اس نے مجھ سے محبت نہیں کی۔ رسول اُشد نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا تھا۔ ایک شخص نے رسول اُشد سے کہا یہ کیسے؟ رسول اُشد نے فرمایا تھا علی مجھ سے ہے میں علی سے ہوں جس نے علی کو دوست رکھا، اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے مجھے دوست رکھا، اس نے خدا کو دوست رکھا۔ جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا، اس نے خدا سے بغض رکھا۔“

معزز قبائل کے تقریباً بیس آدمیوں نے کہا ہاں (یہ حدیث ہم نے رسول اُشد سے سنی تھی۔ بانی لوگ خاموش ہے۔ حضرت نے خاموش رہنے والوں سے دریافت کیا کہ تمہاری خاموشی کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا جن لوگوں نے (حدیث کی صداقت پر) گواہی دی ہے وہ ہمارے نزدیک صدق، فضل اور سبقت میں معتبر ہیں۔

علی علیہ السلام نے فرمایا — "اے میرے اہلخانہ لوگوں پر گواہ رہنا!"
 طلحہ بن عبد اللہ نے جو قریش کے عقلمند آدمی تھے کہا ہم حضرت ابوبکر، حضرت
 عمر اور ان کے حامیوں کے خلاف کے دعویٰ سے کس طرح نجات حاصل کریں اور ہم حضرت
 ابوبکر کے ان ساتھیوں سے کس طرح نجات پائیں، جنہوں نے ان لوگوں کی بات کی تصدیق
 کی اور شہادت دی تھی (رسول اللہ نے فرمایا ہے اہل بیت میں خلافت نہ ہوگی) جس دن
 آپ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لایا گیا تھا۔ تو ان لوگوں نے آپ کے دعوے کی تصدیق کی تھی لیکن
 پھر حضرت ابوبکر نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے رسول اللہ نے
 فرمایا تھا) مجھے اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ ہم اہل بیت میں نبوت اور خلافت جمع نہ ہوگی
 حضرت ابوبکر کی اس بات (حدیث) پر حضرت عمر، ابوعبیدہ، سالم اور معاذ بن جبل نے تصدیق
 کی تھی۔

پھر طلحہ اگے بڑھے اور کہا — اے علیؓ جس بات کا آپ نے ذکر اور دعویٰ
 کیا ہے۔ وہ سچی ہے، آپ نے اپنی سبقت اور فضیلت بیان کی ہے۔ ہم اس کا اقرار کرتے
 ہیں اور جانتے ہیں۔ لیکن خلافت کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ جیسا ان پانچ آدمیوں نے
 گواہی دی ہے۔

پھر حضرت نے طلحہ کی بات سے ناراض ہو کر فرمایا —

"اے طلحہ! تم نے ایک چیز کو جس کو برابر چھپاتے رہے ہو۔ ظاہر کر دیا
 ہے (حضرت سے وہ بات رسول اللہ نے حضرت عمر کی موت کے دن
 غالباً عالم رویا میں بتادی تھی) حضرت کے مقصد کو طلحہ نہ سمجھ سکا۔ حضرت طلحہ
 کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگ آپ کا کلام سن رہے تھے۔ اے طلحہ! خدا کی
 قسم میرے نزدیک وہ نوشتہ زیادہ محبوب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ قیامت
 کے روز پھیلے گا۔ ان پانچ آدمیوں کے نوشتہ سے۔ جو ان لوگوں نے

خانہ کعبہ میں بیٹھ کر آخری حج کے موقع پر طے کیا تھا۔ (وہ نوشتہ یرتھا) اگر محمدؐ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو یہ لوگ مجھ پر غالب اگر حکومت کریں گے، مجھ تک خلافت کو نہ آنے دیں گے۔ اے طلحہ رسول اللہ کے خیمہ خدیر کے فرمان کے مطابق میرے متعلق ان کی یردیل باطل ہے رسول اللہ نے فرمایا تھا، جس کی جان سے میں افضل ہوں علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔ جب وہ میرے امیر اور حاکم ہوں تو میں ان کی جان سے کیسے افضل ہو سکتا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا اے علیؑ نبوت کے سوا تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ اے طلحہ، کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ خلافت نبوت سے الگ چیز ہے رسول اللہ کو نبوت کے سوا کسی اور چیز کو الگ کرنا ہوتا تو ضرور الگ فرماتے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میرے اہلبیت، تم ان سے آگے نہ بڑھنا، نہ ان کو چھوڑ دینا، نہ ان کو تعلیم دینا۔ یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اے طلحہ، کیا ضروری نہیں ہے کہ امت کا خلیفہ اُسے ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ عالم کتاب خدا اور ماہر سنت نبویؐ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

انھن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا
یھدی۔ و زادہ بسطة فی العلم و الجسم و اثارہ
من علم۔

رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ — جب لوگ ایسے آدمی کو خلیفہ منتخب کر لیں، جس سے زیادہ علم والا آدمی ان میں موجود ہو، مگر علم کو خلیفہ بنایا جائے، تو ایسے لوگوں کا کام ہمیشہ زوال کی طرف جاتا ہے گا۔ جب

تک وہ دہاں واپس نہ آجائیں جہاں انہوں نے خلافت کو چھوڑا تھا۔
 زامل خلیفہ کو زچن میں (خلافت اور چیز ہے اور حکومت اور چیز۔
 ان لوگوں کے جھوٹ اور نافرمان ہونے پر ایک دلیل قائم ہے (وہ دلیل
 یہ ہے کہ ان لوگوں نے رسول اللہ کے حکم سے مجھے امیر المؤمنین کہہ کر سلام
 کیا تھا۔ یہ بات اس چیز کا ثبوت اور محبت ہے (کہ میں خلیفہ برحق ہوں)۔
 یہ بات ان لوگوں پر خاص تم پر اور تمہارے ساتھی زبیر پر تمام امت پر ابن
 عوف پر اور تمہارے اس موجودہ خلیفہ حضرت عثمان پر محبت اور ثبوت ہے۔
 شوریٰ والے چھ کے چھ آدمی زندہ ہیں، اگر حضرت ابو بکر رسول اللہ
 کی حدیث بیان کرنے میں پتھے ہیں تو حضرت عمر نے مجھے شوریٰ ہی کیوں
 شامل کیا۔ حضرت عمر نے مجھے خلافت کی شوریٰ ہی شامل کیا تھا یا کسی اور
 چیز میں۔ اگر تمہارے گمان میں شوریٰ خلافت کے لئے تھا۔ تو حضرت عثمان
 کے لئے حکومت جائز نہیں، اؤ ہم اس حکومت کے بارے میں مشورہ کریں
 اگر شوریٰ محض خلافت کے معاملہ میں تھا تو حضرت عمر نے مجھے شوریٰ میں
 کیوں شامل کیا تھا۔ خارج کیوں نہ کیا۔ حضرت عمر نے (حضرت ابو بکر کی
 خلافت کے روز خود) کہا تھا کہ رسول اللہ نے اہل بیت کو خلافت سے
 الگ کیا ہے۔ حضرت عمر نے (رسول اللہ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے)
 کہا تھا کہ اہل بیت کا خلافت میں کوئی حق نہیں ہے۔

جب حضرت عمر نے (مرض الموت کے وقت) ہمیں بلایا تھا تو اپنے
 بیٹے عبداللہ سے کیا کہا تھا۔ عبداللہ یہاں موجود ہیں رے عبداللہ میں
 نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں جب ہم لوگ باہر نکل گئے
 تھے تو حضرت عمر نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟

عبداللہ نے کہا (اے علیؑ) جب آپ نے قسم دیکر دریافت کیا ہے تو اصل حقیقت بیان کرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ کہ اگر یہ لوگ نبوہاشتم کے اس آدمی کی بیعت کر لیں جس کے سر کے آگے بال کم ہیں تو وہ ان لوگوں کو روشن راستہ پر چلائے گا۔ ان کو نبیؐ کی سنت پر قائم رکھے گا۔

پھر علیؑ علیہ السلام نے فرمایا — اے عبداللہ تم نے اس وقت کیا کہا تھا؟ عبداللہ نے کہا میں نے عرض کی تھی۔ علیؑ کو خلیفہ بنانے میں کیا چیز مانع ہے؟ علیؑ علیہ السلام نے فرمایا — اے عبداللہ حضرت عمرؓ نے تمہیں کیا جواب دیا

تھا؟

عبداللہ نے کہا جواب کو میں پوشیدہ رکھوں گا۔ حضرت نے فرمایا — (اے عبداللہ) مجھے رسول اللہؐ نے تمام واقعے آگاہ کر دیا تھا۔

عبداللہ نے عرض کی کہ رسول اللہؐ نے کب بتایا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک دفعہ خواب میں رسول اللہؐ نے مجھے اپنی زندگی میں آگاہ کیا تھا۔ دوسری دفعہ اس وقت آگاہ کیا تھا۔ جس رات تمہارے والد کا انتقال ہوا تھا۔ جس شخص نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا وہ ایسا ہی ہے۔ جس نے رسول اللہؐ کو بیداری میں دیکھا ہے۔

عبداللہ نے عرض کی آپ کو رسول اللہؐ نے کیا بتایا تھا؟ علیؑ علیہ السلام نے فرمایا — اے عمرؓ کے فرزند میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ اگر میں تم کو وہ بات بتا دوں تو تم ضرور اس کی تصدیق کرنا۔ عبداللہ نے کہا — تصدیق کروں گا۔ ورنہ خاموش ہو جاؤں گا۔

حضرت امیر نے فرمایا — (اے عبداللہ) جب تم نے حضرت عمر سے کہا کہ علیؑ کو خلیفہ بنانے میں کیا چیز حال ہے تو تم سے حضرت عمر نے کہا تھا کہ ہم کو اس نوشتہ کا پاس ہے جس کو ہم نے (خانہ کعبہ میں) تحریر کیا تھا اور اس عہد و پیمان کا پاس ہے جس کو آخری حج کے موقع پر طے کیا تھا۔ یہ سن کر عبداللہ خاموش ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا (اے عبداللہ) تمہیں رسول اللہ کی ذات کا واسطہ دیکھ کر پوچھتا ہوں۔ تم میری بات سے خاموش کیوں ہو گئے ہو۔

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ — میں نے عبداللہ بن عمر کو اس مجلس میں دیکھا۔ جس کے گلے میں اچھو پھنس گیا تھا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر علی علیہ السلام نے طلحہ، زبیر، ابن عوف اور سعد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

”خدا کی قسم اگر ان پانچ آدمیوں نے (اہل بیت میں خلافت نہ ہوگی حدیث بنا کر) رسول اللہ پر جھوٹا بندھا ہے تو تمہارے لئے ان کی سزا ہی جائز نہیں۔ اگر وہ سچے تھے تو اے پانچ آدمیو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ مجھے شور مچائی میں شامل کرو۔ مجھے تمہارا شور ہی میں داخل کرنا رسول اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی اور انحراف کے مترادف ہے، (پھر حضرت نے عام لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) اپنے نزدیک میری منزلت بناؤ۔ تم میرے متعلق کیا جانتے ہو۔ کیا میں سچا ہوں؟ یا جھوٹا؟ لوگوں نے کہا بلکہ آپ صدیق اور صدق ہیں۔ خدا کی قسم نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں آپ کو جھوٹا بولتے دیکھا۔ حضرت نے فرمایا — تم سے اس ذات کی جس نے ہم اہلیت کو نبوت کیا تھا مکرم کیا، اور ہم سے محمدؐ کو منتخب کیا۔ محمدؐ کے بعد ہم کو

مکرم کیا۔ مومنین کے امام ہم سے پیدا کئے اور کارِ رسالت کو ہمارے سوا کوئی انجام نہ دے گا۔ امامت اور خلافت ہمارے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی کا حق اور حصہ مقرر نہیں کیا۔ رسول اللہ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی اور نہ رسول آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے بعد قیامت تک کے لئے انبیاء کا اختتام کر دیا ہے۔ قرآن کے بعد قیامت تک سب کتابوں کو ختم کر دیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے بعد ہمیں اپنی زمین پر خلیفہ بنایا اور اپنی مخلوق پر گواہ بنایا۔ ہماری اطاعت کو اپنی کتاب میں فرض کیا۔ ہمیں اطاعت میں اپنے اور اپنے نبی کی ذات کیساتھ قرآن میں ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد کو نبی بنایا اور محمد کے بعد ہمیں اپنی مخلوقات کا خلیفہ اور ان پر گواہ بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم پہنچا دیا۔) — (اب بتاؤ) ہم دونوں میں سے کون رسول اللہ کی جگہ بیٹھنے کا حق دار ہے؟ (یہ بھی) تم نے رسول اللہ سے سنا تھا کہ سورت برارت لوگوں کو کوئی نہیں سنا سکتا۔ یا میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ مجھے سورت برارت دیکر رکہ کی طرف) روانہ کیا تھا۔ تمہارے ساتھی کے لئے اتنا بھی جائز ہو کہ چار انگشت کا خط لوگوں کو رسول اللہ کی طرف سے پہنچا سکے۔ اس چار انگشت کے خط کو میرے سوا کوئی پہنچانے کا اہل نہ ہو۔) — (اب بتاؤ) ہم دونوں میں رسول اللہ کی جگہ بیٹھنے کا کون حق دار ہے؟ خلافت کا وہ مستحق ہے جس کو رسول اللہ نے مقرر کیا ہے اور یا وہ جس کو لوگوں نے چنا ہے؟

حسٹم غدیر کا پیغام

علی علیہ السلام نے فرمایا —
 ”وہ بات جو رسول اللہ نے اپنے آخری حج کے موقع پر خم غدیر کے دن اور عرفات کے دن اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمائی تھی (وہ یہ تھی) کہ میں تم میں دو چیزیں چھوٹے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے میرے اہلیت، اچھے خدائے لطیف و خبیر نے آگاہ کیا ہے کہ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس کوثر پر وارد ہوں گے۔ وہ ان دونوں کی مانند ہیں جیسے ایک کے بعد دوسری۔ ان دو کا دامن پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ نہ تم ان کو گراؤ اور نہ ان سے ان سے آگے بڑھو۔ نہ ان سے اختلاف کرو اور نہ ان کو تعلیم دو، یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ رسول اللہ نے تمام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ جس سے ملیں اس کو یہ پیغام پہنچادیں۔ ائمہ اہلیت کی اطاعت کو فرض تصور کریں اس کے علاوہ آپ نے کوئی اور چیز بیان نہ کی تھی۔ رسول اللہ نے عام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ لوگوں تک یہ پیغام پہنچادیں کہ وہ تمام چیزیں۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد کو مبعوث کیا ہے۔ رسول اللہ کی طرف سے اہلیت کے سوا اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ اے طلحہ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ رسول اللہ نے میرے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ ”اے میرے بھائی میرے فرض کی ادائیگی اور میری ذمہ داری کی برأت تمہارے سوا کوئی نہیں کرے گا۔ تم میری

ذمہ داری کو پورا کر دو گے۔ تم میری سنت پر لڑائی کر دو گے۔ جب حضرت ابو بکر خلیفہ بنے تو سب نے اُن کی بیعت تو کر لی حالانکہ نہ تو اُس نے رسول اللہ کا قرض ادا کیا اور نہ ہی اُس کے وعدے پورے کئے۔ میں نے رسول اللہ کا قرض ادا کیا اور وعدے پورے کئے اور میں نے لوگوں کو بتا دیا ہے کہ میرے سوا رسول اللہ کا قرض اور وعدہ کوئی پورا نہ کرے گا۔ حضرت ابو بکر نے رسول اللہ کے قرض اور وعدے کے متعلق کوئی چیز ادا نہ کی، رسول اللہ پر جو احکام نازل کئے گئے تھے۔ اُن کو ائمہ اہلبیت ہی انجام دے سکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمن بتایا ہے۔ ان کی سرداری کا حکم دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی۔ اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔

طلحہ نے کہا (اے علیؑ) آپ نے وہ بات ظاہر کر دی ہے جس کا مجھے علم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے کیا مراد ہے آپ نے اس بات کی تشریح کر دی ہے۔ اے ابو الحسن! خدا آپ کو تمام اُمت کی جانب سے جزائے خیر عطا کرے۔

قرآن کی تالیف کا بیان

(طلحہ نے کہا) اے ابو الحسن۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک چیز کے متعلق آپ سے سوال کروں، میں نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ ایک ہر شدہ کپڑے پہنے تشریف لائے تھے۔ اور فرمایا تھا۔ اے لوگو! میں لگاتار رسول اللہ کے کفن اور دفن میں مصروف رہا ہوں میں کتاب خدا کے معاملہ میں مشغول ہو گیا۔ میں نے خدا کی کتاب کو جمع کر لیا۔ اس کا کوئی

حرف نہیں چھوڑا۔ میں نے وہ کتاب (قرآن) جس کو آپ نے مجھے فرمایا ہے۔ آج تک نہیں دیکھا (وہ کہاں ہے) جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو میں نے اس کو اس روز دیکھا کہ ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں زوان کیا تھا۔ تاکہ آپ وہ کتاب خدا ان کے پاس روانہ کر دیں لیکن آپ نے وہ کتاب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عمر نے لوگوں کو دعوت دی۔ جب دو آدمی قرآن کی آیت ہونے کی گواہی دیتے تھے تو وہ اس آیت کو لکھ لیتے تھے۔ جس پر دو آدمی قرآن کی آیت ہونے کی گواہی نہیں دیتے تھے۔ اس کو پھینک دیتے تھے۔ لکھتے نہیں تھے۔ حضرت عمر نے کہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ پیامبر کی لڑائی کے روز وہ لوگ قتل ہو گئے ہیں جو قرآن پڑھتے تھے۔ ان کے علاوہ آیات اور کوئی نہیں پڑھتا قرآن کا حصہ ضائع ہو گیا۔ (یہ طلحہ کے خیالات ہیں) ایک بکری حضرت عمر کے صحیفہ اور کتاب جس کو لوگوں نے لکھا تھا کھا گئی تھی۔ اس صحیفہ میں جو کچھ تھا وہ ضائع ہو گیا تھا۔ ان ایام میں قرآن لکھنے کے فرائض حضرت عثمان انجام دیتے تھے۔ آپ کا ان معاملات کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ میں نے حضرت عمر اور آپ کے ساتھیوں جنہوں نے قرآن کو لکھا تھا کہتے ہوئے سنا تھا کہ سوہ اعراب سورۃ بقرہ کے بڑھتی، سورہ نور میں ایک سوساٹھ آیات تھے، سورہ حجرات میں ساٹھ آیات تھے اور سورہ حجر میں ایک سوساٹھ آیات تھے یہ کیا معاملہ ہے؟ خدا آپ پر رحم کرے، آپ اس قرآن کو جس کو آپ لوگوں نے جمع کیا ہے کیوں نہیں ظاہر کرتے۔

میں حضرت عثمان کے پاس موجود تھا۔ جب اس نے حضرت عمر کے جمع کئے ہوئے قرآن کو لے کر کتاب کی صورت میں جمع کر دیا تھا۔ لوگوں کو ایک قرأت کے پڑھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ابی بن کعب اور ابن مسعود کے قرآن کو چھاڑ کر جلا دیا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے طلحہ ہر وہ آیت جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ پر نازل کیا، میرے پاس رسول اللہ کی کھوئی ہوئی موجود ہے۔ ہر حلال، حرام، حرام، حکم یا ہر وہ چیز جس کی امت کو حضرت

ہے۔ میرے پاس اللہ کے رسول سے لکھوائی ہوئی موجود ہے، خطا میرا ہے
حتیٰ کہ اس میں خراش تک کا تادان موجود ہے؛

طلحہ نے کہا — ہر چھوٹا بڑا خاص و عام گذشتہ اور قیامت تک اینٹوں
دانعات آپ کے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں؛

حضرت نے فرمایا — میں میرے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے
علاوہ رسول اللہ نے اپنی مرض الموت کے وقت مجھے ایک ہزار باب کی
تعلیم دی تھی۔ میرے لئے ہر باب سے ہزار باب اور کھل گئے۔ اگر رسول
اللہ کے انتقال کے بعد اُمت میری اطاعت اور تابعداری قبول کریتی تو وہ
اپنے اوپر اور نیچے سے رزق حاصل کرتی۔ اے طلحہ کیا تم اس وقت موجود نہ
تھے۔ جب رسول اللہ نے کاغذ کا ایک ٹکڑا طلب کیا تھا تاکہ اس پر وہ
چیز لکھ دیں جس سے اُمت گمراہ نہ ہو اور اختلاف میں مبتلا نہ ہو، تمہارے ساتھی
نے کہا تھا کہ اللہ کا نبیٰ ہذا بیان کہہ رہا ہے (یسئک) رسول اللہ ناراض
ہو گئے؛

طلحہ نے کہا — میں اس وقت موجود تھا۔

حضرت نے فرمایا — اے طلحہ، جب تم لوگ باہر چلے گئے تو
وہ بات رسول اللہ نے مجھے بتادی تھی۔ جس کو تحریر فرمانا چاہتے تھے
عام لوگوں کو اس بات کا پابند بنانا چاہتے تھے۔ جبرائیل نے رسول اللہ
کو آگاہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس اُمت کی تفرقہ بازی اور اختلاف کا علم
ہے پھر رسول اللہ نے ایک صحیفہ لکھا، اس میں وہ چیز تحریر فرمائی۔ جس کو
آپ اس کاغذ پر تحریر فرمانا چاہتے تھے۔ اس نوشتہ پر تین آدمیوں سلمان
ابذر اور مفضل کی گواہی کرائی تھی۔ جن ائمہ کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے

قیامت تک کے لئے حکم دیا تھا۔ ان کے نام بتائے تھے (رسول اللہ ﷺ) نے پہلا نام میرا لیا تھا۔ پھر میرے بیٹے حسن کا، پھر میرے بیٹے حسین کا پھر میرے بیٹے حسین کے نو فرزندوں کا نام لیا۔
 حضرت نے فرمایا — اے ابوذرؓ اے مقدادؓ ایسا ہی تھا؟
 ان دونوں نے کہا — ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

طلحہ نے کہا — میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ —
 " ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول آدمی پر نہ ہی آسمان نے سایا کیا ہے نہ ہی ایسے شخص کو زمین نے اٹھایا ہے نہ ہی اس سے زیادہ کوئی نیک ہے۔"
 طلحہ نے کہا — میں گواہی دیتا ہوں کہ ان دونوں آدمیوں نے سچی بات کہی ہے۔ (اے علیؓ) آپ میرے نزدیک ان دونوں سے زیادہ سچے ہیں۔
 حضرت نے طلحہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا — اے ابن زبیر! اے ابن زبیر! اے ابن زبیر! اس کی رضا طلب کرو اور وہ چیز اختیار کرو جو اس کو پسند ہے، اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں طاقت کرنے والے کی طاقت کا میت خوف کھاؤ۔"

طلحہ نے کہا — اے ابو الحسنؓ آپ نے میرے سوال کا جو قرآن کے بارے میں عرض کیا تھا۔ جواب نہیں دیا۔ آپ اس قرآن کا ذکر لوگوں سے فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا —

" اے طلحہ! میں نے جان بوجھ کر تمہارے سوال کا جواب نہیں دیا۔"
 طلحہ نے کہا — (اے علیؓ) جو کچھ حضرت عمر اور حضرت عثمان نے مجھے کیا،

وہ تمام کا تمام قرآن ہے یا اس میں کوئی اور چیز ایسی ہے جو قرآن نہیں ہے؟
 حضرت نے فرمایا — (رے طلحہ) وہ تمام کا تمام قرآن ہے جو کچھ اس میں
 ہے۔ اگر اس پر عمل کرو گے تو دوزخ سے نجات پاؤ گے، بہشت میں داخل ہو جاؤ گے
 اس قرآن میں ہماری محبت، ہمارے حق اور ہماری اطاعت کا فرض ہونا موجود ہے۔
 طلحہ نے کہا — مجھے کانی ہے۔ جب وہ قرآن ہے۔ مجھے کانی ہے۔ پھر
 طلحہ نے کہا — مجھے اس قرآن کے متعلق آگاہ فرمائیے۔ جو آپ کے پاس موجود ہے
 اس قرآن کی تشریح علم حلال اور حرام کے متعلق فرمائیے۔ (رے علی) اس قرآن کو کس کے
 پیرو کر دو گے؟ آپ کے بعد اس قرآن کا کون حامل ہے؟

حضرت نے فرمایا — وہ شخص اس قرآن کا حامل ہوگا۔ جس کا حکم
 مجھے رسول اللہ نے دیا ہے۔

طلحہ نے کہا — وہ کون ہے؟

حضرت نے فرمایا — میرے بعد میرا بیٹا، تمام لوگوں سے افضل
 صحن ہے۔ پھر میرا بیٹا حسن اپنی موت کے وقت اس قرآن کو حسین کے
 پیرو کرے گا۔ پھر یہ قرآن پے درپے حسین کی اولاد میں منتقل ہوتا رہے گا
 حتیٰ کہ ان کا آخری شخص اس قرآن کو حوض کوثر پر رسول اللہ کی خدمت میں
 پیش کرے گا۔ یہ لوگ قرآن کیساتھ ہیں۔ قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ
 قرآن سے جدا نہ ہوں گے۔ قرآن ان سے جدا نہ ہوگا۔

حضرت نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا، حضرت عثمان کی وفات
 کے بعد معاویہ اور اس کا بیٹا یزید حاکم ہوں گے، ان دونوں کے بعد حکم بن
 ابی العاص کے ساتھ بیٹے یکے بعد دیگرے حاکم ہوں گے۔ یہ سارے
 گمراہ کرنے والے بارہ امام ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو رسول اللہ نے اپنے

منبر پر (عالم رویا میں) دکھایا تھا۔ جو امت کو رجعتِ تہقیری کی طرح (دین سے) واپس لوٹا رہے ہیں۔ دس آدمی بنو امیر کے ہیں۔ دو آدمی وہ ہیں جنہوں نے ان کے لئے زمین ہموار کی ہے ان دو بانیان پر اتنا عذاب ہوگا۔ جتنا کل گمراہ سونے والوں پر فرداً فرداً ہوگا۔

سامعین نے عرض کی — اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو اچھی جزا دے۔

جناب امیر کا خطبہ

ابان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر —
 ہم امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور آپ کی خدمت میں احباب کی ایک جماعت موجود تھی۔ ان میں سے ایک آدمی نے عرض کی۔ اے امیر المؤمنین! اگر آپ لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرتے تو وہ تیار ہو جاتے۔

یہ سن کر حضرت امیر کھڑے ہو گئے اور فرمایا — میں نے تمہیں جہاد کے لئے آمادہ کیا لیکن تم آمادہ نہیں ہوئے۔ میں نے تمہیں جہاد کی دعوت دی۔ مگر تم نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تمہارا موبنا نہ ہونے کے برابر ہے۔ تمہارے زندہ آدمی مردوں کی مانند ہیں۔ تمہارے کان رکھنے والے بہرے ہیں۔ میں نے تم پر حکمت کو ظاہر کیا۔ کافی دشافی نصیحت کی ہے۔ میں نے تمہیں ظالمین سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ میں نے ابھی اپنی بات ختم ہی نہ کی تھی کہ تم کو دو مختلف گروپوں میں بٹا ہوا دکھیا۔ آپس میں اشجار پڑھتے ہو۔ مثالیں بیان کرتے ہو۔ ایک دوسرے سے کھجوروں اور دودھ کا سجاد دریا

کہتے ہو۔ تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم جنگ اور اس کی تیاری سے گھبراتے ہو
 تمہارے دل بڑائی کا نام سن کر خوف زدہ ہو گئے ہیں۔ تم جہاد کو چھوڑ کر باطل
 اور بے جودہ باتوں میں مشغول ہو گئے ہو۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ ان کے حواس
 پہلے ان سے جہاد کرو۔ خدا کی قسم جو قوم اپنے گھروں کے پاس لڑی وہ ذلیل
 ہو گئی۔ خدا کی قسم مجھے یقین نہیں کہ تم کچھ کر دو گے اور دشمن ختم ہو جائے گا۔ میں یہ
 پسند کرتا ہوں کہ دشمن کو ان کی موت کے بعد دیکھوں۔ انہیں ان کا انجام معلوم
 ہو۔ اللہ تعالیٰ سے بصیرت اور یقین کیساتھ ملاقات کروں۔ تاکہ تمہارے دکھ اور
 رنج سے نجات حاصل کروں۔ تمہاری مثال اونٹ کے اس گل کی مانند ہے جس
 کانگیاں غائب ہو گیا ہو۔ اگر ان کو ایک طرف سے جمع کیا جائے تو وہ دوسری
 طرف سے منتشر ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تمہارے بارے میں خیال کرتا ہوں
 کہ اگر لڑائی چھڑ جائے اور موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم علی بن ابی طالب سے
 ایسے جدا ہو جاؤ گے جیسے سرن سے جدا ہوتا ہے۔ تم جدا ہونے کی ایسے
 خواہش کرو گے۔ جیسے بچہ جننے والی عورت بچے کی پیدائش کے وقت بچنے
 کے جلد پیدا ہونے کی خواہش کرتی ہے اور چھوٹنے والے کے ہاتھ کو نہیں
 روکتی۔

اشعث بن قیس نے کہا — (اے علیؑ) آپ ایسا کیوں نہیں کرتے جیسا
 حضرت عثمان نے کیا تھا۔

حضرت نے فرمایا — ”کیا میں دیکھوں جیسا حضرت عثمان نے
 کیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بری بات کی پناہ مانگتا ہوں۔“
 اے قیس کے بیٹے جو چیز حضرت عثمان نے کی ہے۔ وہ ایک بدنام
 دھبہ ہے۔ مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں اپنے رب کے بیٹے پر قائم ہوں۔

دلیل میرے ساتھ موجود ہے، حتیٰ میرے ساتھ ہے۔ خدا کی قسم جو اپنے دشمن کو اپنے اوپر قدرت دے گا۔ وہ اپنے گوشت کے خود ٹکڑے کر لے گا۔ اپنے چمڑے اور ہڈی کے جدا کرنے کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اسے قدرت حاصل تھی وہ اپنے دشمن کو روک سکتا تھا۔ اگر اس نے دشمن کو نہیں روکا تو یہ اس کا بڑا گناہ ہے۔ جس کو اس کے سینہ کی پسلیوں نے نیچے چھپا رکھا ہے۔ وہ انسان کمزور ہے۔ اے تیس کے بیٹے تم ایسے ہو جاؤ، اے تیس کے بیٹے، تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ مومن ہر قسم کی موت مر سکتا ہے لیکن اپنے آپ کو قتل نہیں کرتا۔ جو شخص اپنی جان بچا سکتا ہو۔ اس کے باوجود وہ اپنے اوپر اس شخص کو قدرت دے جو اس کو قتل کرے تو ایسا انسان اپنا قاتل خود ہے۔

اے تیس کے بیٹے۔ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا۔ باقی بہتر فرقے جہنم داخل ہوں گے۔ ان میں سب سے گندہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور سا مرہ فرقہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ٹرائی کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ باغیوں سے لڑنا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت میں تحریر کیا ہے۔ یہی صورت حال خارجی فرقہ کی ہے۔

اشعث بن قیس نے ناراض ہو کر کہا — اے ابوطالب کے بیٹے جبہ حضرت ابو بکر کی بیعت بنو تمیم، بنو عدی، ابن کعب اور بنو امیہ نے کی تھی تو آپ کو کس چیز نے روک دیا تھا۔ آپ تلوار لے کر ان سے جہاد شروع کر دیتے۔ اب جب کہ آپ عراق تشریف لے آئے تو نہ ہی آپ نے ہمیں کوئی خطبہ دیا اور نہ ہی خلافت کے بارے میں کوئی بات بتائی؟

حضرت نے فرمایا — خدا کی قسم میں ان لوگوں سے افضل ہوں

جب سے رسول اللہ کا انتقال ہوا۔ اس وقت سے لگاتار مجھ پر ظلم
 سوتا رہا ہے۔
 اشعث نے کہا مظلومی کی حالت میں کس بات نے آپ کو تلوار چلانے سے
 روک رکھا تھا۔

حضرت نے فرمایا — اے قیس کے بیٹے میرا جواب سنو! مجھے تلوار
 چلانے سے نزہدلی نے روک رکھا اور نہ ہی مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے
 میں نفرت تھی۔ میں جانتا تھا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ چیز موجود ہے
 جو اس دنیا اور اس کے رہنے سے اچھی ہے۔ مجھے ایسا کرنے سے رسول اللہ
 کے فرمان نے روک رکھا تھا۔ رسول اللہ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ رسول اللہ
 نے مجھے آگاہ فرمادیا تھا کہ آپ کے بعد امت کیا کرنے والی ہے۔ امت نے
 کیا کیا اس کو میں نے چشم خود ملاحظہ کر لیا ہے۔ مجھے پہلے سے علم اور سچے یقین
 تھا۔ جب میں نے امت کے حالات کو خود مشاہدہ کیا تو میرا رسول اللہ کے
 فرمان پر مزید یقین بڑھ گیا ہے۔ جب رسول اللہ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا تو
 میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! جب یہ
 سو کا تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر تم کو مددگار مل
 جائیں تو ان سے جہاد کرنا اور نہ اپنے ہاتھ کو روک دینا اور اپنی جان بچانا
 جب تک تمہیں اقامت دین، کتاب اللہ اور میری سنت کی خاطر مددگار
 نزل جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امت مجھے
 چھوڑے گی۔ دوسرے آدمی کی بیعت کرے گی۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا
 کہ میری منزلت آپ کے نزدیک وہ تھی جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔
 رسول اللہ کے بعد امت کی حالت ہارون اور اس کے پیروکاروں کو سالہ اور

اس کے سپرد کار جیسی ہو جائے گی۔ جب موسیٰ نے ہارون سے کہا تھا: —
 يا هارون ما منعك اذا رايتهم ضلوا لا تتبعني فعصيت
 امری تو ہارون نے کہا تھا کہ — یا بن اُم لاتاخذ فلیحیتی ولا براسی انی خشیت
 ان نقول فوقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی ما سخائے میری وارھی اور کہو
 نہ پکڑو۔ مجھے خوف تھا کہ آپ فرمائیں گے کہ تم نے بنو اسرائیل میں تفریق ڈال دی اور
 میری بات کا انتظار نہ کیا۔

حضرت موسیٰ نے جناب ہارون کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا تھا۔ اگر لوگ
 گمراہ ہو جائیں تو مددگار تلاش کرنا، ان کے ذریعے جہاد کرنا۔ اگر مددگار نہ ملیں
 تو اپنے ہاتھ روک لینا۔ اپنی جان بچانا اور لوگوں کے درمیان تفریق پیدا
 نہ کرنا۔ حضرت نے فرمایا مجھے خوف تھا کہ کہیں میلر جہانی رسول اٹھ نہ فرمادیں
 (اے علی) میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک
 لینا، اپنی اپنی اہلیت اور اپنے شیعوں کی جان بچانا، جب رسول اٹھ کا
 انتقال ہوا تو لوگوں نے حضرت ابو بکر کی طرف مائل ہو کر اس کی بیعت کرنی
 میں رسول اٹھ کے غسل اور دفن میں مشغول ہو گیا۔ پھر میں قرآن مجید کے جمع
 کرنے میں مصروف ہو گیا۔ میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ اس وقت تک سونے
 نماز کے کاندھے پر چادر نہ ڈالوں گا۔ جب تک قرآن کو ایک کتاب کی صورت
 میں جمع نہ کروں گا۔ میں نے ایسا کر لیا تھا۔ پھر میں ناظر سلام اٹھ علیہا کو سوار
 کر کے اور حسن اور حسین کے ہاتھوں کو پکڑ کر اہل بد، سابقین فی الاسلام
 ہاجرین و انصارین سے ہر ایک کے پاس گیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی قسمیں
 دلائیں، اپنا حق بتلایا اور اپنی نصرت کی دعوت دی۔ صرف چار آدمیوں
 کے سوا میری دعوت کو کسی نے قبول نہ کیا۔ وہ چار آدمی زبیرؓ، سلمانؓ

الوذیر اور مفقود ہیں۔ اہل بیعت میں سے کوئی میرے پاس موجود نہ تھا جن کے ذریعے جہاد کرتا۔ اور مضبوط ہوتا۔ حضرت حمزہؓ احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور جعفرؓ ثورہ کی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ میں صرف دو لاپتہ اور کمزور آدمیوں کے درمیان جو عباسؓ اور عقیلؓ ہیں رہ گیا تھا۔
لوگوں نے مجھے مجبور کیا، مجھے ستایا تو میں نے ایسا ہی کہا جیسا لوگوں نے اپنے بھائی سے کہا تھا۔

یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا ان یقتلونی
میرے مانجائے قوم نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔ قریب ہے مجھے قتل کرنے
میرے لئے اردن کی سیرت نمونہ تھی۔ رسول اللہؐ کا مدد مضبوط
دہل تھی۔

اشعث نے کہا — ایسا ہی حضرت عثمان نے کیا تھا۔ لوگوں نے استغاثہ
کیا۔ ان کو اپنی امداد کی طرف بلایا۔ جب اس کو مددگار نہ ملے تو مظلومی کی حالت میں قتل
کر دیئے گئے۔

حضرت نے فرمایا — اے قیس کے بیٹے تم پر طاقت ہو۔ قوم
نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھ کو کمزور کر دیا۔ قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔ اگر وہ مجھے
کہتے کہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے تو میں یقیناً اپنے آپ کو بچاتا۔ اگرچہ اکیلا
ہی کیوں نہ ہوتا۔ ان لوگوں نے صرف یہی مطالبہ کیا کہ اگر آپ بیعت کر لیں
تو آپ سے رگ جانیں گے۔ آپ کی عزت کریں گے، آپ کو اپنا مقرب
بنائیں گے، اور آپ کو فضیلت دیں گے، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ
کو قتل کر دیں گے۔

جب حضرت عثمان سے لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خلافت سے دستبردار

ہو جائیں تو ہم آپ سے رگ جائیں گے (آپ کو قتل نہیں کریں گے) اگر حضرت عثمان
 خلافت سے دست بردار ہو جاتا تو وہ قتل نہ ہوتا۔ حضرت عثمان نے کہا
 میں خلافت سے دست بردار نہ ہوں گا۔ لوگوں نے کہا اگر ایسا ہے تو ہم
 آپ کو قتل کر دیں گے۔ حضرت عثمان نے (بامنی) لوگوں کا کوئی علاج نہ کیا
 حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ مجھے اپنی ذات کی قسم اس کے لئے خلافت
 چھوڑ دینا اچھا تھا۔ اس نے خلافت کو بلا حق حاصل کیا تھا۔ اس نے غیر کے
 حق کو چھینا تھا۔

اے قیس کے بیٹے تھامس نے ہلاکت ہو۔ حضرت عثمان کی پوزیشن
 دو صورتوں سے خالی نہیں ہو سکتی۔ یا تو اس نے لوگوں کو اپنی امداد کے لئے
 بلایا ہو اور انہوں نے اس کی امداد نہ کی ہو، یا لوگوں نے حضرت عثمان کو دعوت
 دی ہو کہ ہم آپ کی امداد کریں گے۔ لیکن حضرت عثمان نے امداد لینے سے
 انکار کر دیا ہو۔ حضرت عثمان کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ ایک ہدایت کرنے
 والے اور ہدایت یافتہ امام کی امداد سے لوگوں کو روکتے (امام بھی ایسا کہ)
 جس نے کوئی نئی چیز اسلام میں داخل نہ کی ہو اور نہ ہی خود کسی بدعت کا
 مرتکب ہو ہو۔ اگر ان کو امداد سے روکا تو عثمان نے اچھا نہ کیا۔ اگرچہ لوگوں نے
 بھی اچھا نہیں کیا جب اس کی اطاعت کر چکے تھے تو اس کو قتل کیوں کہا
 یا حضرت عثمان کے ظلم کی وجہ سے لوگوں نے اسے اپنی امداد کا اہل نہ سمجھا
 ہو۔ حضرت عثمان کی امداد اس لئے نہ کی ہو کہ آپ نے کتاب خدا اور سنت
 رسول کے خلاف حکم کیا ہو۔ حضرت عثمان کے پاس اس کے اپنے اعزہ،
 غلام اور دوستوں میں سے چار ہزار جوان موجود تھے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنے
 آپ کو بچا سکتے تھے۔ حضرت عثمان نے کیوں ان لوگوں کو اپنی امداد کیلئے

نہ بلایا۔ جس روز حضرت ابو بکر کی بیعت کی گئی۔ اگر اس روز مجھے چالیس آدمی مل جاتے تو میں ضرور ان سے جنگ کرتا۔ (مجھے چالیس آدمی نہ ملے اس لئے میں ان سے نہ لڑا۔)

اے قیس کے بیٹے! تمہارے لئے ہلاکت ہو، جب حضرت عثمان قتل کئے گئے مجھے مددگار مل گئے تھے۔ تم نے دیکھا تھا کہ میں نے کیا کیا تھا۔ کیا تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز میری کمزوری اور بزدلی دیکھی تھی؟

بصرہ والے ملعون اونٹ کے گرد جمع تھے۔ جو اس اونٹ کیساتھ تھا۔ وہ ملعون تھا۔ جو اونٹ کے گرد قتل ہوا ہے وہ ملعون ہے۔ جس نے اس لڑائی کے بعد توراہ اور استغفار نہیں کی وہ بھی ملعون ہے۔ ان لوگوں نے میرے اصحاب انصاف کو قتل کیا تھا اور میری بیعت توڑ دی تھی۔ اور میرے عامل کا منہ کیا تھا۔ اور میرے خلاف بغاوت کی تھی۔ میں ان لوگوں کے پاس دس ہزار کا شکر بیکر گیا اور روایت میں ہے کہ دس ہزار سے کم شکر تھا۔ بصرہ والے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ پچاس ہزار سے زیادہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے میری امداد کی ان کو میرے ہاتھوں قتل کر لیا۔ مومنین کے سینوں کو ٹھنڈا کیا۔

اے قیس کے بیٹے! تم نے صفین میں ہمارے جہاد کو کیسا دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پچاس ہزار آدمی ہمارے ہاتھوں قتل کئے۔ ایک ہی راستہ پر دوزخ میں گئے (ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے ستر ہزار آدمی قتل ہوئے) اے قیس کے بیٹے! تم نے ہمیں نہروان کی لڑائی کے روز کیسا دیکھا تھا۔ میں نے خوارج سے جہاد کیا تھا۔ یہ لوگ وہ تھے جو خواہ مخواہ اپنے آپ کو غفلت اور دیندار تصور کرتے تھے۔ ان کی کوشش دنیا کی زندگی میں بے کار ہو گئی ہے

وہ یہ خیال کرتے تھے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کر کے ایک ہی راستہ پر جہنم داخل کیا۔ ان کے دس آدمی بچے تھے اور مومنین میں سے دس بھی زخمی تھے۔

اے قیس کے بیٹے تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے کبھی مجھے دیکھا کہ جنگ سے بھاگنے کی وجہ سے مجھ سے علم لے لیا گیا ہو یا میں نے خود واپس کر دیا ہو۔ اے قیس کے بیٹے، میں سر لڑائی میں رسول اللہ کے ساتھ رہا۔ میں رسول اللہ کے سامنے جنگ کے شہداء میں گھس جاتا تھا۔ نہ میں جنگ سے بھاگتا تھا اور نہ کسی چیز کی پناہ لیتا تھا۔ اور نہ ہی میں کمزوری ظاہر کرتا تھا۔ نہ میں نے کبھی زخمی کو مارا اور نہ دشمن کو اپنی پشت دکھائی۔ نبیؐ یا دھی کے لئے یہ جاننا نہیں ہے کہ وہ جب لڑائی کے لئے زرہ کس لے۔ دشمن سے جہاد کا قصد یا ارادہ کر لے اور واپس لوٹ آئے۔ اس وقت لوٹے جب قتل ہو یا اللہ تعالیٰ اس کو فتح عنایت کر لے۔

اے قیس کے بیٹے میرے متعلق جنگ سے بھاگنا یا میری تلوار کا دار خطا ہوتے سنا ہے۔

اے قیس کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شکافہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر جس روز حضرت ابو بکر کی بیعت کی گئی تھی۔ مجھے چاہیں آدمی بطور مددگار مل جاتے اور تمام کے تمام ران چار آدمیوں کی مانند صاحب بصیرت مہرتے جنہوں نے میرا ساتھ (سر حالت میں) دیا ہے تو میں اپنے ہاتھ کو کبھی نہ روکتا۔ میں اس قوم سے ضرور جہاد کرتا۔ لیکن میں نے ان چار کے سوا پانچواں آدمی نہ پایا۔

اشعث نے کہا — اے امیر المومنین، وہ چار آدمی کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا — وہ سلمان، ابوذرؓ، مقدادؓ اور میری بیعت توڑنے سے پہلے زبیر بن عوفؓ میں۔ زبیر نے میری بیعت دو دفعہ کی، پہلی دفعہ بیعت اس وقت کی۔ جس پر کار بند بھی ہے۔ جب حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی گئی۔ تو چالیس آدمی ہاجرین انصار کے میرے پاس آئے اور میری بیعت کی۔ جن میں زبیر بھی شامل تھا۔ میں نے ان کو حکم دیا کہ صبح کے وقت سر منڈوا کر اور ہتھیار لگا کر میرے دروازے پر آجائیں۔ ان چار آدمیوں کے سوا کسی نے دروازہ نہ کیا اور میرے دروازے پر کوئی نہ آیا۔ زبیر نے دوسری بیعت اس وقت کی۔ جب حضرت عثمان کے قتل کے بعد وہ خود اور طلحہ میرے پاس آئے، رضامندی اور خوشی سے دونوں نے میری بیعت کی۔ پھر دونوں دین مرتد ہوتے ہوئے، بیعت توڑتے ہوئے، مبارہ، دشمنی اور حد کرتے ہوئے پھر گئے، تین اشخاص سلمان، ابوذرؓ اور مقدادؓ دین محمد اور ملت لبرائیم پر قائم رہے۔ اسی حالت میں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے!

اے قیس کے بیٹے! خدا کی قسم اگر وہ چالیس آدمی جنہوں نے میری بیعت کی تھی۔ مجھ سے دفا کرتے اور صبح کو سر منڈوا کر میرے دروازے پر آتے تو میں اس سے لڑتا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں روانہ کرتا۔ اگر مجھے حضرت طلحہ کی بیعت سے پہلے مددگار مل جاتے تو میں ضرور ان سے لڑتا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھیج دیتا۔

عبدالرحمن بن عوف نے خلافت کو حضرت عثمان کے لئے تجویز کیا اور عبدالرحمن نے حضرت عثمان سے یہ شرط طے کی کہ موت کے وقت وہ خلافت کو عبدالرحمن کے سپرد کریں گے۔

اشعث نے کہا — خدا کی قسم اگر معاملہ ایسا ہے۔ جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ تو آپ نے اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کے سوا تمام امت کو ہلاک کر دیا۔ حضرت نے فرمایا (اے اشعث) — خدا کی قسم حق میرے ساتھ ہے امت میں ناصیبین، مکابریں، جاہدین اور معاندین کے سوا اور کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ جس نے توحید کا اقرار کیا۔ رسول اللہ اور اسلام کا بھی اقرار کیا۔ ملت سے نہ نکلا۔ ہم پر ظلم نہ کیا۔ ہمارے ساتھ دشمنی پیدا نہ کی، خلافت کے معاملہ میں اس کو شک ہو گیا، خلافت کے حق دار کو نہ پہچان سکا۔ ہماری ولایت کا اس کو پتہ نہ رہا۔ اور ہم سے دشمنی کی بنیاد نہ رکھی۔ ایسا مسلمان مستضعف ہے ایسے مسلمان کے لئے رحمت کی امید کی جاتی ہے اس کے گناہ اس کے خوف کا باعث ہو سکتے ہیں۔

ابان بن کابیان ہے کہ سلیم بن قیس نے کہا امیر علیہ السلام کے کلام کو اس روز آپ کے جس شیعہ نے بھی سنا اس کا چہرہ ہنسا شش اور خوش نظر آتا تھا۔

جنگ صفین سے پہلے

جناب امیر کا خطبہ

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم بن کابیان ہے کہ میں نے امیر المومنین کو صفین کی لڑائی سے پہلے فرماتے ہوئے سنا۔ —
 " بیشک یہ قوم حق کی طرف کبھی رجوع نہ کریگی۔ اور نہ اس حکم کی طرف متوجہ ہوگی۔ جو ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہے، یہاں تک کہ

ان پر پے در پے لشکروں سے تیر اندازی نہ کی جائے۔ لشکروں کے چھپے
لشکر حملہ کریں۔ ان گنت لشکر ان کے شہروں کو تباہ کرے

(اسلامی لشکر) کے گھوڑے ان کی زمینوں کی چراگاہ میں کھائیں۔ ان پر
ہر طرف سے تباہی ڈالی جائے پتے اور صابر لوگ ان کے پاس پہنچ جائیں صابر
اور صادق وہ ہیں ان میں جو اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے۔ وہ شہید ہوتا ہے
وہ اللہ کی اطاعت میں زیادہ کوشش کرتا ہے۔ خدا کی قسم، ہم رسول اللہ
کیسے تھے جنگ میں اپنے بھائیوں، بیٹوں، ماموں، چچاؤں اور عزیزوں کو
قتل کرتے تھے۔ یہ بات سہا سے ایمان اور اسلام کو زیادہ کرتی تھی۔ اور اللہ
کی اطاعت میں کوشش کو زیادہ کرتی تھی۔ اور مقابلے سے لڑنے کے لئے
سہاری بہت کو بڑھاتی تھی۔ اگر ہم میں سے اور سہا سے دشمن میں سے دو
آدمی سامنے ہوں کی طرح آپس میں حملہ آور ہوتے تھے تو وہ دونوں اپنے
جسموں کو اچکاتے تھے۔ کہ ان میں سے کون اپنے درمقابل کو موت کا پیالہ
پلاتا ہے۔ کبھی ہم دشمن پر غالب آتے تھے اور کبھی دشمن ہم پر غالب آتا تھا
اللہ تعالیٰ نے سہا سے صدق اور صبر کو ملاحظہ فرمایا۔ تو (اپنی) کتاب میں ہماری
اچھی تعریف کی اور اپنی رضا مندی کا اظہار فرمایا (فرشتوں کی صورت میں)
ہم پر اپنی نصرت کو نازل فرمایا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ جو بھی رسول اللہ کے ہمراہ تھا وہ انہی صفات کا
حامل تھا۔ لیکن ان کے بڑے اور سردار ایسے ہوتے تھے۔ ہمارے دلوں
میں ایک خاص جذبہ ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا
سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

تَدْبِطُ الْبَغْضَاءِ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخْضَىٰ صُدُورُهُمْ الْكِبَرُ

اے قیس کے بیٹے بعض اصحاب دین ایسے بھی ہیں۔ جن کی تم اور
 تمہارے ساتھی تعریف بیان کرتے ہیں۔ نہ اس نے کبھی تیرا مارا، اور نہ تلوار
 کی ضرب لگائی اور نہ ہی نیزہ چلایا۔ جب موت اور سخت لڑائی کا وقت
 آجاتا تھا تو پناہ لیتے تھے۔ چھپ جاتے تھے اور کھسک جاتے تھے۔ ایسے
 پناہ لیتے تھے بیسے کالی جھڑ، چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روک سکتی
 جب ان کی دشمن سے ڈبھڑ سو جاتی تھی تو بزدلی اور خست کی وجہ سے ہلک
 جاتے تھے۔ اور اپنی پشت دشمن کے حوالے کر دیتے تھے۔ جب امن کا زمانہ
 ہوتا تھا اور مال غنیمت تقسیم کیا جاتا تھا تو ایسی گفتگو کرتے تھے۔ جیسا
 کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

سَلَقُوا كَهْدًا بِالسِّنَةِ اشْجِيَةً عَلَى الْحَبِيرِ

راہِ غَنِيمَتِ يَلِينُ كَالْحَبِيرِ لَمَّا نَزَلُوا فِي بَنِي نَضْلٍ
 پر طعنوں کی بھرمار کرنے میں) پ ۲۱، سورہ احزاب ۱۸ ع
 ایک دن اس نے رسول اللہ سے ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کی
 اجازت طلب کی جس کو رسول اللہ قتل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ رسول اللہ
 نے اس کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی۔ ایک دن رسول اللہ نے اس کو
 ہتھیار لگائے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس پر سے اور فرمایا۔

”اے فلاں کے بیٹے، تمہارا کیا کہنا؟“

اس وقت نے کہا — (اے امیر المؤمنین!) آپ نے اس شخص کا
 نام نہیں بتایا۔ وہ کون ہے؟ اس سے تو خوف کی وجہ سے شیطان بھاگ جاتا تھا
 حضرت نے فرمایا — اے قیس کے بیٹے ایسا برگزیدہ تھا۔

کیا شیطان کا خوف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تھا؟ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ غزوات میں ہوتے تھے تو ایسی ہی تکالیف اور سختیاں جھیلتے تھے۔ جیسی آج تم برداشت کر رہے ہو۔ اس دن اللہ کا دین اس طرح قائم نہیں ہوا تھا۔ نہ ہی اللہ نے اسلام کو مضبوط کیا تھا خدا کی قسم میری بات کو یاد رکھو اور اس کو پلے بانڈھ لو، تم ندامت اور حسرت میں خون کے آنسو بہاؤ گے۔ یقیناً تم میں شریرا آدمی جو نامعلوم باپ کی اولاد ہیں۔ آزاد کردہ ہیں۔ دیر سے نکالے گئے ہیں۔ منافق ہیں تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ وہ تمہیں ضرور قتل کریں گے۔ پھر تم اللہ تعالیٰ سے فریاد کرو گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہاری فریاد کا جواب نہ دے گا۔ اور نہ ہی تم سے مصیبت کو دور کرے گا۔ جب تک تم توبہ نہ کرو۔ اسی حالت میں رہو گے جب تک تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرو، اگر تم توبہ کر دو گے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے فتنہ آؤ گراہی سے ایسے ہی نجات دے گا۔ جیسے مشرک اور جہالت سے نجات دی تھی۔ اس امت کے جاہل پر سخت تعجب ہے کہ جو اس امت کو گمراہ کر رہا ہے اور ان کو آگے پیچھے دھکیل کر دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے یہ لوگ رسول اللہ سے کئی بار سن چکے ہیں کہ جب امت نے اپنی طرف سے کبھی اتنی کو خلیفہ مقرر کیا ہو اور اس امت میں اس مقرر کردہ خلیفہ سے زیادہ علم دار آدمی موجود ہو تو اس کا کام ہمیشہ گمراہی کی طرف جانے کا۔ جب تک وہ لوگ پھر وہاں نہ آجائیں۔ جہاں انہوں نے امام حق کو اچھوڑا تھا۔ مجھ سے ان لوگوں نے تین آدمیوں کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ان میں سے کسی کو صحیح طور پر جمع نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی نے اس بات کا

دعویٰ کیا ہے کہ وہ کتابِ خدا سے باخبر ہے اور اس کو اپنے نبی کی سنت کی حقیقت معلوم ہے۔ ان تمام لوگوں کو نبوی معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ کتابِ خدا کی حقیقت کو جانتا ہوں۔ مجھے اپنے نبی کی سنت کا پورا علم ہے میں ان سب سے زیادہ علم و دانش کا مالک ہوں۔ ان سب سے زیادہ کتابِ خدا کا قاری ہوں۔ ان سب سے زیادہ خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والا ہوں۔ ان تین میں سے کسی کو بھی یہ شرف رسولِ اُمّت سے حاصل نہیں ہوا۔ رسولِ اُمّت کے غزوات میں رسولِ اُمّت کیساتھ کسی نے کوئی تکلیف نہ اٹھائی۔ تیر تو چھینکا۔ لیکن نیز سے سے کسی کو زخمی نہ کیا۔ بزدلی اور خدمت کی وجہ سے کسی سے تلوار سے نہ لڑا۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ دنیا میں زندہ رہنے کی خواہش دامن گیر ہوتی تھی۔ ان لوگوں پر اچھی طرح واضح ہے کہ رسولِ اُمّت نے بذاتِ خود اُبی بن خلف اور صبح بن عوف کو قتل کیا تھا۔ جو لوگوں میں جنگ میں سب سے اُگے بڑھے والا ہو، وہی خلافت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ لوگ حتمی طور پر جانتے ہیں کہ ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو میرے برابر ہو سکتا ہو۔ میرے سوا بہادروں کے مقابلہ میں کوئی نہیں نکلتا تھا۔ اور نہ میرے سوا کوئی قلعوں کو فتح کرتا تھا۔ رسولِ اُمّت کو جو بھی مشکل تنگی اور سخت مرحلہ پیش آتا تھا فرماتے تھے۔ میرے بھائی علی کہاں ہیں۔ میری تلوار کہاں ہیں؟ میرا نیزہ کہاں ہیں؟ میرے غم کو دور کرنے والے کہاں ہیں۔ مجھے مشکل میں اُگے بڑھانے تھے۔ میں ایسا اس مصیبت میں گھس جاتا تھا۔ میرے ذریعے اُمّت تعالیٰ رسولِ اُمّت کی تکلیف کو دور کرتا تھا۔ یہ اُمّت تعالیٰ اور اس کے رسول کی خاص مہربانی ہے۔ اُمّت تعالیٰ نے مجھے ان چیزوں کیساتھ مخصوص کیا۔ اور مجھے اس بات کی توفیق

دی۔ جس شخص کا تم نے نام لیا کہ وہ بہادر تھا۔ اس نے تو کوئی فضیلت حاصل نہیں کی۔ زوہ میدان جنگ میں نکلا۔ اور نہ ہی فتح حاصل کی۔ نہ ہی اس نے رسول اللہ کی امداد کی۔ ایک دفعہ اس نے مقابلہ کی ٹھان لی تھی۔ لیکن میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ اپنی پشت دشمن کو دکھادی۔ اور اس حالت میں واپس آیا کہ اس کے ساتھی اس کو بزدل کہتے تھے وہ اپنے ساتھیوں کو بزدل کہتا تھا۔ وہ صاحب جنگ سے کسی دفعہ بھاگ گئے۔ خندق کی لڑائی کے دن عمرو بن عبدود نے اس کا نام لیکر لڑائی کے لئے لاکارا، لیکن جان کترتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ہاں پناہ لی۔ جب رسول اللہ نے اس کا خون ملاحظہ کیا تو منہس پڑے۔ اور فرمایا۔ میرا حبیب علی کہاں ہے اے میرے حبیب علی آگے بڑھو!

اس نے اپنے چہرہ ساتھیوں سے کہا تھا۔ جنہوں نے نوشتہ سحر بر کیا تھا۔ اگر دشمن نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفہ کے حوالے کر دیں گے۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے۔

هنا لك ابتلى المومنون دزلزلوا زلزلا شديداً۔ اس موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی اور ان کو بہت ہی سختی کیساتھ ہلا ڈالا گیا۔
تظنون بالله الظنوناً ثم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔
واذ يقول المنافقون والذين في قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله إلا غسراً۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا۔ یہ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کچھ وعدہ نہیں کیا ہے۔ مگر زرا اوصو کا۔

ہم ایک بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دیں گے۔ اگر ابن ابی جہشہ
 کامیاب ہو گئے تو ہم محفوظ نہ ہوں گے۔ اس کی کامیابی میں ہماری اور
 تمہاری تباہی ہے۔ اگر تشریح کامیاب ہوئے تو ہم اس بت کی پوجا
 کو راجح دیں گے، اگر ابن ابی جہشہ کی حکومت قائم ہو گئی تو ہم اس بت
 کی پوجا پوشیدہ طور پر کریں گے۔ جبرائیل امین نازل ہوئے۔ رسول اللہ کو اس
 بات سے آگاہ کر دیا۔ جب میں نے عمر دین عبدود کو قتل کیا تو رسول اللہ نے
 اس راؤ کا انکشاف کیا۔ رسول اللہ نے ان دونوں کو طلب کیا اور فرمایا تم
 نے جاہلیت میں کتنے بتوں کی پوجا کی تھی؟

دونوں نے کہا۔ اے محمد جاہلیت میں جو سوچ چکا ہے۔ اس کے
 متعلق ہمیں شرم سار نہ کریں۔

رسول اللہ نے فرمایا۔ تم نے آج کتنے بتوں کی پوجا کی ہے؟
 دونوں نے عرض کی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ
 کو برحق مبعوث کیا۔ ہم نے جس روز سے آپ کا مذہب اختیار کیا ہے
 اس روز سے اللہ کے سوا کسی اور چیز کی عبادت نہیں کی۔

رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی اس تلوار کو بیکر فلاں جگہ
 چلے جاؤ۔ اور اس بت کو نکال دو، جس کی یہ دونوں پوجا کرتے ہیں۔
 اگر بت نکالتے وقت ان دونوں میں سے کوئی بھی تمہاری مخالفت کرے
 تو اس کی گردن اڑادو۔

دونوں رسول اللہ کی خدمت میں جھک گئے اور کہنے لگے آپ ہم
 پر پردہ پوشی کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی کرے گا۔
 میں نے کہا۔ میں تم دونوں کی اللہ اور اس کے رسول کو

ضمانت دیتا ہوں۔ تم محض اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، ان دونوں نے رسول اللہ سے اس بات کا وعدہ کیا میں نے اس جنت کو مقررہ جگہ سے نکال کر اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو توڑ دیا اور اس کے پاؤں کو کاٹ دیا۔ پھر میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خدا کی قسم میں ان کے چہروں پر ان کی موت تک اس بات کے اثر کو دیکھتا رہا۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو دونوں صاحبان تشریف فرما ہوئے۔ میرے حق کیساتھ انصار سے جھگڑا شروع کر دیا۔ اگر وہ سچے تھے اور ان کی دلیل حق تھی۔ وہ قریش سے تھے۔ اس لئے انصار سے افضل تھے۔ رسول اللہ قریش سے تھے جو شخص رسول اللہ کی وجہ سے افضل ہو۔ وہ خلدانت کا زیادہ مستحق ہے۔ ان لوگوں نے میرے حق میں مجھ پر ظلم کیا اگر ان کی دلیل باطل تھی تو انہوں نے انصار پر ظلم کیا، اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ لوگوں کو سہاری گزروں پر سوار کیا (قیامت کے روز) انصاف کرے گا۔ حیرانی کی بات ہے کہ ان لوگوں کے دل ان (اشخاص ثلاثہ) کی محبت میں فریفتہ ہو چکے ہیں جنہوں نے ان کو صحیح راستہ سے ہٹا دیا ہے۔ اور دین سے منحرف کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم اگر یہ اُمت اپنے پاؤں کے بل زمین پر کھڑی ہو جاتے اور اپنے سروں پر رکھ ڈال لے (اسی صوت میں) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ دزاری کرے۔ قیامت کے روز اس شخص سے بیزاری کا اظہار کرے۔ جس نے ان کو گمراہ کیا ہے اور ان کو اللہ کی راہ سے رُک دیا ہے۔ انہیں آگ کی طرف دعوت دی ہے۔ ان کے لئے اللہ کی ناراضگی کا موجب بنا۔ اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ کے عذاب کو ان پر

واجب قرار دیا ہے۔ ایسا کرنے سے بھی یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ حق پر کاربند سچا، انڈا اور اس کے رسولؐ کی سنت کو جاننے والا انسان اگر ان کی بدعت ردین میں خلاف شرع کسی بات کو تبدیل کرتا اور جس انسان کے یہ سپرد کار تھے۔ اگر اس کی کسی بات کو ٹوٹا ایسا کرنے سے حق پر کاربند انسان کو خوف لاحق تھا۔ جب کبھی اس نے ایسا کیا تو اس کی مخالفت کی۔ اس سے بے زاری ظاہر کی، اس کو اکیلا چھوڑ دیا۔ اس کا ساتھ دینے سے الگ ہو گئے۔

اگر وہ (حق پر کاربند مٹی) ان کی بدعت پر کاربند ہوتا۔ اس کو جائز تصور کرتا۔ ان کی باتوں میں ملنا۔ ان کی خلاف شرع بات کو بطور دین اپناتا تو وہ لوگ اس کو درست رکھتے، عزت کرتے اور فضیلت دیتے۔ خدا کی قسم اگر میں اپنے اس شکر میں اعلانِ حق جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا اور اس حق کو بھی ظاہر کر دوں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا۔ اور اس حق کو بھی ظاہر کر دوں۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے۔ اور اس بات کو بھی تشریح کر دوں، جس کو میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے تو بہت تھوڑے لوگ میرا ساتھ دیں گے (میرے ساتھ) کمزور اور غریب باقی رہ جائیں گے (باقی سب متفرق ہو جائیں گے۔ اگر رسولؐ اللہ نے وعدہ نہ کیا ہوتا اور اللہ ہدایت دینے والے واقعات رسولؐ اللہ سے نہ مٹتے ہوتے تو ضرور میں ایسا کرتا (حق بات کو ظاہر کرتا)۔ لیکن رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ اے بھائی جب مومن اس کام کے کرنے سے مجبور ہو جائیں۔ جس کو خدا نے ان کے لئے جائز اور حلال کیا ہے (ایسی صورت میں) رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔ کہ تقیہ اللہ تعالیٰ کے دین کا

جزد ہے۔ جو تفسیر نہیں کرتا۔ اس کا کوئی دین نہیں ہے۔
 اپنے حکمیں کو رد کر دیتے ہوئے فرمایا: —
 "کتاب خدا اور اللہ تعالیٰ کے نبی کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا
 ان دونوں چیزوں میں میرے حق کی ضمانت موجود ہے۔ ان لوگوں کی
 طرف خلافت کو جو شخص لے گیا ہے۔ وہ ان کی خیانت کی وجہ سے ایسا
 ہوا ہے۔"

اُسے ایک انصاری نے کہا — آپ کیوں پریشان ہو رہے
 ہیں اس انتہی کوئی بھی آدمی آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہے۔ پھر
 یہ انتشار اور اختلاف کیوں؟

حضرت نے فرمایا — میں تمہارا وہ دوست ہوں۔ جس کو تم جانتے
 ہو۔ لیکن میں کیا کروں مجھے اللہ تعالیٰ کی بدترین خلعتوں سے واسطہ پڑ گیا
 ہے۔ میں ان کو اپنی خلافت کی طرف دعوت دیتا ہوں تو وہ انکار کرتے
 ہیں۔ اگر میں ان کی خواہشات کی پیروی کروں تو تم لوگ مجھ سے الگ
 ہو جاؤ گے؛

حضرت کی خدمت میں

نصرانی کا حاضر ہونا

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں — سلیم بن کا بیان ہے
 کہ ہم لوگ میدان صفین سے واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں ہمارا شکر ایک نصرانی کے

گرجا میں ٹھہر گیا۔ ہمارے ہاں ایک خوبصورت اچھی شکل و قامت والے بزرگ تشریف لائے اس خوش شکل بزرگ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس نے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر خلافت کا سلام کیا۔

حضرت نے فرمایا۔ اے میرے بھائی شمعون بن جون خوش آمدید۔

مزاج کیسے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

شمعون نے عرض کی۔ اے امیر المومنین، سید المسلمین، امی

رسول رب العالمین خیریت سے ہوں۔ میں آپ کے بھائی عیسیٰ ابن مریم

کے ایک حواری کی اولاد سے ہوں۔ میں شمعون بن یوحنا کی اولاد میں

سے ہوں۔ جو حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بارہ حواریوں میں سے افضل اور

عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک محبوب اور صاحب منزلت تھے۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وصیت فرمائی تھی۔ اس کے پیر و اپنی کتاب

علم اور حکمت کو کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ کے اہلبیت لگاتار دین اور ملت

پر قائم ہے۔ نہ انہوں نے کفر اختیار کیا۔ نہ ہی دین میں کوئی تبدیلی اور

تغیر کیا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کو عیسیٰ نے لکھوایا ہے۔ میرے باپ دموث

اعلیٰ کا خط ہے۔ یہ کتاب اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ اس کتاب

میں وہ تمام واقعات درج ہیں۔ جن کے ارتکاب لوگ حضرت عیسیٰ کے

بعد کریں گے۔ ہر بادشاہ کے حالات، اس کی سلطنت کی مدت، اس کے

زلزے کے واقعات اور اس کے ہم عصر بادشاہوں کے حالات تحریر ہیں

ان کے بعد اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد میں سے ایک آدمی کو اللہ

تعالیٰ رسالت کے درجہ پر فائز کرے گا۔ وہ شخص تمام کی سرزمین اور ملک کی پستی

کارہنے والا ہوگا۔ اس کی آنکھیں روشن اور ابرو گھنے بالوں والے ہوں گے

وہ دشمنی اور گدھے کی سواری کرے گا۔ اس کے ہاتھ میں عصا اور سر پر
 عمامہ ہوگا۔ اور اس کے بارہ نام ہوں گے۔ پھر اس نے رسولؐ اٹھ کی
 پیدائش، بعثت، ہجرت، جو آپ سے جنگ کرے گا۔ جو آپ کی نصرت کرے گا۔
 جو آپ کو دشمن رکھے گا۔ رسولؐ اٹھ کتنی زندگی بسر کریں گے۔ پھر آپ کی امت کو کیا کیا واقعات
 پیش آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کرے گا۔ ان سب
 واقعات کا ذکر کیا۔ اس نے کتاب میں تیرہ اشخاص کا ذکر کیا۔ جو حضرت اسماعیل بن ابراہیم
 خلیل اللہ صلی اللہ علیہما کی اولاد سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق
 سے زیادہ بزرگ اور محبوب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھے
 گا جو ان کو دوست رکھیں گے۔ اور اس سے دشمنی رکھے گا۔ جو ان سے
 دشمنی رکھے گا۔ جس نے ان کی اطاعت کی وہ نجات پاگیا۔ جس نے
 ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔ ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت
 ہے۔ ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اس کتاب میں ان
 تیرہ حضرات کے نام، النسب اور اصناف تحریر ہیں۔ ان میں سے ہر شخص
 کتنی زندگی بسر کرے گا۔ ان میں کتنے اشخاص اپنے دین کو پوشیدہ رکھیں
 گے اور اپنی قوم سے چھپائیں گے۔ اور کون اس دین کو ظاہر کرے گا۔
 ان کے آخری شخص کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام عاقل ہوں گے اور اس
 کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے — (اے ہمدی برحق)
 آپ امام ہیں۔ آپ سے اگے بڑھنا۔ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ حضرت
 اگے بڑھیں گے اور لوگ آپ کی اقتدار میں نماز ادا کریں گے۔ جناب
 عیسیٰ حضرت کیساتھ صفا ازل میں نماز ادا کریں گے۔ ان رب سے انقل اذ

بہتر (محمد) رسول اللہ ہیں۔ اس کو ان تمام کے اجر اور ان لوگوں کے اجر کا ثواب
 ملے گا۔ جنہوں نے ان حضرات کی اطاعت کی، رسول اللہ کا نام محمد یا سین
 مفتاح، خاتم، حاشر، عاقب، ماحی ہے۔ ایک نسخہ میں ماحی کی بجائے
 فتاح اور فائد ہے۔ محمد اللہ تعالیٰ کے نبی اور خلیل ہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ
 کے دوست، برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے والوں
 کیساتھ اس کا پھندا دیکھا ہے۔ ایک نسخہ میں ہے یراہ تقلب فی الساجدین
 انبیاء علیہم السلام کے اصحاب میں ان کو منتقل ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ
 اپنی رحمت کیساتھ اس سے بات کرے گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا
 تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق
 سے مہم اور محبوب تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو مقرب فرشتہ سویا نبی
 مرسل ہو خواہ آدم ہوں، خواہ کوئی اور ہو پیدا ہی نہیں کیا، جو اللہ تعالیٰ کے
 نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اپنے
 عرش پر بٹھائے گا۔ وہ جس کے بارے میں شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ
 اس کی شفاعت کو منظور فرمائے گا۔ علم اس کے نام کیساتھ لوح محفوظ ام الکتاب
 میں جاری ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے بھائی علی کا مرتبہ
 ہے۔ علی قیامت کبریٰ میں اپنے ماتھے میں جھنڈا لائے ہوئے ہوں گے حضرت
 رسول اللہ کے دھی اور آپ کی امت میں آپ کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک رسول اللہ کے بعد تمام مخلوق سے علی ابن ابی طالب زیادہ
 محبوب ہیں۔ حضرت علی رسول اللہ کے بعد تمام مومنین کے سردار ہیں۔
 حضرت محمد کی اولاد سے گیارہ امام پیدا ہوں گے۔ بارہ ائمہ میں سے پہلے
 امام علی ہیں، علی کے دو بیٹوں کے نام ہارون کے دونوں بیٹوں کے نام پر

شہر اور شہر ہونگے ایک نسخہ میں ہے کہ گیارہ ائمہ علی کی اور نو ائمہ شیعہ کی اولاد سے پے درپے پیدا ہوں گے۔ ایک نسخہ میں آیا ہے کہ نو ائمہ ان دونوں میں سے چھوٹے حسین کی اولاد سے پے درپے پیدا ہوں گے۔ ان میں سے آخری وہ ہوگا۔ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز ادا کریں گے۔ اس کتاب میں ہر ایک کا نام تحریر ہے۔ اس کا بھی ذکر ہے جو ظاہری حکومت کرے گا۔ اور اس کا بھی بیان ہے جو اپنے دین کیساتھ غائب ہو جائے گا۔ اور غیب کے بعد ظہور میں آئے گا۔ ان میں سے وہ شخص جو غیب کے بعد ظہور فرمائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس کی بادشاہت مشرق سے یکدم مغرب تک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی (محمدؐ) کو مبعوث کیا تو میرے باپ زندہ تھے۔ رسول اللہ کی تصدیق کی تھی۔ اور آپ پر ایمان لائے تھے۔ اور گواہی دی تھی کہ حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میرے باپ اس وقت بہت بوڑھے تھے۔ اس دین پر میرے باپ کیساتھ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ میرے باپ نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی۔ اے میرے بیٹے عنقریب تمہارے پاس حضرت محمدؐ کا دھسی گزے گا۔ جس کا نام اور تعریف کتاب میں تحریر ہے۔ وہ دھسی سوت گزے گا۔ جب تین ناراست طریقہ پر چلانے والے ائمہ گزر جائیں گے۔ اس نے ان تین ائمہ کے نام ان کے قبائل کے نام اور ان کے اوصاف، کتنی مدت وہ رہیں گے۔ بیان کیا میرے باپ نے فرمایا تھا، تمہارے پاس سے حضرت محمدؐ کا دھسی گزے گا۔ اس نے پاس جانا۔ اس کی بیعت کرنا اور اس کیساتھ جنگ میں شامل ہونا۔ اس کے ساتھ مل کر جہاد

کرنا ایسا ہے۔ جیسا محمدؐ کیساتھ شامل ہو کر جہاد کرنا ہے۔ محمدؐ کے وحی کو
 دوست رکھنے والا ایسا ہے جیسا محمدؐ کو دوست رکھنے والا۔ اس سے دشمنی
 رکھنے والا ایسا ہے جیسا محمدؐ سے دشمنی رکھنے والا۔ اے امیر المؤمنینؑ اس کتاب
 میں قریش کے سارے ائمہ ان کی قوم اور ان میں گمراہ کرنے والے ائمہ کا ذکر
 ہے۔ جو حضرت محمدؐ کے اہلبیت سے دشمنی کریں گے۔ اور ان کا حق وکل پس
 ان کو مطرد کریں گے، اور ان کو ان کے حق سے محروم کر دیں گے اور ان
 سے بیزاری کریں گے۔ اور ان کو ڈرائیں گے۔ سلسلہ داران کے نام اور اوصاف
 تحریر ہیں۔ ان کی مدت حکومت تحریر تھی۔ آپ کی اولاد، انصار اور شیعہ
 جو کچھ ان سے قتل، جنگ، تکالیف اور خوف اٹھائیں گے اس کتاب
 میں (ائمہ ضلال) سے اور ان کے دوستوں اور مددگاروں سے
 آپ کو اللہ تعالیٰ کیسے نجات دیکھا۔ آپ کے اہل بیت ان سے ذلت
 جنگ، تکالیف، رسوائی، قتل اور خوف برداشت کریں گے۔ (یہ سب
 واقعات اس کتاب میں تحریر ہیں) اے امیر المؤمنینؑ اپنا ماتھے آگے بڑھائیے
 میں آپ کی بیعت کرتا ہوں (جب حضرت نے ماتھے بڑھایا تو کہنے لگا) میں
 گواہی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں حضرت
 محمدؐ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں (اے علیؑ) آپ
 رسول کے امت میں خلیفہ اور وصی ہیں۔ زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر
 گواہ اور حجت ہیں۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ میں ہر اس دین سے بیزار
 ہوں جو دین اسلام کا مخالف ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کو
 اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے منتخب کیا ہے اپنے دوستوں کے لئے
 اسلام کو بند کیا ہے۔ اسلام عیسیٰ بن مریمؑ کا دین ہے۔ اسلام انبیاء

اور رسولوں کا دین ہے۔ جو عیسیٰ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اسلام وہ دین ہے جس پر میرے پہلے آباد اجداد کار بند ہے ہیں۔ میں آپ اور آپ کے اولیاء کے تو لا کرتا ہوں، اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں۔ میں ان ائمہ سے تو لا کرتا ہوں جو آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ میں ان کے دشمنوں اور مخالفوں سے بیزاری کرتا ہوں۔ جنہوں نے ان سے برأت ظاہر کی اور ان کا حق منصب کر گئے۔ خواہ اولین ہوں۔ خواہ آخرین (سب سے) بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔

”مجھے اپنی کتاب دیدو جس میں یہ تمام واقعات تحریر ہیں“

اس نے کتاب حضرت کو دیدی۔ آپ نے اپنے صحابی کو فرمایا۔

”دوسرا آدمی (ترجمان) کو لیکر کھڑے ہو جاؤ۔ ترجمان کو تلاش کرو۔ جو کتاب کو سمجھتا ہو اور تمہارے لئے اس کا عربی میں ترجمہ کر دے“

جب دونوں کتاب کا ترجمہ کر کے لے آئے تو آپ نے اپنے بیٹے حسن سے فرمایا۔

”اے میرے بیٹے! وہ کتاب مجھے دیدو، جو میں نے تمہیں دی تھی۔ اے میرے بیٹے اس کتاب کو پڑھو جو نصرانی کی کتاب کا عربی میں ترجمہ ہو گیا اُنی تھی۔ لے فلاں اس کتاب کو تم دیکھو (حضرت کے پاس موجود تھی) یہ کتاب میرے ہاتھ سے لکھی گئی ہے اور اس کو رسول اللہ نے لکھوایا ہے“

امام حسن نے اس کتاب کو پڑھا اور اس میں ایک حرف بھی مخالف نہ پایا۔ نہ ہی اس میں تاخیر اور تقدیم تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک ہی آدمی نے دو انسانوں کو لکھوایا ہوا ہے۔ حضرت نے (دونوں کتابوں میں فرق نہ پا کر) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا۔

”اس ذات کا شکر ہے۔ اگر وہ چاہتا تو اس امت میں اختلاف

نہ ہوتا۔ اور نہ وہ متفرق ہوتی۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے فریاد
 نہیں کیا۔ اور نہ ہی میرے ام کو ضائع کیا۔ میرا ذکر اللہ تعالیٰ اور اس کے
 اولیاء کو چھوڑا ہوا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیطان اور اس کے دوستوں
 کا ذکر کم اور مٹایا جا چکا ہے۔

امیر المؤمنین کے شیخ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا
 آپ کے گرد جو لوگ جمع تھے۔ ان میں سے کافی آدمیوں نے اس بات کو برا محسوس کیا۔ ان
 کے برا محسوس کرنے کے آثار ہم نے ان کے چہروں سے دیکھ لئے تھے۔

فتنہ کا بیان

ابان، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم کا بیان ہے (ایک دن)
 امیر المؤمنین منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد
 فرمایا:

”اے لوگو! میں وہ ہوں، جس نے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا،
 میرے سوا اس پر کوئی جرات کرنے والا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں نہ
 ہوتا تو جبل، صفین اور نہروان والے قتل نہ کئے جاتے، اللہ تعالیٰ کی قسم
 اگر تمہاری محض باتیں نہ ہوتیں اور عمل کو چھوڑنا نہ ہوتا تو میں ضرور تم کو وہ
 بات بتاتا جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے جاری کر چکا ہے۔ جس
 شخص نے جبل، صفین، اور نہروان والوں سے (میری معیت میں) جنگ کی
 ہے۔ وہ ان کی گمراہی کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ ہدایت کو جاننے والے تھے،

جس پر ہم قائم ہیں۔

پھر حضرت نے فرمایا، جس چیز کے بارے میں چاہو مجھ سے سوال کرو۔
اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ، اللہ تعالیٰ کی قسم میں آسمان کی باتیں زمین کی باتوں
سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں دین کا یصوب ہوں (یصوب شہد کی مکھیوں کے سڑار
کو کہا جاتا ہے) میں اول السابقین ہوں۔ امام المتقین ہوں۔ خاتم الوصیین ہوں
انبیاء کا وارث ہوں۔ رب العالمین کا خلیفہ ہوں۔ میں قیامت کے دن
لوگوں کو حجاز اور سزا دینے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت اور دوزخ
کا تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں صدیق اکبر اور فاروق ہوں۔ جس کے ذریعے
حق اور باطل کو الگ الگ کروں گا۔ میں اموات، مصائب اور فصل
خطاب کا علم جانتا ہوں۔ قرآن کی جو آیت نازل ہوئی جانتا ہوں۔ کیوں
نازل ہوئی، کہاں نازل ہوئی، کب کے حق میں نازل ہوئی۔

اے لوگو! عنقریب تم مجھ کو نہ پاؤ گے۔ میں تم سے جدا ہونے والا ہوں
مرنے والا ہوں یا شہید کیا جانے والا ہوں۔ جس کے قتل کا انتظار امت
کا شقی ترین آدمی کر رہا ہے۔ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب
کرے گا۔ ایک روایت میں ہے۔ جس کے قتل کا انتظار امت کا بد بخت
ترین انسان کر رہا ہے۔ میری داڑھی کو سر کے خون سے خضاب کرے گا۔
فتم ہے اس ذات کی جس نے داند کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔
ایک نسخہ میں ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری
جان ہے۔ مجھ سے اس فتنہ کے متعلق سوال نہ کرو، جو تین سو سال تک
جاری ہے گا۔ اور اس سے اگے جائیگا۔ تمہارے اس زمانہ سے بیکر قیامت
کے قائم ہونے تک واقع ہوگا۔ اگر میں تمہیں آگاہ کر دوں کہ اس فتنہ کو

چلانے والا کون ہوگا۔ اس کا بانی کون ہوگا اور اس کو ہتھکانے والا کون ہوگا۔ دنیا میں وہ کب تخریب کرے گا۔ تخریب کرنے کے بعد قیامت تک کیسے جڑ پکڑے گا۔

ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کی — اے امیر المؤمنین! بلایا تکالیف یا امتحان کے متعلق آگاہ فرمائیے۔

حضرت نے فرمایا — جب سائل سوال کرے تو اس کو عقل سے کام لینا چاہیے، جب مسئلہ سے سوال کیا جائے تو اس کو سوچ لینا چاہیے۔ تمہارے پیچھے ایسے واقعاتِ عظیمہ ہوں گے جو مخلوق میں اضطراب پیدا کر دیں گے۔ ایسے مصائب ہوں گے جو سخت تباہی پھیلانے والے ہوں گے۔ تمہارے اس ذات کی جس نے دوزخ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر تم نے مجھے نہ پایا اور نہ ٹلنے والے مصائب اور بہت امتحانات شروع ہو گئے۔ تو بہت سے سائل دروازہ کھٹکھٹانے پھریں گے اور بہت سے جواب دینے والے منہ موڑ لیں گے۔ دوسرے نسخہ میں ہے کہ جواب دینے والے پریشان ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت پہلا۔ جب پہلی جنگ جاری ہو جائے گی اور اپنی داڑھ ظاہر کر دے گی۔ اور اپنی پنڈلی کے بل کھڑی ہو جائے گی۔ دنیا تمہارے لئے امتحان گاہ بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو باقی نیکو کار لوگوں کی خاطر دور کرے گا۔

ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کی — اے امیر المؤمنین! میں فرستہ

کے متعلق آگاہ فرمائیے؟

حضرت نے فرمایا — جب فتنہ آتا ہے تو اس کی حقیقت

مشتبہ ہو جاتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ حقیقت کو شبہ

بنا دیتا ہے۔ جب وہ چلا جاتا ہے تو اس کی حقیقت کھل جاتی ہے، فتنہ کی موج سمندر جیسی ہوگی۔ اس کا جھکڑ سوا کے تیز جھکڑ کی مانند ہوگا۔ وہ جھکڑ بعض شہروں میں پہنچے اور بعض میں پیسے۔۔۔۔۔ ان لوگوں کی طرف نگاہ کر دو، جو بدر کی لڑائی میں جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی مدد کرو، تمہاری مدد کی جائے گی۔ تمہیں اجر دیا جائے گا۔ تم معذور تصور کئے جاؤ گے۔

خبردار! میرے بعد تمہارے لئے سبے خوفناک فتنہ، بنی امیہ کا فتنہ ہوگا۔ وہ فتنہ اندھا اور بہرہ کر دینے والا ہوگا۔ کفر کے پردوں میں لپٹا ہوا ہوگا۔ فتنہ عام ہوگا۔ اس کی مصیبت خاص ہوگی۔ جو شخص اس فتنہ کے باسے میں غمزدہ و تذبذب کرے گا۔ وہ مصیبت کی لپیٹ میں آجائے گا۔ جو اس فتنہ سے چشم پوشی کریگا۔ وہ اس کی زد سے بچ جائے گا۔ باطل پرست اہل حق پر غالب آجائیں گے۔ بے دین لوگ زمین کو بدعت، ظلم اور جور سے بھریں گے۔ سب سے پہلے اس فتنہ کی طاقت کو جو ختم کرے گا۔ اس کے سزوں کو توڑ دے گا۔ اس کی میخیں نکال دے گا۔ دنیا کا پالنے والا، سرکشوں کی قوت کو توڑنے والا اللہ تعالیٰ ہوگا۔

خبردار! میرے بعد تم بنو امیہ کو دانت کی داڑھ کی مانند برے حاکم پاؤ گے۔ جو پینے منہ سے غلط اشاعت کریں گے۔ اپنے ہاتھوں سے گمراہی پھیلایں گے (اہل حق کو) اپنے پاؤں سے پھیل دیں گے۔ خود کسی کو فائدہ نہ پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کا فتنہ لگاتار ہوگا۔ تم میں سے کوئی اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے گا۔ گرانٹا جتنا ایک غلام اپنے مالک سے۔ جب مالک موجود نہیں ہوتا۔ تو اس کو گالیاں دیتا ہے۔ جب مالک آجاتا ہے تو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے

کردہ اپنے مالک کو دل میں گالیاں دیتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے
 اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم آسمان کے ہر تارے کے نیچے پوشیدہ ہو جاؤ۔ تو
 ان کی مصیبت کے لئے ضرور اللہ تعالیٰ تمہیں جمع کرے گا۔
 ایک آدمی نے عرض کی — اے امیر المؤمنین اس کے بعد ہم (منظم ہو کر)

ایک جماعت کی صورت اختیار کریں گے۔

حضرت نے فرمایا — تم منظم ہو جاؤ گے لیکن تمہارا حج اور
 زکوٰۃ مختلف ہوں گے۔ تمہارے دل مختلف ہوں گے۔
 راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کی — دل کیسے مختلف ہوں گے
 اس طرح حضرت نے اپنی انگلیوں کے درمیان فرق کر دیا پھر حضرت نے فرمایا۔
 ”افرا تفری کی حالت میں یہ اس کو قتل کرے گا۔ وہ اس کو قتل کرے گا
 رذیل جاہل باقی رہ جائیں گے۔ ان میں ہدایت کا کوئی روشن بیار نہ ہوگا۔
 اور زینگی کا کوئی جھنڈا دکھائی دے گا۔ ان سے ہم الہدیت نجات میں ہونگے
 ہم ان میں دعوت دینے والے نہ ہوں گے،

اس شخص نے عرض کی — اے امیر المؤمنین۔ میں اس زمانہ میں کیوں
 حضرت نے فرمایا — اپنے نبی کے اہل بیت کی طرف دیکھنا۔ اگر وہ
 خاموش ہوں۔ تو تم بھی خاموش رہنا۔ اگر تم سے امداد طلب کریں تو ان کی
 امداد کرنا، تمہاری امداد کی جائیگی۔ تم معذور تصور ہو گے، وہ ہدایت سے تمہیں
 ہرگز الگ نہ کریں گے۔ تم کو ہلاکت کی دعوت نہ دیں گے، تم ان کے اگے
 نہ بڑھنا اور نہ تمہیں مصیبت پھار دے گی اور دشمن تمہارا مذاق اڑائیں گے
 سائل نے عرض کی — اے امیر المؤمنین پھر کیا ہوگا؟

حضرت نے فرمایا — میرے اہل بیت کے ایک آدمی کے ذریعہ

اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ایسے دور کرے گا۔ جیسے چڑا اپنی جگہ سے علیحدہ
کیا جاتا ہے۔“

سیلم بن قیس نے کہا میں نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ
”دو بھوکے انسان ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک دُنیا کا بھوکا جو
دُنیا سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ دوسرا علم کا بھوکا جو کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا۔
جس نے دُنیا سے اتنا لیا جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال کیا تھا۔
تو وہ شخص سالم رہا دین اور دُنیا سالم رہے گی، جس شخص نے دُنیا کو جائز ضرورت
سے زیادہ لیا وہ ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ کہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ
کرے۔ جس شخص نے علم کو اس کے اہل سے لیا اور اس پر عمل کیا وہ نجات
پا گیا۔ جس شخص نے علم کے بدلے دُنیا کا قصد کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ دُنیا ہی
اس کا حصہ مقرر ہوا۔ عالم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ عالم جس نے اپنے
علم پر عمل کیا وہ نجات پانے والا ہے۔ دوسرا وہ عالم جو علم کا تارک ہے
وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اہل جہنم بے عمل عالم کی بدولت سے عذاب دینے
جائیں گے، دوزخیوں میں زیادہ ندامت اور حسرت کرنے والا وہ شخص ہوگا
جس نے بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا یا۔ اور اس نے اس کی دعوت
کو قبول کر لیا۔ اور اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جنت میں داخل
ہوا۔ خود دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے اپنے علم کو
چھوڑنے کے باعث خواہشات کی پیروی میں دوزخ میں داخل ہوا۔
دو چیزیں ہیں، خواہش کی پیروی اور لمبی آرزو، خواہش کی
پیروی حق سے رکنتی ہے لمبی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ بیشک دُنیا
جلنے والی سواری ہے اور آخرت آنے والی سواری ہے۔ ان دونوں کو

چاہنے والے ہیں۔ اگر ہو سکے تو آخرت کے چاہنے والے بنو۔ دنیا کے چاہنے والے رہو، بے شک آج کا دن عمل کا دن ہے حساب کا دن نہیں۔ حساب کا دن کل ہوگا۔ جب عمل کی ضرورت نہ ہوگی۔ خواہشات کی پیروی اور احکام کی اختراع سے نکلنے پیدا ہوتے ہیں۔ ان فتن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جاتی ہے۔ انسان انسان کو درست رکھتا ہے انسان انسان سے دشمنی کرتا ہے۔

خبردار! اگر حق میں غور و تدبر کیا جائے تو وہ مخفی نہیں ہوتا اور اگر باطل کو صاف کیا جائے تو وہ عقلمندوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ لیکن ان دونوں میں سے تھوڑا اس سے لے لیا جاتا ہے۔ پھر ان دونوں (یعنی حق و باطل) کو ملا دیا جاتا ہے (باطل پرست ان دونوں سے) نتیجہ مرتب کرتے ہیں۔ اسی مقام پر شیطان اپنے دوستوں پر مسلط ہو جاتا ہے صرف وہی لوگ نجات پاتے ہیں جن کو ہماری طرف سے ہدایت پہنچ جاتی ہے۔

حضرت فرماتے ہیں — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا (اس وقت) تمہاری حالت کیا ہوگی جب تم پر فتنہ سوار ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے تمہاری حالت کیا ہوگی جب فتنے (تم پر) سوار ہوں گے۔ ان فتنوں میں بچے پرورش پائیں گے، بڑے اپنی عمریں گزاریں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بڑے ان بڑھے ہوں گے۔ لوگ ان فتنوں پر عمل پیرا ہوں گے۔ لوگ ان فتنوں کو سعادت تصور کریں گے۔ جب ان فتن کی کوئی چیز تبدیل کر دی جائے گی تو کہا جائے گا کہ لوگ مخالف (شریعت) کام کر رہے ہیں — دوسری روایت

میں ہے کہا جائے گا کہ سنت متغیر ہو گئی۔ پھر امتحان سخت ہو جائے گا۔
 دوسری روایت میں ہے کہ مصیبت سخت ہو جائے گی۔ اور تکلیف بڑھ
 جائے گی۔ یہ فتنے لوگوں کو ایسے ختم کریں گے جیسے آگ لکڑیوں کو ختم کرتی ہے
 جیسے اپنے بوجھ کی وجہ سے چکی اناج کو پستی ہے۔ بغیر دین کے فقیر ہوں گے
 عمل کے بغیر تعلیم حاصل کریں گے۔ آخرت کے بدلے دنیا طلب کریں گے
 دوسری روایت میں ہے کہ دنیا کو دین کے بدلے حاصل کریں گے۔

پھر حضرتؑ نے اپنے اہل بیتؑ اور شیعوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:-
 ”مجھ سے پہلے جو آئے تھے۔ انہوں نے بہت بڑے امر کو نافذ کیا۔ جس
 میں انہوں نے رسولؐ اٹھ کی جان بوجھ کر مخالفت کی ہے۔ اگر میں ان لوگوں
 کو ان کے امور ترک کرنے پر مجبور کروں اور ان کو اس جگہ لایا جائے جہاں
 رسولؐ اٹھ کے زمانہ میں تھے۔ تو میرا شکر مجھے چھوڑ دے گا۔ میرے سوا میرے
 شکر میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ یا میرے تھوڑے سے شیعوں نے
 میری بزرگی اور امامت کو کتاب اٹھ اور سنت رسولؐ سے معلوم کیا ہے
 باقی رہ جائیں گے کتاب اٹھ اور سنت رسولؐ سے سوا کبھی چیز سے معلوم
 نہیں کیا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر میں مقام ابراہیمؑ کے متعلق حکم دیتا اور اس
 کو اس جگہ رکھ دیتا جہاں رسولؐ اٹھ نے رکھا تھا۔ مذک فاطمہ علیہا السلام
 کے دہزار کو واپس کر دیتا۔ صاع اور مد (یہ دونوں پیمانے ہیں) کو اس
 حالت میں کر دیتا جس حالت میں رسولؐ اٹھ کے زمانہ میں تھے۔ وہ زمین
 جو لوگوں کو رسولؐ اٹھ نے عنایت فرمائی تھی۔ ان کے مالکان کو داگرزار
 کر دیتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسولؐ اٹھ نے لوگوں کو زمین دی تھی
 لیکن وہ قابض نہ ہونے تھے اس دوران میں رسولؐ اٹھ کا انتقال

ہو گیا تھا، جعفر بن ابی طالب کا گھر اس کے دژنار کو واپس کر دیتا۔ اس کو مسجد سے گرا دیتا۔ ان فیصلہ جات کو جو مجھ سے پہلے ناجائز ہوئے۔ کالعدم قرار دے دیتا۔ خیبر کی زمین کی جس طرح تقسیم ہوئی تھی۔ ویسے ہی واپس کر دیتا۔ دفتر عطیات کو بند کر دیتا اور میں اس طرح دیتا جیسے رسول اللہ دیا کرتے تھے اگر میں دفتر عطیات کو امیر لوگوں کی وارثت قرار نہ دیتا۔ اگر میں لوگوں کو حکم دیتا کہ وہ ماہ صیام میں نماز فریضہ کے سوا مسجد میں جمع نہ ہوں۔ لوگ کہتے رائے علی تم نے عمر کی سنت کو تبدیل کر دیا ہے۔ ہم ماہ رمضان میں مسجد میں نماز نافلہ پڑھنے سے روک دیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ کے انتقال کے بعد میں نے اس سنت سے کیا کیا تکالیف برداشت کی ہیں۔ رسول اللہ کے انتقال کے بعد یہ لوگ تفریق میں پڑ گئے۔ گمراہ کرنے والے اور آگ کی طرف بلانے والے لوگوں کے پیچھے لگ گئے۔ رسول اللہ نے ذوالقربیٰ کا حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقرر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: —
 ان کنتم امنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان۔ وہ ذوالقربیٰ یتامیٰ ہسکین اور ابن سبیل خاص ہم ہی ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو مراد لیا ہے۔ اللہ نے صدقہ میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ہمیں لوگوں کی میل (صدقہ) کھانے سے معزز کیا ہے۔

حضرت ابوذر کی وصیت

ابان سلیم رضی سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم رضی کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر

کی خلافت کے زمانہ میں جناب ابوذرؓ کے پاس گیا۔ آپ اس وقت بیمار تھے۔ جناب ابوذرؓ کی عبادت کے لئے حضرت عمر تشریف لائے، ابوذرؓ کے پاس امیر المؤمنین سلمانؓ اور مقدادؓ موجود تھے۔ ابوذرؓ نے علیؓ علیہ السلام سے وصیت کی نوشتہ تخریر کے اس پر شہادت درج کرائی۔ جب حضرت عمر چلے گئے تو ابوذرؓ کے بنو عجم سے ایک آدمی نے جو قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتا تھا۔ ابوذرؓ سے کہا کس چیز نے آپ کو امیر المؤمنین عمر سے وصیت کرنے سے باز رکھا۔ ابوذرؓ نے کہا: —

میں نے حقیقی امیر المؤمنین سے وصیت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم ۸۰ آدمیوں کو علیؓ کے امیر المؤمنین ہونے کا حکم دیا تھا۔ چالیس آدمی عرب کے تھے اور چالیس آدمی عجم کے۔ ہم نے علیؓ کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا تھا۔ اس بات پر نہ کسی عربی اور نہ کسی عجمی کو اعتراض ہوا تھا۔ صرف آپ کو (ثانی) اور آپ کے ساتھی (اول) کو اعتراض ہوا تھا جس نے حضرت عمر کو نامزد خلیفہ بنایا ہے) دونوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے حق ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے تم لوگوں کو اس بات کا حکم دیا ہے۔ (علیؓ کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا کرو)۔

سیلمؓ کا بیان ہے — کہ میں نے کہا اے ابوالحسن، اے سلمان، اے مقداد! جیسا ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ آپ حضرات کا بھی یہی ارشاد ہے؟ ان سب نے کہا ناں ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا آپ چاروں بڑے عادل ہیں۔ اگر مجھے ایک بھی بیان کرتا تو میں اس کی بات میں شک نہ کرتا۔ لیکن آپ چاروں حضرات نے میرے لئے مزید بصیرت اور یقین پیدا کر دیا ہے۔

سیلمؓ کا بیان ہے — میں نے عرض کی اے ابوذرؓ! خدا آپ کا بھلا

کرے آپ مجھے ان سب آدمیوں کے نام بتادیں گے، مسلمان نے ایک ایک کر کے ان
انہی آدمیوں کا نام لیا۔ حضرت امیر، ابوذر اور مقداد نے کہا: —
”مسلمان نے سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت اور مغفرت

نازل کرے“

جن لوگوں کا نام لیا گیا تھا۔ ان میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، ابو عبیدہ، معاذ بن جبل
سالم پانچ اصحاب شوری، دوسری روایت میں ہے پانچ اصحاب صحیفہ تھے یہ وہ حضرات
ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر حضرت امیر کے خلاف معاہدہ کیا تھا (عمار بن یاسر، سعد
بن عبادہ باقی صاحبان عقبہ تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ عقبہ والے چیدہ چیدہ
آدمی تھے۔ ابی بن کعب، ابوذر اور مقداد باقی بدر کے انصار میں سے بزرگ اور بڑے رتبہ
والے شامل تھے۔ ابو شہیم بن تہمان، خالد بن زید، ابو ایوب، اسید بن حضیر اور
شیر بن سعد شامل تھے۔

سیلم کا بیان ہے کہ — میں ان میں سے ہر آدمی کو بلا رسول اللہ کے
فرمان سے متعلق ان سے سوال کیا کہ (کیا رسول اللہ نے ایسا فرمایا تھا) ان سے علیحدہ علیحدہ
ملاقات کی۔ بعض میرے سوال کو سن کر خاموش ہو جاتے تھے۔ بعض جواب نہیں دیتے
تھے۔ بات کو چھپاتے تھے۔ بعض وہ تھے جو بیان کر دیتے تھے۔ حضرت ابوذر نے

فرمایا: —

”پھر ہمیں فتنہ نے گھیر لیا۔ جس سے ہمارے دل، کان اور آنکھ کی
قوت جاتی رہی۔ وہ فتنہ یہ تھا کہ اول نے دعویٰ کر دیا تھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہل بیت کو
مکرم کیا۔ ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ ہم اہل بیت میں نبوت اور خلافت

کو جمع کرے، حضرت علیؑ کے سامنے اول نے یہ دلیل اس وقت پیش کی جب حضرت کو اس کی بیعت کے لئے لایا گیا تھا، اول کی اس بات کی چار آدمیوں نے تصدیق کی۔ اور گواہی دی وہ چاروں ہمارے نزدیک نیکو کار اور غیر منہم تصور ہوتے تھے (وہ یہ حضرات ہیں) ابو عبیدہ، سالم، عمر اور معاذ ہیں۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ لوگ سچے ہیں۔“

خانہ کعبہ میں معاہدہ

حضرت ابو ذرؓ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔
 ”جب علیؑ علیہ السلام نے ہیں وہ بات یاد دلائی جو رسول اللہؐ فرما چکے تھے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ ان پانچ آدمیوں (اول ثانی) ابو عبیدہ، سالم اور معاذ نے آپس میں خانہ کعبہ میں بیٹھ کر ایک معاہدہ کیا (وہ یہ ہے) اگر حضرت محمدؐ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو علیؑ علیہ السلام پر وہ ذمیت حاصل کریں گے۔ خلافت آپسے غصب کر لیں گے حضرت کی اس بات پر چار آدمیوں نے گواہی دی (وہ چار یہ ہیں) سلمان، ابو ذرؓ، مقدادؓ اور زبیرؓ ان حضرات نے اس وقت یہ شہادت دی جب اول کی بیعت ضالہ ہماری گردنوں پر واجب ہو چکی تھی۔ ہمیں یقین تھا کہ علیؑ علیہ السلام نے رسول اللہؐ سے جھوٹی روایت نہیں کی ہے۔ حضرت کی اس بات پر چار صحابہ نے گواہی دی۔ کس قدر بزرگ ہے وہ شخص جس نے ہم سے یہ بات بیان فرمائی۔ پھر ہم خلافت کی حقیقت کو سمجھ گئے۔ (خلافت کا حقیقی دار کون ہے؟) ہم لوگوں نے رسول اللہؐ کی وہ بات یاد کی۔ رسول اللہؐ

نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص کیساتھ محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ بہشت ان چار اشخاص کی زیارت کی مشاقق ہے۔ ہم نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا تھا میرے بھائی، میرے وزیر، میرے وارث، میری اُمت میں میرے خلیفہ اور میرے بعد تمام مومنین کے سردار، علی بن ابی طالب ہیں۔ مسلمان ہیں ابوذرؓ ہیں۔ مقداد بن اسود ہیں۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ خبردار! ان میں علی بن ابی طالب ہیں۔ پھر رسول اللہ خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا۔ خبردار! ان میں سے علی بن ابی طالب ہیں۔ پھر رسول اللہ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا علی بن ابی طالب ان میں سے ہیں، ابوذرؓ مسلمان ہیں اور مقدادؓ ہیں۔

اصحاب رسول کا بیان

ابوذرؓ نے بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا: —
 ”رسول اللہ نے ارشاد فرمایا تھا، میرے پاس جو صن کوثر پر میرے اصحاب وارد ہوں گے، جن کی میرے نزدیک عزت اور بڑی منزلت ہوگی جب وہ لوگ اپنے مراتب کے لحاظ سے ٹھہریں گے تو وہ مجھ سے الگ کر دیے جائیں گے۔ دوسری روایت میں ہے مجھ سے ٹھانے جائیں گے یہ منظر دیکھ کر میں کہوں گا اے پالنے والے یہ میرے اصحاب ہیں۔ کہا جائے گا۔ ایسے چار نعم جنہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد بدعات قائم کی ہیں جب تم ان سے جدا ہوئے۔ تو یہ لگانا رجعت تہفیزی کی طرح اٹھے پاؤں

مرد ہوتے ہے ہیں۔ ہماری جان کی قسم جس وقت رسول اللہ کا انتقال ہوا
تھا۔ ہم خلافت کو علیؑ کے سپرد کر دیتے، آپ کی اطاعت اور بیعت کر لیتے
تو یقیناً ہم ہدایت پاتے اور سیدھے راستے پر چلتے (اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسولؐ کے حکم پر کار بند ہوتے)۔ (اس امت میں) اللہ تعالیٰ نے اختلاف
تفریق اور امتحان کا فیصلہ کیا ہے۔ ضروری ہے وہی ہو گا۔ جو اللہ تعالیٰ جانتا
ہے اس کے قضا و قدر میں ہے۔"

حیاتِ رسولؐ میں

امیر المؤمنین کی تھکان

سید بن تیس کا بیان ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے ابوذرؓ کو زندہ کے مقام پر
بھیج دیا تو میں حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابوذرؓ نے حضرت امیرؓ سے اپنے مال
اور عیال کے متعلق وصیت کی تھی۔ ایک کہنے والے نے کہا۔ اگر آپ امیر المؤمنین حضرت
عثمانؓ سے وصیت کرتے تو اچھا تھا۔ ابوذرؓ نے کہا۔

"میں نے حقیقی امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالبؓ سے وصیت کی ہے۔ ہم نے
رسول اللہؐ کے زمانے میں رسول اللہؐ کے حکم سے حضرت امیرؓ کو امیر المؤمنین
تسلیم کرتے ہوئے امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا
میرے بھائی، میرے وزیر، میرے وارث، میری امت میں میرے خلیفہ اور
میرے بعد تمام مومنین کے سردار کو امیر المؤمنین تسلیم کرنے ہوئے سلام کرو

علیؑ زمین کی جائے پناہ ہیں۔ زمین علیؑ سے راحت و سکون حاصل کرتی ہے۔ اگر تم نے علیؑ کو کھو دیا تو تم زمین اور ساکنین زمین کو متغیر پاؤ گے۔ میں نے اس امت کے گوسالہ اور سامری کو رسولؐ اُتد کے پاس سے واپس آتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کہا تھا کیا یہ بات اُتد تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے حق ہے؟ یہ سن کر رسولؐ اُتد غضب ناک ہو گئے تھے اور فرمایا تھا۔ ہاں اُتد تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے حق ہے۔ اُتد تعالیٰ نے مجھے ایسا کر نیک حکم دیا ہے۔ جب دونوں نے علیؑ علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کر چکے تو دونوں علیؑ علیہ السلام کے گھر سے نکلے اور کہنے لگے۔ اس آدمی رسولؐ اُتد کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے کو بلند کرنے رہتے ہیں۔ ایک نے کہا اپنے چچا کے بیٹے کا کام بچتہ کرتے ہیں۔ تمام نے کہا (جو اس وقت موجود تھے۔ رسولؐ اُتد کے نزدیک جب تک علیؑ موجود ہیں ہماری پیش نہ جائے گی۔

سیرم کا بیان ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے کہا — اے ابوذرؓ سلام کرنے کا واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے یا پہلے کا؟

کہا — پہلی دفعہ حجۃ الوداع سے پہلے سلام کیا تھا۔ اور دوسری دفعہ حجۃ الوداع کے بعد سلام کیا تھا۔

میں نے کہا — اے ابوذرؓ ان لوگوں نے (خلافت علیؑ کے خلاف) سازش کا انعقاد کب کیا تھا؟

ابوذرؓ نے کہا — آخری حج کے موقع پر یہ واقعہ ظہور پذیر

ہوا تھا۔

عقبہ کی رات کون تھے

سَلِیْمٌ رَضِیَ — راتے ابوذرؓ خدا آپ کا بھلا کرے۔ مجھے عقبہ والے بارہ آدمیوں کے متعلق آگاہ فرمائیے۔ جو جیس بدل کر رسول اللہؐ کی ناقہ ڈرانا چاہتے تھے یہ کب کا واقعہ ہے؟

ابُو ذَرٍّ رَضِیَ — ختم غدیر کا واقعہ ہے۔ جب رسول اللہؐ آخری حج سے واپس آئے تھے۔

سَلِیْمٌ رَضِیَ — خدا آپ کا بھلا کرے کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں؟

ابُو ذَرٍّ رَضِیَ — خدا کی قسم میں تمام کو جانتا ہوں۔

سَلِیْمٌ رَضِیَ — آپ ان کو کیسے جانتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے حذیفہ کو ان کے متعلق پوشیدہ بتایا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ ان کے متعلق کسی کو نہ بتانا۔

ابُو ذَرٍّ رَضِیَ — عمار بن یاسرؓ آگے آگے اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھے

حذیفہ بھیے ہانکنے والے تھے۔ رسول اللہؐ نے حذیفہ کو چھپانے کے متعلق

فرمایا تھا اور عمارؓ کو ایسا حکم نہیں دیا تھا۔

سَلِیْمٌ رَضِیَ — مجھے ان کے نام بتائیے۔

ابُو ذَرٍّ رَضِیَ — پانچ اصحاب صحیفہ ہیں (خانہ کعبہ والے) پانچ اصحاب شری

ہیں۔ عمرو بن عاصؓ اور معاویہؓ ہیں۔

سَلِیْمٌ رَضِیَ — خدا آپ کا بھلا کرے۔ رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد عمارؓ اور

حذیفہ کو ان بارہ آدمیوں کے بارے میں تردد کیوں ہوا۔ انہوں نے خود دیکھ لیا تھا

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ کے انتقال کے بعد عمار اور حذیفہ نے ان حضرات کے بارے میں نرم رویہ کیوں اختیار کیا؟

وذکرہ۔۔۔۔۔ ان حضرات نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور ندامت کا اظہار کیا تھا۔ گو سالہ نے منزلت کا دعویٰ کیا۔ سامری نے گواہی دی۔ اس کے ساتھ گواہی ہیں اور آدمی بھی شاکس ہو گئے۔ (وہ گواہی یہ تھی) ان حضرات نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ہم اہلبیت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی! اصحاب رسول کا خیال تھا کہ شاید یہ حدیث ہم اہل بیت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی) پہلے فرمان (جاؤ علی کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو) کے بعد واقعہ ہوئی ہے (خلافت کے معاملہ میں جس نے شک کیا سو کیا) لیکن عمار اور حذیفہ نے توبہ کر لی تھی۔ اور حقیقت کو سمجھ گئے تھے۔ دونوں نے حضرت امیر کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا تھا!

سلیم بن قیس کا بیان ہے کہ۔۔۔۔۔ میں ابوذرؓ کی موت کے بعد حضرت عائشہ کے خلافت کے زمانہ میں عمارؓ سے ملا۔ میں نے اس کو ابوذرؓ کے بتائے ہوئے واقعہ کی اطلاع دی۔

عمارؓ نے فرمایا۔۔۔۔۔ "میرے بھائی (ابوذرؓ) نے سچ فرمایا، وہ بہت نیک اور سچے ہیں (یہ نہیں ہو سکتا) کہ ابوذرؓ عمارؓ سے حدیث روایت کرے لیکن اس کو عمارؓ نے نہ سنا ہو!"

سلیم نے کہا۔۔۔۔۔ اے عمارؓ خدا آپ کا بھلا کرے آپ کس بنیاد پر ابوذرؓ کی بات کی تصدیق کر رہے ہیں؟

عمارؓ نے فرمایا۔۔۔۔۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر

کہتا ہوں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابو ذرؓ سے زیادہ سچے اور نیک انسان پر نہ آسمان نے سایہ کیا ہے اور نہ اس کو زمین نے اٹھایا ہے۔ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے نبی کیا آپ کے اہل بیتؓ زیادہ سچے نہیں ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میری مراد اہل بیت کے سوا اور لوگ ہیں!

سیلمؓ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا — میں مدائن میں حذیفہ سے ملا۔ میں کوفہ سے چل کر اس کے پاس گیا تھا۔ میں نے اُسے وہ تمام واقعہ کہہ کر سنایا جو ابو ذرؓ نے بیان کیا تھا۔

حذیفہ نے کہا — ابو ذرؓ بہت سچے اور نیک انسان ہیں دیکھنا ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسی حدیث منسوب کریں۔ جس کو رسول اللہ نے بیان نہ فرمایا ہو!

رسول اللہ کا

سیدہ کے پاس تشریف لانا

ابانؓ سیلمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ — سیلمؓ نے کہا کہ مجھے علی علیہ السلام، سلمانؓ، مقدادؓ اور ابو ذرؓ نے کہا اور ابوجحاف و اوذبن ابی عوف عوفی نے بیان کیا۔ وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ یہی جیٹی ناظرہ علیہا السلام کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ کے نیچے آگ جلا رہی تھی

گھر والوں کے لئے کھانا تیار فرما رہی تھیں۔ علی علیہ السلام گھر کے ایک گوشہ میں
نیند فرما رہے تھے۔ حسن اور حسین بھی آپ کے پہلو میں محو خواب تھے۔ رسول اللہ اپنی
بیٹی سے باتیں کرنے لگیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ ناطقہ علیہا السلام سے
باتیں سننے لگیں۔ آپ منڈیا کے نیچے آگ جلا رہی تھیں۔ آپ کے پاس کوئی لوتڑ نہیں
تھا۔ حسن بیدار ہوئے اور رسول اللہ کے پاس آکر عرض کی: —
”اے میرے باپ! میری پیاس بجھاؤ۔“

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے عرض کی — اے دادا!
میرا پیاس بجھاؤ۔“

رسول اللہ حسن کو ساتھ لیکر اپنی لفتخہ اونٹنی کے پاس آئے۔ اس کو اپنے
ہاتھ سے دوہا۔ دوہ کو ایک لکڑی کے پیالہ میں لیا۔ دوہ پر جھاگ تھی۔ رسول اللہ
حسن کو دوہ پلانا ہی چاہتے تھے کہ اتنے میں حسین بیدار ہو گئے اور عرض کی: —
”اے میرے باپ! میری پیاس بجھاؤ۔“

رسول اللہ نے فرمایا — اے میرے بیٹے! تمہارے بھائی نے جو
تم سے بڑے ہیں۔ تم سے پہلے پیاس بجھانے کو کہا ہے۔
حسین علیہ السلام نے عرض کی — میری پیاس حسن سے پہلے
بجھائی جائے۔“

رسول اللہ امام حسین سے پیار اور نرمی سے فرماتے تھے کہ وہ اس مطالبہ کو چھوڑ
دیں اور پہلے حسن کو دوہ پینے دیں۔ امام حسین اس بات سے انکار فرماتے تھے۔
فاطمہ نے عرض کی — ”اے میرے باپ! حسین آپ کے
نزدیک حسن سے زیادہ محبوب ہیں۔“

رسول اللہ نے فرمایا — وہ میرے نزدیک حسن سے زیادہ

"اللہ تعالیٰ کی قسم یہ دونوں جو انان بہشت کے سردار ہیں۔ ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔ (اے حسین اے حسین) تمام لوگوں سے میرے نزدیک افضل اور محبوب تھا سب سے باپ ہیں۔ اور تمہاری ماں ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھ سے زیادہ افضل کوئی نہیں ہے۔ میرے بھائی میرے وزیر میری امت میں میرے خلیفہ میرے بعد ہر مومن کے سردار علی بن ابی طالب ہیں۔ خیردار اور میرے خلیل میرے وزیر اور میرے منتخب کردہ ہیں۔ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ میرے بعد ہر مومن اور ہر مومنہ عورت کے سردار ہیں۔ جب وہ شہید ہو جائیں گے۔ تو اس کے بعد (مرا خلیفہ) میرا بیٹا حسن ہوگا۔ پھر وہ ائمہ میرے خلفا ہوں گے۔ جو حسین کی پشت سے پیدا ہوں گے۔ وہ ائمہ ہدایت کنندگان اور ہدایت یافتہ ہوں گے وہ قیامت تک حق کے ساتھ ہوں گے۔ حق ان کے ساتھ ہوگا۔ وہ حتیٰ سے جدا نہ ہوں گے۔ حق ان سے جدا نہ ہوگا۔ وہ زمین کی بقا کا باعث ہیں۔ زمین ان کے وسیلہ سے راحت و آرام پاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رمی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محکم نصیل ہیں جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی، وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں، بیج اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے خازن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے معاون ہیں۔ وہ لوح کی کشتی کے مانند ہیں۔ جو اس پر پھوار ہوا وہ نجات پا گیا جس نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ غرق ہو گیا۔ وہ بنی اسرائیل کے باب خطہ کی مانند ہیں۔ جو اس دروازہ سے باہر تھا۔ وہ کافر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں ان کی اطاعت فرض مقرر کی ہے۔ قرآن میں ان کی دلالت کا حکم دیا ہے۔ جس نے ان کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔"

کی جس نے ان کی نافرمانی کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔
 امام حسینؑ ہرگز اللہ کے پاس حاضر ہوئے۔ رسول اللہؐ سجدہ کی حالت
 میں پڑے ہوئے تھے۔ امام حسینؑ صفوں کو عبور کرتے ہوئے رسول اللہؐ کے قریب پہنچ
 گئے اور رسول اللہؐ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ رسول اللہؐ کھڑے ہوئے تو ایک آنکھ
 حسینؑ کی پشت پر رکھا ہوا تھا اور دوسرا گھٹنے پر رکھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں رسول
 اللہؐ نماز سے فارغ ہوئے۔

امام حسنؑ تشریف لائے تو رسول اللہؐ خطبہ ارشاد فرمایا ہے تھے۔ امام حسنؑ
 منبر کے قریب تشریف لے گئے اور رسول اللہؐ کے کندھے پر سوار ہو گئے۔ اپنے دونوں
 پاؤں کو رسول اللہؐ کے کندھے پر لٹکا دیا۔ امام حسنؑ کے پازیب کی چمک دکھائی دے
 رہی تھی۔ رسول اللہؐ امام حسنؑ کو نکھامے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا ہے تھے۔ رسول اللہؐ
 اسی حالت میں خطبہ سے فارغ ہوئے۔

عمر و عمل کی شام میں تقریر

ابانؓ، سلیم بن عیس سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کو
 معلوم ہوا کہ عمر و عاص نے شام میں لوگوں میں تقریر کی ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے لشکر
 کیا نفع سردار بنا کر روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ شامل تھے۔ میرا
 خیال ہے کہ رسول اللہؐ نے اس (علیؑ) پر فضیلت کے لحاظ سے مجھے روانہ
 فرمایا ہے۔ جب میں فکر سے واپس آیا تو میں نے عرض کی اے اللہ
 کے رسولؐ! تم لوگوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہیں! رسول اللہؐ

نے فرمایا بی بی عائشہ - میں نے عرض کی مردوں میں کون ہیں، رسول اللہ نے فرمایا بی بی عائشہ کے باپ (حضرت ابو بکر) اے لوگو! علی حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو حضرت عمر کے دل اور زبان سے جاری کرانا ہے۔ رسول اللہ نے حضرت عثمان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتے حضرت عثمان سے جیا کرتے ہیں۔ میں نے علی کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن میرے دوڑن پھرنے سے پہلے ہی (طعنہ زنی سننے سننے) عمر و عاص نے حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو اتے ہوئے دیکھ کر فرمایا تھا۔ اے علی! یہ دونوں جنت کے بڑھوں انبیار اور رسولوں کو چھوڑ کر خواہ وہ اولین ہوں خواہ آخرین ہوں سردار ہیں (اے علی!) ان دونوں کو اس بات کی خبر دینا۔ ورنہ وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

یہ تمام واقعات سن کر علی علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور فرمایا: —
 ”مجھے شام کے سرکشوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ عمر و عاص کی باتوں کو سن کر قبول کرتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مجھے عمر و عاص کی بات جھوٹ اور بے ایمانی معلوم ہوئی ہے۔ وہ رسول اللہ پر جھوٹا باندھنا ہے رسول اللہ نے اس پر ستر بار لعنت بھیجی ہے۔ اور اس کے ساتھی (امیر شام) پر بھی جس کی طرف یہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ رسول اللہ نے کسی منافقت پر لعنت کی ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ عمر و عاص نے شتر اشعار کے ایک قصیدہ میں رسول اللہ کی برائی بیان کی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ میرے پالنے والے میں زکوٰۃ شکر کہوں گا اور نہ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ لے

میرے پالنے والے اب تو تیرے فرشتے ہر ہر شعر پر لعنت بھیجیں۔ جو قیامت
 تک اس کی پشت میں باقی رہے۔ جب ابراہیم بن رسولؑ انڈیا کا انتقال ہوا
 تو وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ محمدؐ مقطوع النسل ہو گئے ہیں۔ اس کا
 کوئی پیچھے رہنے والا نہیں ہے۔ انڈیا نے عمرو عاص کے حق میں یہ آیت
 نازل فرمائی۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

سے محمدؐ تمہارا دشمن مقطوع النسل ہے یعنی ایمان اور جہلانی سے محروم
 ہے۔ مجھے اس اہمیت کے کذاب اور منافق سے بہت تکلیف پہنچی ہے ان
 ضعیف قاریوں اور مجتہدین کے بائیسے میں حیرانی ہے وہ عمرو عاص کی احادیث
 روایت کرتے ہیں۔ اس کی اس کے مقصد کے مطابق تصدیق کرتے ہیں،
 ہم اہلبیت پر کذب کے ذریعے دلیل پکڑنے ہیں اس میں سے ایک یہ
 ہے کہ ہم اہل بیت کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اس امت
 کے افضل انسان ہیں۔ اسے عمرو عاص اگر تم چاہتے تو حضرت عثمان کا نام
 بھی لے بیٹے۔ انڈیا نے عمرو عاص کی قسم جو حدیث عمرو عاص نے نبیؐ کی عائشہؓ
 اور آپ کے والد کے متعلق بیان کی ہے وہ معاویہ کی رضا جوئی کے علاوہ
 اور کچھ نہیں ہے۔ اس نے معاویہ کی رضامندی حاصل کر کے انڈیا کی
 ناراضگی خریدی ہے۔ عمرو عاص کہتا ہے کہ اس نے مجھ سے انڈیا کو (مذکورہ حدیث)
 سنی ہے۔ بالکل نہیں۔ جس ذات نے دائرہ کو شکاف کیا اور مخلوق کو
 پیدا کیا۔ وہ ضرور جانتا ہے کہ یہ مجھ پر پھٹا ہے۔ انڈیا نے مجھ
 سے یہ بات زناہری طور پر سنی ہے اور نہ پوشیدہ طور پر۔ اسے پالنے
 والے تو عمرو عاص اور معاویہ کو اپنی رحمت سے دور رکھ۔ یہ دونوں لوگوں

کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں۔ اور تیری کتاب کی طرف کذب کو نسبت دیتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبی کی شبیہی کرتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبی اور علیؑ پر جھوٹ منسوب کرتے ہیں۔

سلیم بن قیس کا بیان ہے کہ — معاویہ نے شام کے قاریوں اور قاضیوں کو طلب کیا۔ انہیں مال عطا کر کے شام کے اطراف اور شہروں میں رواد کر دیا تاکہ لوگ جھوٹی روایات لوگوں سے بیان کریں اور لوگوں کو آگاہ کریں کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا ہے اور حضرت علیؑ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے بیزار ہیں۔ معاویہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ معاویہ کے ساتھ ابان بن عثمان اور حضرت عثمان کی اولاد شامل ہے۔ (معاویہ نے) اہل شام کے دلوں پر قابو پایا۔ ان کو مستحکم کیا۔ لگاتار معاویہ بیس سال تک ایسا کرتا رہا۔ یہ کام معاویہ کے عمال کے ذریعے جاری رہا۔

امیر شام کا تخریبی خط

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں سلیم نے کہا میرا ایک دوست جو شیعہ تھا اور عامل (معاویہ) زیاد بن بحیرہ کا منشی تھا۔ اس نے مجھے ایک خط دکھایا۔ جو معاویہ نے اس کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

" ابا بکرؓ کے زیاد بن بحیرہ ہم نے خط لکھ کر دریافت کیا ہے کہ عرب میں کون عزت والا ہے اور کون ذلیل ہے۔ کون قرب کے لائق ہے اور کون دوری کے لائق۔ کون قابلِ اطمینان ہے اور کون قابلِ احتیاط، دوسری روایت میں ہے کہ کون ان میں سے قابلِ اطمینان ہے اور کون قابلِ خوف۔ اے میرے بھائی

میں عام لوگوں سے زیادہ عرب والوں کو جانتا ہوں۔ اس قبیلہ (بنو ہاشم) پر احسان مندی کا خیال رکھو، ظاہر میں ان کی عزت کرو۔ باطن میں ان کی توہین کرو۔ میں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ میں عام مجالس میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ علیحدگی میں ان کی توہین کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے نزدیک سب سے زیادہ بُرے ہیں۔ پوشیدہ طور پر تمہاری مہربانی اور بخشش ان کے سوا دوسروں پر ہو۔ (قبیلہ) معضرب ربیعہ کا خیال رکھو، ان کے امیروں کی عزت کرو اور غریبوں کی توہین کرو۔ ان کے عوام اپنے اشراف اور اہل راجہ کے تابع ہیں۔ ان کو آپس میں لڑانے رہنما ہیں بدگوئی، تکبر اور نخوت پر لے درجہ پر موجود ہے، جب تم ایسا کرو گے تو اور ایک کو دوسرے سے لڑاؤ گے تو ان میں کچھ تمہاری امداد کریں گے۔ ان کے قول پر عمل کے مقابل اور ان کے گمان پر یقین کے مقابل کبھی صبر و بردباری نہ کرنا، مسلمان مجاہدوں کا خیال رکھنا، ان پر حضرت عمرؓ کے طریقہ پر عمل کرنا۔ اس میں ان کی ذلت اور سوائی ہے۔ عربوں کا ان کی عورتوں سے نکاح کر دینا۔ اور ان کا نکاح عربوں کی عورتوں سے نہ کرنا۔ تاکہ عرب ان کے وارث نہ بن جائیں۔ وہ عرب کے وارث نہ ہوں۔ ان پر بخشش اور روزی کے معاملہ میں کمی کرنا۔ تاکہ وہ جنگوں میں آگے بڑھیں اور راستہ صاف کریں اور درخت کاٹیں، ان کو نماز میں کسی عرب کا امام نہ بنانا، جب عرب موجود ہوں تو ان میں سے کوئی صفِ اول میں کھڑا نہ ہو، اگر عرب موجود نہ ہوں تو وہ صفِ اول کے امام نہ بن جائیں۔ ان میں کسی کو مسلمانوں کی سرحد کا حاکم نہ بنانا، نہ ہی مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر کا حاکم بنانا، وہ مسلمانوں کے فیصلہ جات اور احکامات کے متولی نہ ہوں۔ یہ حضرت عمرؓ کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ اور اس کا ساتھی

رشیدین) اللہ تعالیٰ کے دین میں سختی اور قوت سے کام نہ لیتے تو تمام لوگ بنی ہاشم کے غلام ہوتے وہ یکے بعد دیگرے خلافت کے وارث اس طرح ہوتے جس طرح قیصر و کسری تخت کے وارث ہوتے آئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت کو بنی ہاشم سے نکال کر بنی تیمم میں داخل کر دیا ہے پھر خلافت عدی بن کعب کے ہاں چلی گئی، قریش میں ان دونوں قبیلوں سے زیادہ ذلیل کوئی قبیلہ نہیں ہے۔ ہم ذلیل نہیں ہیں، ہم خلافت کے امیدوار ان دونوں قبائل اور ان کی اولاد سے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ ہم میں دولت اور جنگی صلاحیت موجود ہے۔ ہم ان دونوں سے رشتہ کے لحاظ سے رسول اللہ سے زیادہ قریب ہیں۔ پھر خلافت کو حضرت عثمان نے شوریٰ کے ذریعے جو چھ آدمیوں کے لئے تھا۔ شوریٰ سے تین دن کے بعد عوام کی رضامندی سے حاصل کیا۔ حضرت عثمان سے پہلے جس نے بھی خلافت کو حاصل کیا تھا۔ وہ بغیر شوریٰ کے حاصل کیا تھا۔

ہماری صاحب حضرت عثمان مظلوم قتل کئے گئے ہیں۔ ہم نے خلافت کو حضرت عثمان کے ذریعے حاصل کیا کیونکہ جو شخص مظلوم مارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے وارث کو اس کا ولی قرار دیتا ہے۔ میری جان کی قسم! اے میرے بھائی اگر حضرت عمر غلام کے قتل کا تاوان آقا کے تاوان کا نصف کر دیتے تو حضرت عمر تقویٰ کے زیادہ قریب ہوتے۔ اگر میں کوئی راستہ پاتا اور مجھے امید ہی ہوتی کہ لوگ میری بات کو قبول کریں گے تو میں ضرور ایسا کر دیتا۔ لیکن کیا کروں جنگ کا زمانہ قریب ہے، مجھے لوگوں کے منتشر اور اختلاف کا خوف ہے۔ تمہارے لئے حضرت عمر کا طریقہ کافی ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اے میرے بھائی اگر حضرت عمر غلام

کی رغلاموں سے مراد عجمی مسلمان ہیں (دیت عربوں کی دیت کے نصف مقرر
 کر دیتے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوتی۔ کیونکہ عرب کو عجم پر فضیلت
 حاصل ہے۔ جب میرا یہ خط موصول ہو جائے تو تم عجمیوں کو ذلیل کرنا سوا کرنا
 اور ان سے قصاص لینا، ان میں سے کسی کی امداد نہ کرنا اور نہ ان کی حاجت
 روائی کرنا (عجمیوں کا قصور یہ تھا کہ وہ اہل بیت کو دوست رکھتے تھے)
 اللہ تعالیٰ کی قسم تم ابوسفیان کے بیٹے ہو۔ اور اس کی صلب سے
 پیدا ہوئے ہو (زیادہ بن سمیہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، معاویہ اس کو
 اہل بیت کی دشمنی کے نشہ میں اپنا حقیقی بھائی بنا رہا ہے) اے میرے بھائی
 ٹوٹے جو کچھ بتایا ہے (درست ہے) میرے نزدیک تم بہت سچے ہو۔ تم
 نے حضرت عمر کا خط بصرہ میں اشعری (ابوموسیٰ اشعری) کے پاس پڑھا تھا۔
 تم ان دنوں اشعری کے منشی تھے۔ اشعری بصرہ کا گورنر تھا۔ تم اشعری کے
 نزدیک بہت ذلیل شمار ہوتے تھے، ان دنوں تم ذلیل النفس خیال کئے
 جاتے تھے۔ تم خیال کرتے ہو کہ تم قبیلہ (قبیلہ) ثقیف کے غلام ہو۔ ان ایام میں
 اگر آپ کو یقین ہوتا جیسا آج آپ کو یقین ہے کہ آپ تو ابوسفیان کے
 حقیقی فرزند ہیں تو ان ایام میں ضرور آپ اپنے آپ کو بڑا تصور کرنے اور
 اشعری کے مزبورے بیٹے کے منشی بننے سے نفرت کرتے اور ہمیں پورا یقین
 ہے کہ ابوسفیان امیر بن عبد شمس کا صحیح جانشین تھا۔ مجھے ابن ابی معیط
 نے بیان کیا تھا۔ تم نے اس کو آگاہ کیا ہے کہ تم نے ابوموسیٰ اشعری کے پاس
 حضرت عمر کا خط پڑھا تھا۔ (جو عجمیوں سے متعلق تھا) ابوموسیٰ اشعری نے
 تم سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تھا۔ تم نے اس کو (خط پر عمل کرنے سے
 منع کر دیا تھا) تم نے اس سے کہا کہ وہ باز آجائیں۔ وہ باز آگیا تھا۔ تم خط

یکو حضرت عمر کے پاس خود گئے، تم نے وہاں جا کر جو کچھ کیا وہ غلاموں میں دلچسپی رکھنے والی ماعت سے تمہارا خیال تھا کہ تم تقیف کے غلام ہو۔ تم حضرت عمر سے لگاتار بحث کرتے رہے آخر کار تم نے حضرت عمر کو اس رات سے باز رکھا۔ تم نے اس کو لوگوں کے انتشار کا خوف دلایا وہ حکم نافذ کرنے سے باز آ گئے۔ تم نے ان سے کہا تھا کہ لوگ تم سے مطمئن نہیں ہیں (حضرت عمر سے کہا تھا) تم نے اس گھر (اہل بیت) کے ماننے والوں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے (مکن ہے) وہ غصہ میں آکر علی کے ساتھ شامل ہو جائیں اور علی تمہارے خلاف ہو جائیں، تمہارا ملک چھین لیں۔ حضرت عمر رُک گئے۔ میرے بھائی جب تم نے حضرت عمر کو اس کی تجویز سے روک دیا اور اس کے نافذ کرنے سے منع کر دیا تو میرے خیال میں اولاد ابوسفیان میں تم سے زیادہ کوئی قابل ملامت نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس بات کے ذریعے غلاموں اور عجمیوں کے قتل کے بارے میں تم نے حضرت عمر کو باز رکھا ہے (وہ یہ ہے) کہ تم نے حضرت عمر سے کہا کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ضرور تم کو ان عجمیوں کے ذریعے دوبارہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قتل کریں گے، جس طرح تم ان کو ان کے ابتدائی اسلام قبول کرنے میں قتل کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ عجمیوں کے خون سے رنگین کرے گا۔ تاکہ وہ شیریں جابیں اٹھ گھوڑے نہ ہوں (پھر وہ تمہاری گردنیں اڑائیں گے اور تمہارے مال پر قابض ہو جائیں گے) حضرت عمر نے تم سے کہا۔ میں نے بھی حضرت علی سے رسول اللہ کے واسطے سے ایسا ہی سنا ہے۔ (حضرت عمر نے فرمایا) یہی وجہ تھی۔ میں نے تمہارے ساتھی (ابوموسیٰ اشعری) کو ان کے قتل کے بارے میں خط لکھنے کی ضرورت محسوس کی تھی۔ میں نے تمام علاقوں کے گورنروں کو ایسا خط تحریر کرنے کا

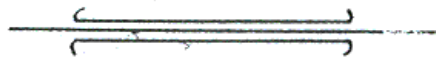
مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ تم نے کہا اے امیر المؤمنین ایسا نہ کرو، میں (ان سے) مطمئن نہیں ہوں (مکن ہے) حضرت علیؑ ان کو اپنی نصرت کی طرف دعوت دیں۔ وہ لوگ بڑی تعداد میں ہیں۔ تم نے حضرت علیؑ اور آپ کے اہل بیت کی شجاعت کا علم ہے۔ حضرت علیؑ کی آپ کے ساتھی کیساتھ دشمنی کوئی مخفی چیز نہیں ہے (بے زیاد) تم نے حضرت عمر کو ایسا کرنے سے باز رکھا۔ تم نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ تم نے محض جنبداری کی وجہ سے ایسا کیا تھا۔ تم نے واقعہ بیان کرنے میں بزدلی کا ثبوت نہیں دیا۔ تم نے مجھے کہا تھا کہ تم نے حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں حضرت علیؑ سے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ اور حضرت علیؑ نے تم سے فرمایا تھا کہ سیاہ جھنڈوں والے، دوسری روایت میں ہے کہ تم نے حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے نکلیں گے۔ اور وہ عجمی ہوں گے، وہ لوگ بنو امیہ کی سلطنت پر قبضہ کر لیں گے، وہ بنو امیہ کو چہاں بھی پائیں گے قتل کر دیں گے۔

اے میرے بھائی اگر تم حضرت عمر کو نہ روک دیتے تو آپ کا حکم سنت بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان رنجبوں، کی بیخ و بن اکھاڑ کر پھینک دیتا۔ اُنے والے خلفاء اس طریقہ کو بطور سنت اختیار کرتے اور اسی پر عمل کرتے رہتے ان کا نہ بال رہتا نہ ناخن اور نہ کوئی آگ پھونکنے والا۔ وہ عجمی لوگ بن کے لئے آنت ہیں بہت سی ٹپوں کی بنیاد اس امت میں حضرت عمر نے رسول اللہ حکم کے خلاف ڈالی ہے۔ لوگ ان باتوں پر چلنے لگے ہیں اور ان پر پابندی شروع کر دی ہے۔ یہ بات بھی ان باتوں سے ایک سوئی۔ مقاصد براہیمہ کو جس جگہ رسول اللہ نے رکھا تھا۔ تبدیل کر دیا تھا۔ آپ نے رسول سے صلح اور صلح

کو تبدیل کر دیا تھا اور اس میں زیادتی کر دی تھی۔ آپ نے مجنب کو پانی نہ پینے کی وجہ سے تیمم سے منع کر دیا تھا۔ بہت سی متفرق چیزیں ہیں۔ اگر شما کی جائیں تو ہزار باب زیادہ ہوں گی۔ ان تمام چیزوں سے بہت بڑی اور ہمیں سب سے زیادہ محبوب اور ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی بات یہ ہے کہ آپ نے بنو ہاشم کو خلافت سے نکال دیا تھا۔ حالانکہ بنو ہاشم خلافت کے معادن اور اہل نفع، خلافت بنو ہاشم کو سجتی ہے۔ زمین ان حضرات سے صلح پذیر ہوتی ہے۔ جب تم اس خط کو پڑھو تو اس کے مقصد کو چھپانے رکھو۔ (پھر) اس کو بھارت دو۔

زیاد بن مہیر کے کاتب کا بیان ہے کہ جب زیاد نے خط پڑھا تو اس کو زمین پر پھینک کر میری طرف متوجہ ہو کر کہا میرے لئے ہلاکت ہو، کس چیز سے نکلا اور کہاں داخل ہو گیا۔ میں اہل محمد کا شیعہ تھا اب شیطان کا پیرو ہو گیا ہوں۔ اور اس کے گردہ میں شامل ہوں (اب) اس کا پیرو ہوں، جس نے یہ خط تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میری مثال ابلیس کی مانند ہے۔ جس نے تکبر اور حسد کی وجہ سے حضرت آدم کے بعد سے انکار کر دیا تھا۔

سیدم کا بیان ہے کہ — میں نے شام ہونے سے پہلے خط کو نقل کر لیا تھا۔ جب رات ہوئی تو زیاد بن مہیر کے کاتب نے خط واپس لیکر بھارت دیا تھا۔ اور کہا اے سیدم اس خط پر کوئی شخص مطلع نہ ہو اور نہ ہی اس کو یہ معلوم ہو کہ تم نے اس خط کو نقل کر لیا ہے۔



بہشت و دوزخ کی تقسیم

ابان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں — سلیم کا بیان ہے میں نے سلمان بن ابوذرؓ اور مقدادؓ سے سنا اور اس بات کے متعلق میں نے حضرت امیرؓ سے دریافت کیا اپنے فرمایا — انہوں نے سچ کہا ہے۔

انہوں نے کہا — حضرت علیؓ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ام المومنین بی بی عائشہؓ رسول اللہؐ کے عقب میں تشریف فرما تھیں۔ گھر کھجور کھجور بھرا ہوا تھا۔ لوگوں میں وہ پانچ آدمی بھی شامل تھے۔ جنہوں نے نو شہتہ لکھا تھا (خاصہ مجھ میں) اور پانچ انسان وہ بھی تھے، جو ثوری میں شامل تھے۔ حضرت علیؓ کو بیٹھنے کی جگہ نہ مل سکی رسول اللہؐ نے اپنے عقب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا — وہاں بیٹھو۔

بی بی عائشہؓ عقب کی طرف تشریف فرما تھیں اور آپ بے چادر تھیں۔ حضرت امیرؓ رسول اللہؐ اور بی بی عائشہؓ کے درمیان بیٹھ گئے۔ بی بی عائشہؓ ناراض ہو کر فرمانے لگیں —

”اے علیؓ تمہیں میری گودی کے سوا اور کہیں جگہ نہیں ملی“

رسول اللہؐ نے ناراض ہو کر فرمایا —

”اے جبریلؑ مجھے میرے بھائی علیؓ کے پاس میں تکلیف نہ دو، یا امیر المومنین میں سید المسلمین میں، قیامت کے روز صاحب الغر المجدین میں۔ اللہ تعالیٰ علیؓ کو پل صراط پر مقرر کرے گا“

دوسری روایت میں ہے کہ — اللہ تعالیٰ علیؓ کو پل صراط پر بٹھائے گا۔ علیؓ جنت اور جہنم کی تقسیم فرمائیں گے، اپنے دوستوں کو

بہشت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔

حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں

معاویہ کا خط

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ ابوہریرہؓ عبدی کا بیان ہے کہ اس نے اس بات کو عمر بن ابوسلمہ سے سنا کہ معاویہ نے ابودرداء اور ابوہریرہ کو اس ذمت بلا یا جب ہم لوگ صفین میں تھے۔ معاویہ نے ان دونوں حضرات کے کہا۔ "حضرت علیؓ کے پاس جاؤ اور میرا سلام عرض کرنے کے بعد کہو کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں۔ مجھ سے زیادہ حق دار ہیں، آپ ہاجرین اولین سے ہیں میں طلقاً سے ہوں، جن کو رسول اللہ نے فتح مکہ کے روز آزاد کیا تھا مجھے آپ جیسی سبقت اسلام اور رسول اللہ کی قرابت حاصل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتاب اور سنت رسول کی تعلیم دی ہے ہاجرین اور انصار نے آپ سے تین دن کے مشورے کے بعد بیعت کی ہے اور دوسرے لوگوں نے آپ کی بیعت اپنی خوشی اور رضامندی سے کی ہے سب پہلے جن اشخاص نے آپ کی بیعت کی ہے وہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ہیں۔ پھر ان دونوں حضرات نے آپ کی بیعت توڑ کر ظلم کا ارتکاب کیا۔ ان حضرات نے جس چیز کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ اس کے مستحق نہ تھے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ قتل عثمان سے معذرت اور اس کے خون سے

برأت ظاہر کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان جبروت قتل ہوئے۔
اس وقت آپ گھر میں تشریف فرما تھے۔ جب حضرت عثمان قتل ہوئے تو
آپ نے (تائلیں کے متعلق) فرمایا۔ اے اللہ راضی نہ ہونا اور معاف نہ
کرنا۔ جب جمل کی لڑائی میں لوگوں نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے
کی آواز بلند کی تو آپ نے آواز بلند کرنے والوں کے جواب میں فرمایا
آج کے دن حضرت عثمان کے قاتل اپنے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے
گئے۔ (لوگوں کے جواب میں) آپ نے فرمایا۔ کیا ہم نے حضرت عثمان
کو قتل کیا ہے؟ تم لوگوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے۔ طلحہ اور زبیر اور
ان کا ساتھ دینے والوں (بی بی عائشہ) نے قتل کیا ہے۔ ان سب نے
حضرت عثمان کے قتل کا حکم دیا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔
(معاذ) کہتا ہے۔ اے علی! میں حضرت عثمان کا ابن عم ہوں اور
آپ کے خون کے بدلے کا طالب ہوں۔ اگر یہی بات ہے۔ جیسا کہ
آپ نے فرمایا ہے۔ تو حضرت عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں،
ہم اپنے ابن عم کے قصاص میں ان کو قتل کر دیں گے۔ اور خلافت کو
آپ کے حوالے کر دیں گے۔ یہ پہلی بات ہے، دوسری بات یہ ہے کہ
مجھے میری فراست نے آگاہ کیا ہے اور ان خطوط سے بھی واضح ہوا ہے
جو حضرت عثمان کے دربار نے میرے پاس روانہ کئے ہیں۔ حضرت عثمان
کے دربار آپ کے ساتھ شامل ہو کر جہاد کرتے ہیں۔ آپ کا خیال ہے
کہ وہ لوگ آپ کیساتھ متفق ہیں اور آپ کی خلافت پر رضامند ہیں۔
(حقیقتاً یہ درست نہیں) ان کی خواہشات اور دل سہارے ساتھ ہیں (ان
کے) جسم آپ کے ساتھ۔

اُپ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور ان دونوں حضرات پر رحم کی دعا کرتے ہیں۔ اُپ حضرت عثمان کے معاملہ میں خاموش ہیں۔ اُپ نہ اس کو یاد کرتے ہیں اور نہ اس پر رحم کی دعا کرتے ہیں نہ اس سے بیزاری کرتے ہیں۔۔۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُپ نہ ہی اس کو گایاں دیتے ہیں۔ مجھے معلوم ہی ہے کہ جب اُپ اپنے رازدار جو بد باطن ہیں اور اپنے شیعوں اور خاص آدمیوں کیساتھ جو گمراہ ہیں۔ علیحدگی میں بیٹھتے ہیں تو حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اُپ ان حضرات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعویٰ کرتے ہیں۔ اُپ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُپ رسول اللہ کے وصی ہیں اور امت میں رسول اللہ کے خلیفہ ہیں، اللہ جل اسماء نے اُپ کی اطاعت فرض کی ہے۔ اُپ سے محبت کرنے کا اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت میں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد (رسول اللہ) کو حکم دیا تھا کہ وہ یہ بات لیکر اپنی امت میں کھڑے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ پر یہ آیت نازل کی۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
 رے رسول! اس بات کو پہنچا دے جو تمہارے رب کی جانب سے تم پر نازل کی گئی ہے۔ اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو گویا رسالت کا کوئی کام نہ کیا اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں کے شر سے بچائے گا۔
 اے علی! اُپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے قریش انصار اور بنو امیہ کے آدمیوں کو غدیر خم کے مقام پر جمع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ

رسول اللہ نے اپنی امت کو غدیر خم کے مقام پر جمع کیا۔ رسول اللہ نے وہ پیغام پہنچایا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا تھا۔ (عائزین) کو رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ اس پیغام کو غائب تک پہنچایا جائے۔ رسول اللہ نے ان لوگوں کو آگاہ کیا تھا کہ آپ ان کی جان سے افضل ہیں۔ آپ کو رسول اللہ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ (معاذیرتے کہا) مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے، آپ نے منبر سے اترنے سے پہلے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمام لوگوں سے افضل ہوں جب سے رسول اللہ کا انتقال ہوا ہے مجھ پر برابر ظلم ہوتا رہا ہے۔ اگر وہ بات جو معلوم ہوئی ہے درست ہے تو آپ پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان نے بڑا ظلم کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا۔ تو آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی، حضرت عمر نے نہ آپ کی رائے لی نہ مشورہ (ہاجر و انصار) دو پارٹیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ انصار آپ کے حق، استحقاق اور آپ سے رسول اللہ کی قرابت کی وجہ سے (ہاجرین سے) جھگڑتے تھے (معاذیرتے مزید تحریر کیا) اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آپ کو خلیفہ چن لیتے تو حضرت عثمان آپ سے قرابت کی وجہ سے پہلے اس بات کی طرف دوڑتے (اے علیؑ) آپ کا حضرت عثمان پر حق تھا۔ کیونکہ وہ آپ کے ابن عم اور ابن عم تھے۔ پھر حضرت ابوبکر نے طے شدہ تجویز کے مطابق اپنی موت کے وقت خلافت کو حضرت عمر کی طرف موڑ دیا۔ جب حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا۔ اس نے نہ آپ سے صلاح لی اور مشورہ نہ پھر حضرت عمر نے آپ کو چھ آدمیوں

کے شوریٰ میں شامل کیا۔ آپ لوگوں میں سے ایک آدمی کو خلیفہ منتخب ہونا
 تھا۔ حضرت عمر نے تمام لوگوں کو خواہ ہاجر ہوں، خواہ انصار، خواہ غیر ہوں
 خلافت سے الگ کر دیا تھا۔ تین روز تک کوئی خلیفہ نہ بن سکا، تیسرے
 دن آپ لوگوں نے اپنے اختیارات ابن عوف کے سپرد کر دیئے، جبکہ وہ
 چاہے خلیفہ بنائے، یہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے دیکھا کہ لوگوں
 نے اتفاق کر لیا ہے اور اپنی تلواروں کو میان سے نکال لیا ہے اور انہوں
 نے قسم کھا رکھی ہے کہ اگر سورج غروب ہو گیا اور تم نے کسی کو خلیفہ نہ چننا تو
 ضرور تمہاری گردنیں اڑادی جائیں گی۔ تم میں حضرت عمر کا حکم اور سنت ضرور
 نافذ کی جائے گی۔ تم نے اپنے اختیارات ابن عوف کے سپرد کر دیئے، اس
 نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی۔ تم لوگوں نے حضرت عثمان کی بیعت
 کر لی، پھر حضرت عثمان محصور ہو گیا۔ حضرت عثمان نے آپ لوگوں سے
 امداد طلب کی۔ آپ لوگوں نے اس کی امداد نہ کی۔ حضرت عثمان کی بیعت
 تمہاری گردنوں پر لازم ہو چکی تھی۔ تم اے گردہ ہاجر و انصار، بنفس نفیس
 اس موقع پر موجود تھے۔ تم لوگوں نے مصریوں کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔
 انجام کار یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ آپ میں سے نکتے
 آدمیوں نے حضرت عثمان کے قتل پر مصریوں کی اعانت کی۔ تمہارے
 عام لوگوں نے حضرت عثمان کو (بے یار و مددگار) چھوڑ دیا تھا۔ حضرت
 عثمان کے قتل کے معاملہ میں تم لوگ تین حالتوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔
 قتل کرنے والے، حکم دینے والے اور چھوڑنے والے، پھر لوگوں نے آپ
 کی بیعت کر لی۔ آپ مجھ سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت
 عثمان کے قاتلین پر مجھے قدرت دیجئے تاکہ میں ان کو قتل کر دوں اور خلافت

کو آپ کے سپرد کروں۔ میں اور میری طرف سے تمام اہل شام آپ کی بیعت کر لیں گے؟

حضرت امیر کا جواب

حضرت نے معاویہ کا خط پڑھا۔ ابودردار اور ابوہریرہؓ نے معاویہ کا خط اور پیغام حضرت تک پہنچا دیا تھا۔ حضرت نے ابودردار سے فرمایا تم دونوں نے مجھ تک معاویہ کا پیغام پہنچا دیا۔ تم دونوں میری بات کو سنو، پھر میری طرف سے جا کر معاویہ تک پہنچا دو۔ حضرت نے ان دونوں سے فرمایا:۔

”حضرت عثمان کی پوزیشن ان دو صورتوں سے خالی نہ ہوگی۔ یاد رہے نیکی کے امام ہوں گے جن کا خون بہانا حرام، جس کی امداد کرنا واجب، جس کی نافرمانی ناجائز، جس کو (ایکلا) چھوڑ دینا امت کے لئے ناجائز ہو۔ یا مگر اہی کے امام ہوں گے۔ جس کا خون بہانا حلال، جس کی حکومت ناجائز اور جس کی امداد کرنا نامناسب ہو، ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اسلام کا حکم جو چیز مسلمانوں پر واجب کرتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے امام کے مرنے کے بعد خواہ وہ امام گمراہ ہو کر مرا ہو، خواہ وہ بدانت یا فتنہ اور مظلوم ہو کر مرا ہو یا وہ ظالم ہو کر مرا ہو۔ یا اس کا خون بہانا حلال ہو، خواہ حرام ہو، وہ لوگ کوئی کام نہ کریں۔ اور نہ کوئی نئی چیز پیدا کریں۔ نہ ہاتھ آگے بڑھائیں۔ نہ پاؤں اور نہ ہی کسی چیز کی ابتداء کریں (رسب) پہلے اپنی ذات کے لئے امام کو چن لیں، امام پاک دامن ہو، عقیف نہ ہو، غلام اور

متقی ہو، فیصلہ کرنے اور سنتِ رسول کا عارف ہو، (ایسا امام) ان کے کام کو مسترد رکھے گا۔ ان کے درمیان حکم جاری کرے گا، مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلوائے گا۔ ان کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔ ان کا مال لایسکا ان کی محبت کو قائم رکھے گا۔ وہ اپنے مقتول امام کے بارے میں جو مظلوم مارا گیا ہے۔ فیصلہ کی غرض سے اس (نئے) امام کے پاس جائیں گے۔ تاکہ یہ امام ان کے درمیان حق فیصلہ صادر کر دیں۔ وہ امام، اگر ان کا امام مظلوم مارا گیا ہے تو اس کے ذر تار کو خون بہا دلوانے کا حکم صادر کرے گا۔ اگر وہ امام ظالم تھا اور قتل کیا گیا ہے تو وہ (نیا امام) غور کریگا کہ اس معاملہ میں کیا حکم جاری کرنا چاہیے۔ (ان لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے امام کو چن لیں۔ جو ان کے کام کو مجتمع رکھے گا۔ اگر (امام کے) انتخاب کا حق لوگوں کو حاصل ہے تو لوگوں کو چاہیے کہ حضرت عثمان کے قتل کے بعد علیؑ کی تابعداری کریں اور آپ کی اطاعت کریں کیونکہ لوگوں نے حضرت علیؑ کو امام چن لیا ہے اور آپ کی بیعت کر لی ہے۔ اگر خلیفہ کے انتخاب کا حق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو حاصل ہے تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کا انتخاب اور اس کے متعلق غور کرنے سے روک دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے لوگوں کے لئے ان کا امام منتخب کر لیا ہے (حضرت کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ نے مجھے مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کر دیا ہے) رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ اس امام اور خلیفہ کی اطاعت اور پیروی کریں۔ حضرت عثمان کے قتل کے بعد لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے۔ بیعت کرنے والے وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا بیعت کر لی تھی۔ ان تینوں حضرات

کی امامت پر اتفاق کر لیا تھا۔ میری بیعت انصار اور ہاجرین نے تین دن کے مشورہ کے بعد کی تھی۔ یہ کام صحابہ، ہاجرین سابقین اور انصار نے انجام دیا ہے۔ پہلے نینوں خلفاء کی بیعت لوگوں کے مشورہ کے بغیر کی گئی ہے، میری بیعت لوگوں کے مشورہ کے بعد کی گئی ہے (امام کا انتخاب) اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے سپرد کر دیا ہے (مجھے منتخب کرنے والے) یہ وہ لوگ ہیں جو انتخاب کرنے میں اپنے مفاد میں غور کرتے ہیں۔ ان کا اپنے لئے (کسی کو خلیفہ) منتخب کرنا لوگوں کے لئے (خلیفہ کے متعلق) غور و تدبیر کرنا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے انتخاب سے اچھا تھا۔ ان لوگوں نے کسی کو منتخب کیا ہے کسی کی بیعت کی ہے۔ جو ہدایت کی بیعت ہو۔ وہ امام کون تھا۔ جس کی اطاعت لوگوں پر واجب تھی۔ لوگوں نے میرے بارے میں مشورہ کیا۔ لوگوں کے اجماع سے مجھے خلیفہ منتخب کیا۔ اگر خلیفہ منتخب کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے تو ان لوگوں نے مجھے امت کے لئے خلیفہ منتخب کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا خلیفہ مقرر کیا ہے میری اطاعت اور نصرت کا حکم اپنی کتاب منزل اور اپنے نبیؐ کی سنت کے ذریعے نافذ کیا ہے۔ یہ چیز میری دلیل کو مضبوط اور میرے حق کو زیادہ تقویت دیتی ہے۔ اگر حضرت عثمان، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں قتل ہوتا تو کیا معاویہ ان دونوں سے جنگ کرتا۔ ان دونوں حضرات پر فتالین کی طلب میں جنگ کے لئے نکلتا!۔

ابوہریرہ اور ابودردار نے کہا نہیں (معاویہ ایسا ہرگز نہ کرتا) حضرت

نے فرمایا:

”اسی طرح میں ہوں (پھر میرے ساتھ جنگ کرنا چہ معنی) اگر معاویہ

ہاں کہہ دے (اگر حضرت عثمان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں قتل ہوتا تو معاویہ ان دونوں سے جنگ کرتے) تم دونوں معاویہ سے کہہ دینا ہر اس شخص کا قتل جائز ہے جس نے ظلم کیا ہو۔ قتل ہونے والے نے (اپنے قتل سے پہلے) اس کو قتل کر دیا ہو کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق کو پارہ پارہ کر دے گا۔ ان کی جماعت میں تفریق پیدا کر دے گا۔ اپنی خواہشات میں محو ہو جائے گا۔ ان باتوں کے سہنے ہوئے حضرت عثمان کے فرزند اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے میں معاویہ زیادہ حقدار ہیں۔

سیلم کا بیان ہے کہ ابودردار اور ابوسہرہ خاموش ہو گئے، دونوں نے کہا (اے علی!) آپ نے اپنے معاملہ میں انصاف سے کام لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا:

”مجھے اپنی زندگی کی قسم معاویہ کا جو پیغام تم لائے ہو۔ اگر وہ اس کو پورا کرنے میں سچا ثابت ہوا تو میرے ساتھ انصاف کرے گا حضرت عثمان کے یہ بیٹے موجود ہیں۔ بالغ ہو چکے ہیں۔ بچے نہیں ہیں۔ ان کا کوئی نگران نہیں ہے (خود مختار ہیں) اپنے باپ حضرت عثمان کے قتل کے فیصلہ کے لئے فرزند ان عثمان کو آگے آنا چاہیے۔ میں ان کو اور ان کے باپ کے قاتلوں کو جمع کرتا ہوں۔ اگر فرزند ان عثمان اپنی دلیل میں عاجز ہو جائیں (اپنے باپ کو مظلوم ثابت نہ کر سکیں) تو انہیں چاہیے کہ وہ معاویہ کو حاضر کریں (اگر وہ) ان کا دلی اور وکیل ہو۔ فرزند ان عثمان کا اپنے مخالفین سے جھگڑا ہے۔ فرزند ان حضرت عثمان اور ان کے مخالفوں کو (فیصلہ کے لئے) امام کے سامنے عدالت میں بیٹھنا چاہیے۔ یہ امام وہ ہے جس کے حکم کا اقرار کرتے ہیں۔ جس کے فیصلہ کو تسلیم

کرتے ہیں۔ میں (حضرت علیؓ) فرزندِ عثمان اور ان کے مخالفوں کے دلائل پر غور کروں گا۔ اگر ان کا باپ ظالم ہونے کی وجہ سے مارا گیا ہے اس کا خون بہانا جائز تھا تو میں اس کے خون کا بدلہ نہ دلوں گا اور دوسری روایت میں ہے، میں اس کے خون کو رائیگاں کر دوں گا۔ اگر وہ مظلوم تھا اور اس کا خون بہانا حرام تھا تو میں ان کے باپ کے قاتلوں کو ان کے حوالے کر دوں گا۔ اگر وہ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں، اگر چاہیں تو انہیں معاف کر دیں۔ اگر چاہیں تو خون بہالے لیں۔ میرے لشکر میں یہ لوگ حضرت عثمان کے قاتل ہیں۔ آپ کے قتل کا اقرار کرتے ہیں اور میرے فیصلہ پر رضامند ہیں۔ میرے پاس فرزندِ عثمان حضرت عثمان اور معاویہ کو آنا چاہیے۔ اگر معاویہ ان کا وکیل اور ولی ہو۔ وہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے خصم اور محاکمہ کریں تاکہ میں ان کے درمیان کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے ذریعے فیصلہ کر سکوں۔ اگر معاویہ بناؤنی مخلص ظاہر کرتا ہے اور جیلے بہانے تراشتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے جو کچھ چاہے وہ کرے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب معاویہ کے معاملے میں سیری مدد کرے گا۔"

حضرت ابو دردار اور ابو ہریرہ نے کہا اے علیؓ، آپ نے اپنے معاملہ میں انصاف سے کام لیا ہے۔ آپ نے انصاف کی انتہا کر دی ہے۔ آپ نے معاویہ کے بہانہ کو دور کر دیا ہے۔ آپ نے معاویہ کی دلیل کو توڑ دیا ہے۔ آپ ایک سچی اور محکم دلیل لائے ہیں۔ جس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہے۔ جب ابو ہریرہ اور ابو دردار باہر تشریف لائے تو بیس ہزار آدمیوں نے سر پر پوسے کے خود پہنے ہوئے دونوں حضرات سے ملے اور کہنے لگے، کہ ہم نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے۔ ہم لوگ

اس بات کا اقرار کرتے ہیں (حضرت عثمان کے قتل کے بارے میں) ہم علی علیہ السلام کے فیصلہ پر رضامند ہیں۔ خواہ فیصلہ ہمارے خلاف ہو یا ہمارے حق میں۔ حضرت عثمان کے درنثار ہمارے پاس آئیں، اپنے باپ کے خون کے بارے میں ہمارے ساتھ امیر المؤمنین کے سامنے محاکمہ کریں۔ اگر ہم لوگوں پر قصاص یا تاوان واجب ہوا تو ہم حضرت علیؑ کا فیصلہ خذہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے تسلیم کر لیں گے۔

ابوہریرہ اور ابوذر دار نے کہا — تم لوگوں نے انصاف کی بات بیان کی ہے۔ جب تک تم لوگ حضرت علیؑ کے پاس اپنا مقدمہ نہ لے جاؤ اور وہ تمہارے اور تمہارے حریف کے درمیان کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے مطابق فیصلہ نہ کر لیں۔ اس وقت تک تمہارا درنثار عثمان کے حوالے کرنا اور تمہارا قتل کرنا حضرت علیؑ کے لئے جائز نہیں ہے۔

ابوہریرہ اور ابوذر دار وہاں سے چلے اور معاویہ کے پاس حاضر ہو کر حضرت علیؑ، قتیبہ بن عثمان اور ابولنعمان بن عثمان کی گفتگو سنائی، معاویہ نے کہا:۔

”تم لوگوں کے سامنے حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے مترجم کے بارے میں حضرت عثمان کے بارے میں توقف کرنے میں اور علیجیگی میں آپ سے بیزارگی کرنے کے بارے میں کیا جواب دیا تھا، حضرت علیؑ نے اپنے اس دعوے کا کیا جواب دیا تھا کہ رسولؐ انہ نے آپ کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور جب سے رسولؐ کا انتقال ہوا ہے برابر آپ پر ظلم ہوتا رہا ہے؟“

دونوں حضرات نے عرض کی کہ — ہاں ہم نے حضرت سے سوال کیا تھا۔ آپ نے ہماری موجودگی میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر ترجم فرمایا تھا۔ اور ہم نے خود سنا تھا (حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوذر دار نے اپنا

بیان جاری رکھتے ہوئے کہا، حضرت علیؑ نے ہم سے فرمایا تھا۔ اگر (خلیفہ کا) انتخاب اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد کر دیا تھا تو (مجھے منتخب کرنے والے) وہ لوگ ہیں جو انتخاب کرتے اور اپنے لئے غور کرتے تھے۔ ان لوگوں کا منتخب کرنا اور امت کے معاملہ میں غور کرنا اچھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے انتخاب سے زیادہ باعث رہنائی تھا تو ان لوگوں نے مجھے منتخب کر لیا تھا اور میری بیعت کر لی تھی۔ اور میری بیعت ہدایت کی بیعت تھی۔ میں امام ہوں اور لوگوں پر میری نصرت واجب ہے۔ کیونکہ انہوں نے میرے بارے میں مشورہ کیا ہے۔ اور مجھے (خلیفہ) منتخب کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا انتخاب اچھا ہے اور لوگوں کے انتخاب سے زیادہ قریب ثواب ہے۔ ان کا امت کے متعلق تدبیر کرنے سے زیادہ باعث ہدایت ہے تو رہی (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ دونوں نے مجھے لوگوں کا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ لوگوں کو میری اطاعت اور نصرت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل شدہ کتاب اور اپنے نبیؐ کی زبان کے ذریعے جو رسولؐ اللہ میں حکم دیا ہے۔ یہ بات میری دلیل کو اور زیادہ مضبوط کرتی ہے اور میرے استحقاق کو اور زیادہ واجب قرار دیتی ہے۔ اس کے بعد حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:۔

”اے لوگو! میرے فضائل اتنے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ کیا

تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ناطق میں سب سے پہلے ایمان

لانے والے کو بعد میں ایمان لانے والے پر فضیلت دی ہے۔ اس

امت میں مجھ سے پہلے کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان

نہیں لایا؟

سامعین نے کہا — ہاں ایسا ہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا —

” میں قسم کھا کر کہتا ہوں کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا (کہ کس کے حق میں

نازل ہوئی ہے)۔

السابقون السابقون اولئك المقربون (سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اللہ کے مقرب ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا)۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو انبیاء اور ان کے ان کے اوصیاء کے متعلق نازل فرمایا ہے (حضرت کی مراد یہ ہے کہ میں رسول اللہ کا وصی ہوں۔ لہذا یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے)۔ تمام بدری بزرگ انصار کھڑے ہو گئے اور ہاجرین میں جو باقی تھے وہ بھی کھڑے ہو گئے۔ ان میں ابوہریرہ، بن تیمان، خالد بن زید، ابوایوب انصاری اور ہاجرین میں عمار بن یاسر موجود تھے سب نے کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ حضرت نے فرمایا)۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر

اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں دریافت کرتا ہوں:۔

يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول و اولي الامر منكم (ترجمہ) اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور اطاعت کرو صاحب امر کی جو تم سے ہیں)

حضرت نے فرمایا)۔ میں تم سے اللہ تعالیٰ کی اس

آیت کے بارے میں پوچھتا ہوں:۔

انما وليكم الله ورسوله و الذين آمنوا لاية (ترجمہ) بس تمہارا سردار اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے۔) الخ

حضرتؑ نے فرمایا — اس آیت کے متعلق دریافت کرتا ہوں
 لا تخذوا من دون اللہ ولا رسولاً ولا المؤمنین
 ولیجۃً رتوجہہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور مؤمنین
 کے سوا کسی کو راز دار نہ بناؤ (حضرت امیرؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے
 کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ حکم خاص ہے یا عام ہے۔ تمام مؤمنین اس
 میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ وہ آگاہ کر دیں
 اور اس سے ولایت کی تشریح کر دیں۔ جس طرح نماز روزہ، زکوٰۃ اور
 حج کے متعلق تشریح کر دی ہے۔ رسولؐ اللہ نے غم غدیر کے مقام پر
 مجھے بلند کیا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے میرے
 پاس ایسا پیغام ارسال کیا ہے۔ جس سے میرا سینہ تنگ ہو گیا
 ہے (اگر اس پیغام کا اعلان کر دوں) مجھے گمان ہے لوگ میری تکذیب
 کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تینہر کی ہے کہ میں اس پیغام کو
 ضرور پہنچاؤں ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا۔ (رسولؐ اللہ نے
 فرمایا) اے علیؓ! کھڑے ہو جاؤ، پھر رسولؐ اللہ نے نماز جامعہ کا حکم دیا
 رسولؐ اللہ نے لوگوں کیساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا
 اے لوگو! اللہ تعالیٰ میرا سردار ہے۔ میں مؤمنین کا سردار ہوں (اولی
 بالتصرف ہوں) میں مؤمنین کی جان سے ان سے افضل ہوں۔ جس کا
 میں سردار (اولی بالتصرف) ہوں اس کے لئے علیؓ سردار (اولی
 بالتصرف) ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ تو اس کو دوست رکھ جو علیؓ کو دوست
 رکھے۔ تو اس کو دشمن رکھ جو علیؓ کو دشمن رکھے۔ تو اس کی مدد جو علیؓ کی
 مدد کرے۔ تو اس کو چھوڑ دے جو علیؓ کو چھوڑے (ولایت سے مراد حکومت

اور سرداری ہے، جو دین اور دنیا دونوں میں نافذ العمل ہو (مسلمان نازی نے آگے بڑھ کر کہا ہے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ اعلیٰ کی دلالت کیسی ہے رسولؐ اللہ نے فرمایا جیسے میری۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس کی جان سے میں افضل ہوں اعلیٰ اس کی جان سے افضل ہیں (پھر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت عبیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دیناً
(ترجمہ :- آج میں تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو تمام

کر دیا اور میں تمہارے دین سے راضی ہوا جو اسلام ہے ۔)

مسلمان فارسی نے عرض کی — یا رسولؐ اللہ یہ آیات خاص اعلیٰ کے حتیٰ میں نازل ہوئی ہیں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا اعلیٰ کے حتیٰ میں اور نبیؐ تک ہونے والے میرے اوصیاء کے حتیٰ میں نازل ہوئی ہیں۔ مسلمان فارسی نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ان اوصیاء کی وضاحت کیجئے رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اعلیٰ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وصی، میرا وارث میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے سردار اعلیٰ ہیں۔ اعلیٰ کے بعد گیارہ ائمہ سردار اور صاحبِ دلالت ہوں گے جو اعلیٰ کی اولاد سے ہوں گے۔ اعلیٰ کی اولاد سے (صاحبِ دلالت امام حسنؑ ہوگا۔ پھر حسینؑ، پھر حسینؑ کی اولاد سے نو یکے بعد دیگرے ائمہ ہوں گے۔ قرآن ان کے ساتھ ہوگا۔ وہ قرآن کیساتھ ہوں گے۔ وہ قرآن سے جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس جو جن کو ثر پر وارد ہوں گے، بارہ بڑی اصحاب نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے رسولؐ اللہ سے ایسا ہی سنا ہے

جیسا آپ نے فرمایا ہے۔ بالکل درست ہے۔ آپ نے نہ کسی لفظ کی کمی کی ہے نہ بیشی۔ باقی ستر آدمیوں نے کہا ہم نے رسول اللہ سے سنا تھا۔ لیکن پوسے کا پورا یاد نہیں رکھ سکے۔ انہوں نے کہا یہ پارہ آدمی سہارے نزدیک اچھے اور افضل ہیں۔ (جو کچھ انہوں نے فرمایا درست کہا ہے) حضرت نے فرمایا تم لوگوں نے سچ کہا ہر ایک آدمی پوری بات یاد نہیں رکھ سکتا۔ بعض آدمی زیادہ حافظہ والے ہوتے ہیں۔ بارہ آدمیوں میں سے چار کھڑے ہو گئے۔ ابو عقیلم بن تہان، ابو ایوب، عمار اور حفصہ بن ثابت ذو شہادین سب نے کہا۔ ہم نے رسول اللہ کے فرمان کو سنا تھا۔ ہم نے یاد کر لیا تھا۔ رسول اللہ نے اس وقت فرمایا تھا۔ جب آپ قیام فرماتے اور علیؑ آپ کے پہلو میں کھڑے ہوتے تھے (رسول اللہ نے فرمایا تھا) اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم میں تمہارے لئے امام، خلیفہ اور نبی کا وصی مقرر کر جاؤں۔ میری امت میں اور میرے اہلبیت میں میرے بعد وہ خلیفہ ہو، یہ وہ شخص ہے جس کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مومنین پر فرض کیا ہے اور وہ علیؑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی ولایت کا حکم دیا ہے، میں نے منافقین کے طعنے اور تکذیب کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے منہبہ کیا کہ میں اس پیغام کو لوگوں تک پہنچاؤں ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں نماز کا حکم دیا ہے۔ میں نے نماز کی تشریح کر دی ہے۔ میں نے نماز کا طریقہ بتا دیا ہے۔ زکوٰۃ، روزہ اور حج سب کی تشریح کر دی ہے۔ ان کو وصحت کیساتھ بیان کر دیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی ولایت کا حکم اپنی

کتاب میں دیا ہے۔ اے لوگو! میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں وہ خاص
 علی بن ابی طالب اور میرے بیٹے حسین کی اولاد سے جو ادھیار پیدا
 ہوں گے۔ (یر دلائین) ان کے لئے مخصوص ہے۔ پہلے ان میں (صاحب
 دلائین) علیؑ ہیں، پھر حسینؑ ہیں۔ پھر حسینؑ کی اولاد سے نو ائمہ پیدا ہوں گے
 وہ کتاب اللہ کو نہ چھوڑیں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد
 ہوں گے۔ اے لوگو! میں نے اپنے بعد تمہارے لئے تمہاری چائے پناہ
 اور تمہارے امام کے متعلق تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ تمہارا رہنا اور ہدایت
 کرنے والا علی بن ابی طالب ہے اس کا تم میں وہی مرتبہ ہے جو میرا ہے
 دین (اسلام) میں۔ اس کی اطاعت دسیروں کو دینے

تمام کاموں میں اس کی اطاعت کرو، علیؑ کے پاس وہ سب چیزیں
 ہیں۔ جن کی مجھے اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم
 دیا ہے کہ وہ تمام چیزیں علیؑ کو تعلیم کر دوں۔ اور تمہیں (مجھ) آگاہ کر دوں
 کہ جو کچھ میرے پاس تھا (اب) وہ علیؑ کے پاس ہے۔ جو کچھ پوچھنا ہو
 علیؑ سے پوچھو اس سے تعلیم حاصل کرو۔ علیؑ کے بعد علیؑ کے ادھیار سے
 تعلیم حاصل کرو، ادھیار کو الزام نہ دو، نہ ان سے اگے بڑھو اور نہ ان
 کو چھوڑو، حتیٰ ان کے ساتھ ہے اور یہ حق کے ساتھ ہیں۔ نہ حق ان
 کو چھوڑے گا۔ اور نہ یہ حق سے جدا ہوں گے۔ پھر حضرت علیؑ نے

ان لوگوں سے کہا جو حضرت کے ارد گرد جمع تھے۔

اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت

نازل کی ہے۔

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت

دلیپھر کم تظہیراً — (ترجمہ) پس اللہ تعالیٰ نے مجھے
 آگاہ کر رکھا ہے۔ اے اہلبیت کہ وہ تم سے ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں مکمل
 طور پر پاک کرے، رسول اللہ نے مجھے، فاطمہ، حسن اور حسین کو ایک
 چادر کے نیچے جمع کیا اور فرمایا اے میرے امّ! یہ میری عمرت اور
 میرے خاص لوگ اور میرے اہلبیت ہیں۔ ان سے ناپاکی کو دور رکھو
 ان کو ایسا پاک کر جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ جناب ام سلمہؓ نے
 کہا (اے اللہ کے رسولؐ) میں انذر آجاؤں۔ رسول اللہ نے فرمایا
 اے ام سلمہؓ تم نیکی پر سو (یہ آیت) بس میرے لئے، میرے بھائی
 علیؑ کے لئے، میری بیٹی فاطمہؓ کے لئے اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ
 اور حسینؑ صلوات علیہم کے لئے خاص طور پر نازل ہوئی ہے (حضرت نے
 فرمایا) ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ محض ہم چادر کے اندر تھے) میرے
 بعد حسینؑ کے ہونے والے نو فرزندوں کے حق میں (یہ آیت) نازل ہوئی
 ہے۔ — تمام لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم سے ام سلمہؓ نے
 ایسا ہی کہا تھا۔ ہم نے رسول اللہ سے اس بات کے متعلق پوچھا تھا۔ جیسا ام سلمہؓ
 نے بیان کیا تھا۔ رسول اللہ نے بھی ایسا ہی بیان فرمایا تھا۔

علی علیہ السلام نے فرمایا — میں تم سے اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر
 سوال کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے (جب یہ آیت)
 نازل فرمائی: —

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُلُوا مَعَ

الْحَيَاتِينَ — (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے

ڈرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔)

سلمان فارسی نے عرض کی — اے اللہ کے رسول! یہ آیت عام ہے یا خاص؟ رسول اللہ نے فرمایا —

”جن لوگوں کو حکم دیا گیا ہے وہ عام ہیں۔ مومنین کی تمام جماعت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن صاذقین خاص لوگ ہیں وہ علی بن ابی طالب ہیں اور علی کے بعد قیامت تک ہونے والے اوصیاء مراد ہیں۔“

حضرت نے فرمایا — میں نے تبوک کی لڑائی کے روز رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی تھی۔ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے رچنوں اور عورتوں میں کیوں خلیفہ بنا رہے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا مدینہ یا میرے ساتھ ٹھیک رہ سکتا ہے یا تمہارے ساتھ۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت نبوت کے سوا حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت کیساتھ جو لوگ مہاجر اور انصار تھے۔ کھڑے ہو کر گواہی دینے لگے کہ ہم نے جنگ تبوک کے موقع پر رسول اللہ کو ایسے ہی فرماتے ہوئے سنا تھا۔ حضرت نے فرمایا — میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سوہ حج میں ارشاد فرمایا ہے۔ —

يا ايها الذين امنوا ركعوا واسجدوا واعبدوا ربكم — ترجمہ: اے ایمان والو! بارکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو۔

مہاجر و انصار نے کھڑے ہو کر عرض کی — اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں۔ جن پر ان کے اعمال پر قیامت کے دن آپ گواہ ہیں۔ وہ لوگوں پر

قیامت کے روز ان کے نیک و بد اعمال پر گواہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے چُن لیا ہے ان پر دین کے معاملہ میں کوئی سختی مقرر نہیں کی یہ لوگ اپنے جد حضرت ابراہیم کی بہت پر ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا:۔

” اللہ تعالیٰ کی اس سے مراد تیرہ انسان ہیں۔ ایک خود میں ہوں

دوسرا میرا بھائی (علی) ہے گیارہ میرے بیٹے ہیں۔“

سب لوگوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات

سنی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا:۔

” میں نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ رسول اللہ نے

کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ نے کون خطبہ ارشاد

نہیں فرمایا تھا (انتقال فرم گئے تھے) رسول اللہ نے فرمایا تھا اے لوگو!

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان کا دامن پکڑو گے۔ تو ہرگز

ہرگز نگرہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ دوسرے میرے اہل

بیت ہیں۔ لطیف و خبیر اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ

ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ جتنی کہ میرے پاس حوض کوثر پر

وارد ہوں گے۔“

سب نے کہا ہاں ہم ساری بات کی گواہی دیتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا:۔ ”مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔“

بارہ آدمی کھڑے ہو گئے اور کہا ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس

وقت فرمایا تھا۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا تھا۔ (یہ سنکر) حضرت عمر ابن خطاب

ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہا:۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول کیا (اس حدیث

سے) آپ کے تمام اہل بیت مراد ہیں؟

رسول اللہ نے فرمایا — نہیں بلکہ میرے اوصیاء مراد ہیں، ان میں میرے بھائی، میرے وزیر، میرے وارث اور میری امت میں میرے بعد تمام مومنین کے سردار یہ علی ہیں۔ یہ ان اوصیاء میں پہلے ہیں۔ ان سے افضل ہیں۔ پھر یہ میرا بیٹا میرا وصی (رسول اللہ نے امام حسن کی طرف اشارہ کیا) پھر امام حسن کا یہ وصی ہے (آپ نے امام حسین کی طرف اشارہ کیا) پھر پے درپے نو اوصیاء حسین کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ حرم کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں (قیامت کے روز مخلوق کے اعمال کی کوآبی دیں گے)۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں جس شخص نے ان حضرات کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

سترہ سی اصحاب اور ستر کے قریب دوسرے اصحاب رسول کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جو بات ہیں بھول گئی تھی اب یاد آگئی ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا تھا۔

سلیم کا بیان ہے کہ — حضرت نے ہر بات ان سے قسم دیکر دریافت فرمائی تھی۔ حتیٰ کہ حضرت نے اپنی فضیلت کو بیان فرمایا تھا۔ جو رسول اللہ نے آپ کے حق میں بیان فرمائی تھی۔ لوگ آپ کی ہر بات کی تصدیق کرتے ہوئے گواہی دیتے تھے۔ کہ واقعی یہ بات حق ہے،

جب ابوذر دار اور ابوہریرہ نے معاویہ سے (حضرت علی کی) ہر ایک بات بیان کی اور لوگوں کے ان جوابات سے بھی آگاہ کیا جو حضرت کے بیان کی تصدیق کرتے تھے۔ معاویہ نے کہا: —

”اے ابودرداء، اے ابوسہریرہ اگر علیؑ کی وہ تمام باتیں جو تم بیان کرتے
 ہو۔ درست ہیں تو علیؑ اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے شیعوں کے سوا باقی
 تمام مہاجر و انصار ہلاک ہو گئے۔“

معاویہ کا دوسرا خط

پھر معاویہ نے حضرت امیرؓ کی خدمت میں خط تحریر کیا (اے علیؑ) اگر
 وہ بات جو آپ نے بیان فرمائی ہے، جس کا دعویٰ کیا ہے۔ جس پر اپنے
 اصحاب کی گواہی دلوانی ہے۔ درست ہے تو اس سے آپ کے سوا۔
 آپ کے اہل بیت اور شیعوں کے سوا حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان
 تمام مہاجر اور انصار ہلاک ہو گئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان پر آپ رحم اور
 استغفار کی دعا کرتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تیسری صورت جو
 ہی نہیں ہو سکتی۔ یا تو آپ تقیر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ اگر آپ ان حضرات
 پر کھلے عام بیزاری ظاہر کریں تو آپ کو اپنے لشکر میں پراگندگی کا خوف ہے
 جن کے ذریعے آپ مجھ سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنے باطل دعویٰ
 میں جھوٹے ہیں جیسا کہ مجھے ایک معتبر آدمی سے معلوم ہوا ہے۔ آپ اپنے
 شیعوں اور خاص رازداروں کو میرے راز بتاتے ہیں۔ مجھے ایک
 معتبر آدمی نے کہا ہے کہ اس سے آپ کی مراد حضرت ابوبکر
 حضرت عمر اور حضرت عثمان ہے آپ نے اپنے اصحاب سے کہا ہے اگر تم
 مجھے گمراہ کرنے والے ائمہ پر رحم کی دعا کرتے ہوئے دیکھو تو اس سے میری مراد
 میری اولاد ہوتی ہے۔ یہ ایک دلیل ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ آدمی

جس نے میرے پاس یہ بات بیان کی ہے اس کے سچے ہونے کی ایک دلیل ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، ہمیں کسی اور سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو جب حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی تھی۔ آپ اپنی زوجہ حضرت فاطمہؓ کو سوار کر کے (اصحابِ رسولؐ کے گھروں پر) گئے تھے، آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کے ٹانگوں کو پکڑا سوا تھا۔ آپ نے اصحابِ بد اور سابقین میں سے کسی کا گھر نہ چھوڑا (اپنی نصرت کی طرف) سب کو دعوت دی تھی۔ حضرت ابوبکر کی بیعت کے خلاف ان سے امداد مانگی تھی۔ چار آدمیوں کے سوا آپ کو کوئی انسان (امداد کے لئے) نہ ملا (وہ چار یہ ہیں) سلمانؓ، ابوذرؓ، مقداد اور زبیرؓ۔ مجھے زندگی کی قسم (اپنے دعویٰ خلاف میں) اگر آپ سچے ہوتے تو وہ آپ کی دعوت (امداد) قبول کرتے۔ آپ کی امداد اور نصرت کرتے لیکن آپ نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ جس کا ان لوگوں نے اقرار نہیں کیا تھا۔

حضرت علیؓ کو میرے دونوں کانوں نے فرماتے ہوئے سنا ہے جب ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے کہا تھا اے ابوطالب کے بیٹے اپنے ابنِ علم کی سلطنت گنوا بیٹھے ہو۔ اس سلطنت پر وہ لوگ قابض ہیں جو قریش کے ذلیل ترین قبیلوں تیم اور عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ ابوسفیان نے آپ کو اپنی امداد کی پیش کش کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا اگر مجھے چالیس آدمی، مہاجرین، انصار اور سابقین سے مل جاتے تو آپ سلطنت پر قابض انسان کو مجھ کا دیتے۔ اس بات سے صاف عیاں ہے کہ آپ تلبی بطور پر شیخین وغیرہ سے راضی نہیں ہیں۔

حضرت کا جواب

حضرت امیر نے معاویہ کو خط تحریر فرمایا۔
 اب بعد (اے معاویہ) میں نے تمہارا خط پڑھا ہے جو کچھ تم نے تحریر کیا
 ہے۔ اس کو بھی پڑھا ہے۔ تم نے اپنے کلام کو طول دیا ہے۔ جس سے
 میرے تعجب میں اضافہ ہوا ہے۔ اس اُمت کے لئے بہت بڑا امتحان
 اور بے حد تکلیف کا موجب کہ تم جیسے انسان (امور مسلمین) میں گفتگو کریں
 لوگوں کے عام اور خاص امور میں عذر ذمہ نہ کریں۔ تم خود جانتے ہو تم کون
 ہو۔ جس کے فرزند ہو تم خود جانتے ہو۔ میں کون ہوں، میں خود جانتا ہوں
 میں کس کا بیٹا ہوں خود جانتا ہوں۔ جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے۔ اس کا
 جواب تحریر کروں گا۔ میرا خیال ہے نہ تم اور نہ تمہارا دزیرین بابتہ عمر دماغ
 سمجھیں گے۔

خط تحریر کرنے پر آمادہ کیا ہے اور اس خط کو تمہارے سامنے مزین کر کے
 پیش کیا ہے، جب تم دونوں خط تحریر کر رہے تھے۔ تو تم دونوں کے
 ساتھ شیطان اور اس کے مردود و دورت موجود تھے۔ رسول اللہ نے
 مجھے فرمایا تھا کہ آپ نے اپنے منبر پر قریش کے بارہ انسانوں کو بٹھا
 تھا۔ جو گمراہ کرنے والے امام ہوں گے۔ رسول اللہ کے منبر پر
 بندوں کی شکل میں چڑھتے ہیں اور اترتے ہیں۔ آپ کی اُمت کو صراط
 مستقیم سے پیچھے مٹاتے ہیں۔ (حضرت نے فرمایا) اللہ تعالیٰ جانتا ہے
 کہ رسول اللہ نے مجھے (گمراہ ائمہ کا) ایک ایک نام لیکر بتایا تھا ایک

کے بعد دوسرا اتنی مدت تک حکومت کرے گا۔ دس آدمی بنو امیہ کے ہوں گے اور دو قریش کے مختلف قبائل سے ہوں گے۔ تمام امت کا قیامت تک کا گناہ محض ان دو کی گردن پر ہوگا۔ ان تمام لوگوں کے پورے عذاب کے برابر اکیلا ان دو پر عذاب ہوگا۔ ہر وہ خون جو ناحق بہا۔ ہر وہ زنا جو ہوا۔ ہر وہ حکم جو ناانصافی کے طور پر دیا گیا۔ ان دونوں پر سب کا گناہ ہوگا۔ میں نے رسولؐ اشد کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بنو عباس کے آدمیوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ کتاب خدا کی توبہ بن کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال تصور کریں گے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا اے میرے بھائی تم میری مانند نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں حق کو وضاحت سے بیان کروں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ میں تم کو لوگوں سے بچاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں لوگوں سے جہاد کروں اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

جاهد فی سبیل اللہ

ترجمہ: اللہ کی راہ میں جہاد کرو

حرض المؤمنین علی القتال

ترجمہ: مؤمنین کو جنگ پر براہِ بیگمانہ کرو

رسولؐ اللہ نے فرمایا:۔ میں جتنا عرصہ مکہ میں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے لڑائی کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے جہاد کا حکم دیا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے دین، شرائع، سنن، احکام، حدود و حلال اور حرام معلوم کرانا چاہتا تھا۔ میرے بعد لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ

نے جس چیز کا انہیں حکم دیا تھا اور میں نے تیری ولایت اور محبت کا
 انہیں حکم دیا تھا۔ دعویٰ کریں گے۔ مخالفت کے باعث جو چیز اللہ تعالیٰ
 نے تیرے بارے میں نازل کی ہے۔ اپنے لئے دعویٰ کریں گے (اے علیؑ)
 اگر ان کے خلاف لڑنے کے لئے تمہیں مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد
 کرنا۔ اگر تمہیں مددگار میسر نہ آئیں تو اپنے ہاتھ روک لینا اور اپنی جان بچانا
 جان لو! اگر تم نے ان کو دعوت دی اور ان لوگوں نے تمہاری دعوت کو
 قبول نہ کیا (دعوت دینے میں) تم باز نہ رہنا۔ ان پر اتمام حجت کرنا۔ اے میرے
 بھائی تم میری مانند نہیں ہو۔ میں نے تمہاری حجت کو قائم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ
 نے جو کچھ تمہارے حق میں نازل کیا وہ سب میں نے ان لوگوں پر ظاہر
 کر دیا ہے۔ (کیا) اللہ تعالیٰ انہیں جانتا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟
 میرا حق اور میری اطاعت دونوں واجب ہیں۔ میں نے ان دونوں باتوں
 کو اور تمہاری حقیقت کو کھلم کھلا ظاہر کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے امر
 (خلافت) کو قائم کر دیا۔ تمہاری حجت کو ظاہر کر دیا ہے۔ اگر تم ان سے خاموش
 رہے اور اپنی طرف دعوت نہ دی تو گنہگار نہیں ہو گے۔ لیکن بہتر یہی ہے
 کہ تم ان کو (اپنی خلافت کی طرف) دعوت دو۔ وہ تمہاری دعوت پر توجہ
 نہ کرتے ہوئے قبول نہ کریں گے۔ تم پر قریش کے علم خاں ہوں گے۔ تمہارے
 بارے میں اندیشہ ہے اگر تم نے ان سے جہاد کیا تو کہیں تمہیں قتل نہ کر دیں
 (اگر ایسی صورت ہو جائے) تو ضروری ہے کہ تمہارے ساتھ ایک ایسا گروہ
 ہو۔ جن کے ذریعے تم اپنے آپ کو مضبوط کر سکو۔ (اگر مددگار میسر نہ ہوں)
 تفتیہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں سے ہے جو تفتیہ نہیں کرتا (جان کے
 ضائع ہونے کے وقت) اس کا کوئی دین نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس

امت میں اختلاف اور تفریق کو مقدر کر دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور ان کو ہدایت پر جمع کرتا۔ دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اس کی مخلوق ہیں کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ نہ اس کے حکم میں کوئی فرد کسی چیز میں جھگڑا کرتا۔ نہ مفضل فاضل کی فضیلت کا انکار کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان لوگوں سے جلدی انتقام لیتا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت دی گئی۔ تاکہ ظلم کی تکذیب کی جائے اور حق کو معلوم کیا جائے۔ کہ حق کی بازگشت کہاں ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عمل کا گھر اور آخرت کو ثواب اور عذاب کا گھر مقرر کیا ہے۔ رسول اللہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

سِجِّزِی الذِّیْنَ اَسَاؤْا بِمَا عَلَّمُوْا وِیَجْزِی الذِّیْنَ
اِحْسَنُوْا بِاِحْسَنٰی۔ (ترجمہ: بر عنقریب اللہ تعالیٰ برائی کرنے والوں کی برائی کا بدلہ اور نیکی کرنے والوں کی نیکی کا بدلہ دیگا) (حضرت امیر فرماتے ہیں) میں نے عرض کی ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں، اس کے امتحانات پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی نضا کو تسلیم کرتا ہوں اور رضا مند ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے میرے بھائی تمہیں بشار ہو کہ تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہوگی۔ تم میرے بھائی ہو۔ میرے دھی ہو۔ تم میرے وزیر ہو، تم میرے دارت ہو، تم میری سنت پر جہاد کرو گے۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی تمہارے سامنے ہارون کا اچھا نمونہ عمل موجود ہے۔ جب قوم نے ہارون اور ہارون کے اہل کو کمزور کر دیا تھا۔ ہارون پر چڑھا ہی شروع کر دی تھی۔ قریب تھا کہ قوم ہارون کو قتل کر دیتی (اے علیؑ، قریش کے ظلم پر صبر کرنا۔ اپنے بارے میں ان کے اتحاد سے بچے رہنا۔ بے شک قوم کے

دلوں میں بد کے کیسے اور احد کی بخش ہے۔ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو اُمت میں خلیفہ مقرر کرنے وقت فرمایا تھا۔ اگر لوگ گمراہ ہو جائیں تو مددگار تلاش کرنا، ان کے ذریعے تو تم سے جہاد کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک دینا، اپنی جان کو محفوظ رکھنا، لوگوں میں تفریق پیدا نہ کرنا (اے علیؑ) تم بھی ایسا ہی کرنا۔ اگر ان کے خلاف مددگار حاصل ہو جائیں تو ان سے جہاد کرنا۔ اگر مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روک دینا۔ اپنی جان کو بچانا اگر تم نے ان کو چھوڑا تو تمہیں قتل کر دیں گے۔ جان لو! اگر تم نے اپنے ہاتھ کو نہ روکا۔ اپنی جان کو نہ بچایا۔ جب مددگار میسر نہ تھے تو اندیشہ ہے کہ لوگ دوبارہ جنوں کی پوجا نہ شروع کر دیں۔ جان بوجھ کر مسکر ہو جائیں گے میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ان لوگوں پر محبت کے ذریعے غلبہ حاصل کرنا اگر تمہاری بات نہ مانیں تو ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا۔ تاکہ تمہارے بارے میں نا صبی اور سرکش ہلاک ہوں۔ عام آدمی خاص لوگ صحیح دمسالم رہ جائیں۔ اگر کسی دن کتاب خدا اور سنت رسول پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کے لئے مددگار مل جائیں تو قرآن کے معانی کی تفسیر میں ان لوگوں سے جہاد کرنا، جس طرح تم نے قرآن کی تنزیل پر چبڑا کیا تھا۔ بیشک اُمت میں وہی آدمی ہلاک ہو گا۔ جس نے تمہاری مخالفت کی اور تمہارے کسی وصی کی مخالفت کی اور اس کو دشمن رکھا اور انکار کیا جس طریقہ پر تم لوگ قائم ہو۔ اس کے خلاف کسی اور چیز کو مذہب بنایا۔

اے معاویہ مجھے اپنی زندگی کی قسم اگر میں تم پر طلحہ اور زبیر پر رحم کی درخواست کروں تو تمہارے لئے میرا رحم کرنا اور استغفار کرنا لوگوں فائدہ نہ دے گا۔ یہ بات تمہارے باطل کو درست نہیں کر سکتی۔ بلکہ

میرا تمہا سے لئے رحم کرنا اور استغفار مانگنا اللہ تعالیٰ اس کو تمہا سے لئے رحمت سے دوری اور عذاب بنا دے گا۔ تم طلحہ اور زبیر کم مجرم اور کم گنہگار معمولی بدعت اور گمراہی والے ان دونوں سے نہیں ہو جنہوں نے تمہا سے لئے اور تمہا سے ساتھی کے لئے خلافت کی بنیاد رکھی۔ جس کا تم قصاص طلب کرتے ہو۔ یہ دو وہ تھے۔ جنہوں نے تمہاری خاطر تمہا سے حقوق کو کچل کے رکھ دیا۔ ہم اہلبیت پر ظلم کیا۔ تم کو ہماری گردنوں پر سوار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

الم تری الی الذین اوتوا الصیبا فی الکتاب یومنون بالجبیت والطاغوت ویقولون للذین کفروا هولاء اهدى من الذین آمنوا سبیلاً اولئک الذین لعنهم اللہ ومن یلعن اللہ فلن یجدهم نصیراً۔ ام لهم نصیب من المملک فاذا لایوتون الناس نصیراً، ام یحسدون الناس علی ما اتاهم اللہ من فضلہ، جن پر لوگ حسد کرتے ہیں۔ وہ ہم لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

فقد آتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمة واتینا ہم مملکاً عظیماً (ترجمہ :- ہم نے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور ہم نے ان کو بہت بڑا ملک عطا کیا۔)

ملک عظیم سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ وہ ان میں ائمہ مقرر کرے گا جو ان ائمہ کی اطاعت کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا۔ جو ان کی نافرمانی کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا۔ کتاب اور حکمت سے مراد نبوت ہے۔ یہ لوگ کیوں ان بانوں کا آل ابراہیم

میں اقرار کرتے ہیں اور آل محمد میں انکار کرتے ہیں۔ اے معاویہ تم اس بات کا انکار کر دو گے اور تمہارا ساتھی (عمر و عاص) انکار کرے گا۔ تم سے پہلے اہل شام، اہل یمن، گنوار لوگ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے اجداد لوگ جو ظالم لوگ جو ظالم ترین لوگ ہیں انکار کر چکے ہیں۔

فقد وكل الله بھا قوماً یسوا بھا بکا ذین

اے معاویہ قرآن حق ہے، لورہ ہے، ہدایت ہے، شفا ہے مومنین کیلئے والذین لا یؤمنون فی اذ انھم وقروہو علیہم عی اے معاویہ گمراہی اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کی کوئی ایسی قسم نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان لوگوں کی تردید کی ہے۔ ان کی حقیقت کو باطل کیا ہے۔ ان کے اتباع سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں قرآن نازل کیا ہے جو شخص اس قرآن برحق کو جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے اور جو اس کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کا ظاہر اور باطن نہ ہو۔ کوئی حرف ایسا نہیں جس کی تفسیر نہ ہو۔

وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ
قرآن کی تفسیر کوئی نہیں جانتا۔ یا اللہ تعالیٰ یا وہ لوگ جو علم
میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔

دوسری روایت میں ہے قرآن کا کوئی لفظ ایسا نہیں ہے۔ مگر اس کی ایک ظاہری شکل ہوتی ہے۔ جو قرآن کے ددش پر ثبت ہوتی ہے ایک اس لفظ کا باطن رپوشیدہ مطلب ہوتا ہے۔ اس لفظ

کی تفسیر ہوتی ہے۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اس لفظ کی تفسیر کوئی نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ یا ذہ لوگ جو علم میں اعلیٰ درجہ پر ناز ہیں۔ ہم آل محمد بھی اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو حکم دیا ہے۔ ان یقولوا المنابہ کل من عند ربنا وما ینذکر لا الہ الا لہ اب وہ یہ کہیں ہم قرآن پر یقین لائے ہیں۔ ہر چیز ہمارے رب کی جانب سے ہے۔ نہیں نصیحت پکڑتے۔ مگر صاحبان عقل لوگوں کو چاہیے کہ قرآن کی حقیقت کو ہم سے سمجھیں ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یتنبطونہ منہم — مجھے اپنی زندگی کی قسم رسول اللہ کے انتقال کے بعد اگر لوگ ہمیں تسلیم کر لیتے، ہماری اتباع کرتے اور اپنے کاموں میں ہماری پیروی کرتے تو وہ لوگ آسمان اور زمین سے روزی حاصل کرتے اے معاویہ نہیں کیا لالچ ہے؟ ہم نے ان حضرات کا کیا گنویا ہے؟ انہوں نے ہماری وجہ سے بہت کچھ گنویا ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے اور تمہارے باسے میں ایک خاص سورت نازل فرمائی ہے۔ لوگ اس کی ظاہری تفسیر کرتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ اس کی باطنی تفسیر کیا ہے۔ یہ سورت سوہ حادہ میں موجود ہے۔ قاما من ادنی

کتابہ یمینہ واما من ادنی کتابہ بشمالہ ترجمہ:- اب رہا وہ شخص جس کا نوشتہ الہم کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں) اب رہا وہ شخص جس کا نوشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (اس سے مراد معاویہ ہیں) سر امام گمراہی اور امام ہدایت کو (قیامت کے روز) بلایا جائے گا ان

دلوں کے ساتھ ان کے اسحاب اور ان کی بیعت کرنے والے ہوں گے۔ آپ
 معاویہ تم اس سلسلہ میں شامل ہو بالیٰ تم اذنت کتاب کا ش
 میز زشتہ ہی مجھے نہ دیا جاتا ولم ادری ما حسابہ اور میں نہیں
 جانتا کہ میرا حساب کیا ہے میں نے رسول اللہ کو ایسے ہی فرماتے ہوئے سنا تھا۔
 اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رسوائی اور عذاب ہراس گمراہ کرنے والے امام پر ہوگا۔ جو تم سے
 پہلے تھا یا تمہارے بعد ہوگا۔ تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے
 وما جعلنا الرؤیا التي اريناك الا فتنة للناس والشجرة الطلعونہ فی القرآن (زمرہ) اے محمد!

جو خواب ہم نے تمہیں دکھلایا ہے، وہ لوگوں کے لئے آزمائش ہے اور ملعون درخت
 جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ ————— یہ آیت اس لئے

نازل ہوئی کہ رسول اللہ نے خواب میں دیکھا کہ بارہ گمراہ کرنے والے امام
 آپ کے ممبر پر موجود ہیں (اسلام سے) لوگوں کو رجعت قہقہی کی
 طرح پیچھے مٹا رہے ہیں۔ دو آدمی قریش سے ہیں دس آدمی بنی اہبہ
 کے ہیں۔ (بنو امیہ ہیں) اول تمہارا ساتھی ہے جس کا تم قصاص طلب
 کر رہے ہو، ایک خود تم ہو، ایک تمہارا بیٹا ہے۔ سات بیٹے حکم بن
 ابی عاص کے ہیں۔ ان میں پہلا (مروان ہے) جس پر رسول اللہ نے
 لعنت کی تھی۔ رسول اللہ نے اس کو (مدینہ سے) نکال دیا تھا۔ اے
 معاویہ ہم اہل بیت ہیں۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے
 آخرت کو پسند کیا ہے۔ ہمارے لئے دنیا کو ثواب کی خاطر پسند
 نہیں کیا۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس میں
 تم، تمہارا وزیر اور تمہارا کتا ساتھی شامل ہے۔ کہ جب ابوالعاص
 کی اولاد تیس تک پہنچ جائے گی۔ تو وہ کتا، خدا کی بے حرمتی

کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال تصور کریں گے۔

اے معاویہ! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت زکریاؑ سے سے چپے گئے اور حضرت یحییٰؑ ذبح کئے گئے۔ آپ کی قوم نے آپ کو قتل کیا، آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذیل چیز ہے دُنیا میں شیطان کے پیروا اللہ تعالیٰ کے بندوں سے پڑائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ
بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔۔۔۔۔ ترجمہ:۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ
کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ بناوجہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو قتل کرتے
ہیں۔ لوگوں میں ان کو قتل کرتے ہیں۔ جو انصاف کا حکم دیتے ہیں ان سے
محمدؐ ان لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دیدے گا۔

اے معاویہ! مجھے رسول اللہؐ نے آگاہ فرمادیا تھا کہ عنقریب بنو
امیر میری واڑھی کو میرے سر کے خون سے خناب کریں گے اور میں شہید
کیا جاؤں گا۔ میرے بعد تم امت کے حاکم بن جاؤ گے، عنقریب تم دھوکا
بازی سے میرے بیٹے حسن کو زہر سے قتل کرو گے، عنقریب تمہارا بیٹا
یٰزید اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے میرے بیٹے حسین کو قتل کرے گا۔
(یزید کی طرف سے) اس کام کی انجام دہی کے لئے زنا کار عورت کا بیٹا مقرر
ہوگا۔ تمہارے بعد ابوالعاص کے سات بیٹے اور مردان بن حکم کے پانچ
بیٹے امت کے حاکم بن جائیں گے۔ پورے بارہ امام ہوں گے۔ جن کو رسولؐ

اللہ نے اپنے غم پر خواب کی حالت میں بندروں کی طرح کودتے ہوئے
 دیکھا تھا۔ لوگوں کو دین سے رجعت تہقیری کی طرح بٹا ہے تھے اقیامت
 کے روز سب لوگوں سے زیادہ عذاب ان لوگوں پر ہوگا۔ عقرب اللہ تعالیٰ
 ان سے خلافت ان لوگوں کے ذریعے نکال دے گا۔ جو بیاہ علم لئے ہوئے
 مشرق سے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان سیاہ علم والوں کے ذریعے دلیل
 اور خوار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر حکم قتل کرے گا۔

اے معاویہ! تمہارا ایک بیٹا جو منجوس، ملعون، اجڈ، بدکار، لٹے
 دل والا، بدکلام، سخت دل، جس کے دل سے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور
 محبت کو نکال دیا ہے۔ جس کے نہال بنو کلب سے ہوں گے۔ میں اس شخص
 کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اگر میں چاہوں تو اس کا نام اور عبر بیان کر دوں
 وہ مدینہ پر ایک لشکر روانہ کریگا۔ لشکر مدینہ میں داخل ہو کر قتل و غارت
 کا بازار گرم کرتے ہوئے برائی کا ارتکاب کرے گا۔ اس لشکر سے میرا ایک
 فرزند بھاگ جائے گا۔ جو زکی، پرہیزگار ہوگا۔ اور زمین کو عدل و انصاف
 سے بھر دے گا۔ جیادہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔ میں اس کے نام کو جانتا
 ہوں۔ ان دنوں اس کی عمر کیا ہوگی۔ اور اس کی علامت کیا ہوگی۔ میں جانتا
 ہوں۔ وہ میرے بیٹے حسین کی اولاد سے ہوگا۔ وہ حسین جس کو تمہارا
 بیٹا یزید قتل کرے گا۔ وہ اپنے باپ کے خون کا طالب ہوگا۔ وہ مدینہ
 سے کو مھاگ کر جلا جائے گا۔ اس لشکر کا سردار میری اولاد میں سے
 ایک زکی اور بے گناہ ہوگا۔ جس کا اسم زیت ہے۔ کے قریب قتل کرے
 گا۔ میں لشکر کے سردار لوگوں کے نام اور ان کے گھڑوں کے نشانات
 جانتا ہوں۔ جب وہ لشکر گیتان میں داخل ہوگا۔ تو زمین ان پر برابر ہو

جائے گی۔ اللہ تعالیٰ لشکر کو زمین میں دھنسا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: —

ولو تری اذ فرعوا فلا فون واخذوا من مکان قریب
اس اقدام کی وجہ سے اس لشکر کا کوئی آدمی بھی سوا ایک آدمی کے نہ بچے گا۔
اللہ تعالیٰ جس کے چہرے کو اس کی گدی کی جانب تبدیل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ
مہدی کے لئے لوگوں کو اس طرح جمع کر دے گا۔ جس طرح فصل فریفتہ میں
بادل کے ٹکڑے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کے نام اور ان کے
امیر کو جانتا ہوں۔ میں ان کی سواریوں کی بھٹانے کی جگہ کو جانتا ہوں حضرت
مہدی علیہ السلام خانہ کعبہ میں داخل ہوں گے، اگر یہ وزاری فرمائیں گے۔

امن یجیب المضطر اذا دعا ویكشف السوم ویجعلکم
خلفاء الارض ————— رتاجہ۔ کون ہے جو مضطر کی آواز کا جواب
دیتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ حالانکہ اس نے تم کو زمین کا
خلیفہ بنایا ہے: یہ آیت ہم اہلبیت کے لئے مخصوص ہے۔

اے معاویہ! اللہ تعالیٰ کی قسم میں یہ خط تمہارے پاس تھرہر کیا
ہے۔ لیکن مجھے علم ہے کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ گے، تم خوش ہو گے
کیونکہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ تم عنقریب خلافت پر متمکن ہو جاؤ گے۔
تمہارے بعد تمہارا بیٹا قابض ہو جائے گا۔ آخرت کی تمہیں کوئی فکر نہیں ہے
آخرت کے معاملے میں تم انکار کرنے والے ہو۔ جس طرح وہ شخص نادام
ہوا جس نے تمہارے لئے خلافت کی بنیاد رکھی تھی۔ اسی طرح تم بھی
نادام ہو گے، اس ندامت نے کوئی فائدہ نہ دیا تھا۔ تم کو سہاری گردنوں پر
مسلط کر دیا تھا۔ تمہارے خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا ہے میں نے

اپنے کاتب کو حکم دیا ہے کہ وہ اس خط کو میرے شیعوں کو اور بڑے بڑے اصحاب کے پاس تحریز کرے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس خط کے ذریعے کوئی نائدہ دے۔

اے معاویہ! تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے اس کو کوئی پڑھ لے اس خط کی وجہ سے اور تمہارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس کو گمراہی سے نکال دے اور ہدایت کی طرف لے جائے۔ چونکہ تم نے اور تمہارے احباب نے ظلم کیا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو تکالیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ تم سے احتجاج کروں!

معاویہؓ نے حضرت کے خط کے جواب میں تحریر کیا — اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو کہ آپ افرات کے مالک ہو گے اور ہمیں مبارک ہے کہ ہم دنیا کے مالک ہو گئے ہیں۔

مدینہ میں معاویہ کا داخلہ

ابان بن سلیم سے اور عمر بن ابوسلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں کی حدیث ایک ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت امیر کی شہادت اور امام حسن کی صلح کے بعد معاویہ حج کے ارادہ سے اپنی خلافت کے زمانہ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ مدینہ والوں نے معاویہ کا استقبال کیا۔ قریش زیادہ تعداد میں اور انصار کم تعداد میں استقبال کرنے والے تھے۔ انصار کی قلت شرکت کے متعلق معاویہ نے لوگوں سے دریافت کیا۔ لوگوں نے جواباً کہا انصار غریب و محتاج ہو گئے ہیں۔ ان کے پاس سواروں کے گھوڑے نہیں ہیں۔

معاویہ نے قیس بن سعد عبادہ انصاری کی طرف متوجہ ہو کر کہا — اے
گروہ انصار تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم نے اپنے قریش بھائیوں کے ساتھ مل کر
میرا استقبال نہیں کیا۔

قیسؓ جو انصار کا سردار اور ان کے سردار کا بیٹا تھا نے کہا —
اے امیر المؤمنین ہمارے پاس سواری کے گھوڑے نہیں۔ اس لئے استقبال میں
شرکت نہ کر سکے۔

معاویہ نے (طنز کے طور پر) کہا — پانی لانے والے اونٹ کہاں ہیں؟
قیس نے (طنز کا جواب طنز میں دیتے ہوئے) کہا — امیر المؤمنین! ہم
نے اونٹوں کو بدر اور احد کی لڑائی میں ختم کر دیا تھا۔ جو بچ گئے تھے۔ وہ (دوسرے)
غزواتِ رسولؐ میں کام آئے۔ جب ہم نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی
خاطر جہاد کیا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا دین غائب ہو گیا۔ اور تم چین چین تھے۔
معاویہ نے کہا — اے اللہ میں بخشش طلب کرتا ہوں۔

قیسؓ نے کہا — کیا رسولؐ اللہ نے نہیں فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے
بعد لوگوں میں نصیابت دیکھو گے (اے معاویہ) تو میں تم سے پانی لانے والے
اونٹوں کا قطعہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے ان پر سوار ہر بد کی جنگ کے
دن تمہارے ساتھ جہاد کیا تھا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی نذر کے حتم کرنے کی خاطر لڑ رہے (اور
تمہارا مقصد تھا کہ شیطان کا کلمہ بند ہو۔ تمہارا باپ مجبوراً اسلام میں داخل ہوا۔
معاویہ نے کہا — قیسؓ! تم ہم پر اپنی نصرت کا احسان
جلد تے ہو۔ احسان جلدانا اور فخر کرنا محض اللہ تعالیٰ اور قریش کو زیب دیتا
ہے۔ — اے گروہ انصار کیا تم ہمارے خلاف رسولؐ اللہ کی امداد کے
خواہاں نہیں تھے۔ حالانکہ رسولؐ اللہ ہم قریش میں سے تھے۔ رسولؐ اللہ ہمارے

ابن عم ہیں۔ ہم نے نہارا کوئی احسان نہیں اٹھایا۔ تم لوگوں کا ہم پر فخر کرنا جائز نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے مددگاروں اور تابعداروں میں شامل کیا ہے۔ تمہیں ہمارے ذریعہ ہدایت کی ہے۔

قبیلوں نے کہا — اے معاویہ! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات کی طرف رحمت بنا کر مامور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو نبوت کیساتھ تمام سیاہ و سفید جن اور انس کی طرف روانہ کیا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ کو رسالت کیساتھ مخصوص کیا۔ رسول اللہ کی رسالت کی سب سے پہلے جس نے تصدیق کی اور سب سے پہلے جو شخص ایمان لایا وہ رسول اللہ کے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، حضرت ابوطالب رسول اللہ کی حفاظت کرتے اور آپ کو بچاتے تھے۔ قریش میں ایک معزز انسان کی حیثیت سے قریش کو (رسول اللہ کی) ایذا رسانی سے منع فرماتے تھے۔ (حضرت ابوطالب کا مقصد یہ تھا کہ) کہیں رسول اللہ کو قتل نہ کر دیں۔ اور آپ کو تکلیف نہ دیں۔ حضرت ابوطالب نے رسول اللہ کو کہہ دیا تھا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رسالت کی تبلیغ شروع کر دیں۔ رسول اللہ ہمیشہ (حضرت ابوطالب کی زندگی میں) ظلم اور اذیت سے محفوظ رہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوطالب کا انتقال ہو گیا حضرت ابوطالب نے اپنے فرزند (علی) کو رسول اللہ کی وزارت میں رہنے کا حکم دیا حضرت علی رسول اللہ کے وزیر ہو گئے اور رسول اللہ کی نصرت کی۔ حضرت علی نے ہر مشکل، تہنگی اور ہرجوف کے وقت اپنی جان کو رسول اللہ کے لئے وقف کر دیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کے لئے قریش میں سے صرف حضرت علی کو مخصوص کیا، حضرت علی کو تمام عرب و عجم میں حکم بنایا (ایک روز) رسول اللہ نے تمام اولاد عبد المطلب کو جمع فرمایا، جس میں ابوطالب اور ابولہب بھی تھے۔ ان دنوں ان لوگوں کی تعداد چالیس نفر پر مشتمل تھی۔ رسول اللہ نے ان حضرات کو طلب فرمایا۔ حضرت علی رسول اللہ کے

غلام تھے۔ رسول اللہ اپنے چچا ابوطالبؓ کی کفالت میں تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا: —
 ”تم لوگوں میں سے کون ہے، جو اس بات کا خواہش مند ہو کہ وہ میرا بھائی
 میرا وزیر، میرا وصی، میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کا پروردار
 ہو؟“

یہ سن کر تمام لوگ خاموش رہے رسول اللہ نے اسی اعلان کو تین بار دہرایا۔
 (جب ان حضرات نے کوئی جواب نہ دیا) تو حضرت علیؓ نے عرض کی: —
 ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول! میں اس بات کا خواہش مند ہوں!“
 رسول اللہ نے حضرت علیؓ کے سر کو اپنی گود مبارک میں رکھ کر اپنا لعاب
 دہن حضرت علیؓ کے دہن اقدس میں ڈالا اور فرمایا: —
 ”اے میرے اللہ! علیؓ کے سینہ کو علم، فہم اور حکمت سے بھر دے“
 رسول اللہ نے حضرت ابوطالبؓ سے فرمایا: —
 ”اے ابوطالب! اپنے بیٹے کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو
 اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے اس کو وہ منزلت دی ہے جو ہارونؑ کو
 موسیٰؑ سے حاصل تھی!“

رسول اللہ نے حضرت علیؓ اور اپنے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ قیس نے حضرت
 کی فضیلت کی بہ بات کا ذکر کیا۔ ان کے ذریعے ثبوت پیش کیا (قیس نے سلسلہ کلام جاری
 رکھتے ہوئے کہا: —

”قریش میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ ہیں جو بہشت میں اپنے دونوں
 بازوؤں سے اڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو اس بات
 سے مخصوص کیا ہے۔ قریش میں حضرت حمزہؓ ہیں۔ جو سید الشہداء میں ان
 میں حضرت فاطمہؓ ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔“

اے معاویہ! جب تم نے رسول اللہ اور آپ کی عزت کو قریش میں
 ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اے گروہ قریش ہم لوگ تم سے لچھے ہیں ہم
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور رسول اللہ کے اہل بیت کے نزدیک
 تم سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ کا انتقال ہوا، انصار نے میرے
 باپ سعد کی خلافت کے لئے اجاع کرنا۔ حضرت علی اور آپ کے اہل
 بیت کی حجت سے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا (قریش نے انصار کے سامنے
 وہ دلائل پیش کئے، جو حضرت علی اور آپ کے اہل بیت کو خلافت کا
 مستحق گردانتے تھے) قریش نے اس بات کی ذرا بھی پروا نہ کی کہ
 وہ ہم پر اور آل محمد علیہم السلام پر ظلم کر رہے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم
 خلافت میں حضرت علی اور آپ کی اولاد کے ہوتے ہوئے نہ تو کسی قریشی
 کا نہ کسی عرب کا اور نہ کسی عجمی کا حق تھا۔

(یہ سنکر) معاویہ ناراض ہو گیا اور کہا۔ اے سعد کے بیٹے! تم نے
 یہ بات کس سے لی ہے۔ کس سے روایت کی ہے۔ اور سستی ہے۔ کیا تمہیں تمہارے
 باپ نے یہ بات بتائی تھی۔ تم نے اس سے معلوم کی ہے؟

قیس نے کہا۔ میں نے اس بات کو اس شخص سے سنا ہے
 جو میرے باپ سے بہتر تھا۔ جس کا حق میرے باپ سے مجھ پر زیادہ تھا۔
 معاویہ نے کہا۔ وہ کون ہے؟

قیس نے کہا۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ آپ
 اس امت کے عالم اور صدیق ہیں۔ آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے
 یہ آیت نازل فرمائی:-

قل كفى بآدله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده

علم الکتاب — (ترجمہ: اے محمد! تم کافروں سے کہو،
کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ شخص جس
کے پاس کل کتاب کا علم ہے، جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے سے
مراد حضرت علیؑ ہیں۔

قیس نے حضرت علیؑ کے حق میں جو آیت نازل ہوئی تھی۔ سب کو بیان کیا۔
معاویہ نے کہا — اس آیت کے صدیق حضرت ابوبکرؓ ہیں اور نازق
حضرت عمرؓ ہیں۔ والذی عندہ علم الکتاب سے عبداللہ بن سلام (پہلی)
مراد ہیں۔

قیس نے کہا — اے معاویہ! ان ناموں سے زیادہ حق دار اور
افضل وہ شخص نہیں ہے۔ جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل فرمائی ہے۔ —

فمن کان علیٰ بیتہ من ربہ ویستلوا
شاهد منہ — (ترجمہ: کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی
جانب سے ایک دلیل لیکر آیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گواہ
تھا جو اس کی جنس سے تھا، گواہ سے مراد حضرت امیرؓ ہیں۔ جس کو
رسول اللہؐ نے غم غدیر کے مقام پر کھڑا کر کے فرمایا تھا۔ جس کی جان
سے میں افضل ہوں، علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔

رسول اللہؐ نے تبوک کی جنگ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: —
”اے علیؑ! تمہیں مجھ سے وہ مقام حاصل ہے جو ہار دن کو موسیٰؑ
سے حاصل تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

ان ایام میں معاویہ مدینہ میں تھا۔ یہ سننے کے بعد معاویہ نے منادی کرنے

والے کو بلا کر کہا اور اس مضمون کا خط اپنے گورنر کو تحریر کیا کہ میں ان لوگوں سے
 بری الذمہ ہوں، جو علیؑ اور ابیت علیؑ کے فضائل میں کوئی حدیث بیان کرتے ہیں خطیب
 ہر جگہ اور ہر گاؤں میں منبروں پر چڑھ گئے، حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام پر معاذ
 اللہ لعن و طعن کا اعلان کر دیا۔ نیز آپ کے اہل حق شیعوں کے حق میں برائی اور
 لعن و طعن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کے وہ حضرات مستحق نہ تھے، ان پر اللہ
 تعالیٰ کی سلامتی ہو۔

عبداللہ بن عباسؓ اور معاویہؓ کے

دلچسپ گفتگو

(ایک دن) معاویہ قریش کے ایک گروہ کے پاس سے گزر اے عبداللہ
 بن عباس کے سوا سب لوگ (تعظیم کے لئے) کھڑے ہو گئے۔

معاویہ — اے عباس کے بیٹے! میری تعظیم کے لئے
 جب تمہارے سارے ساتھی کھڑے ہو گئے تھے تو تم کیوں نہیں کھڑے
 ہوئے۔ کیا یہ بات کسی ناراضگی کے باعث ہے۔ میں نے تم لوگوں سے صفین
 کی جنگ لڑی تھی۔ کیونکہ میرے چچا کے بیٹے حضرت عثمان مظلوم قتل
 کئے گئے تھے۔

عبداللہ بن عباس — حضرت عمر بن خطاب بھی مظلوم مارے گئے
 تھے۔ حضرت عمر نے اپنے خون کا معاملہ اپنے بیٹے کے سپرد کر دیا تھا
 یہ حضرت عمر کا بیٹا موجود ہے۔

معاویہ ————— حضرت عمر کو مشرک آدمی نے قتل کیا تھا۔

عبداللہ بن عباس ————— حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا تھا؟

معاویہ ————— مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔

عبداللہ بن عباس ————— اس بات کی تہنیتی دلیل باطل ہو جاتی ہے

اگر حضرت عثمان کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا اور آپ کو بے یار و

مددگار چھوڑ دیا تھا تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمان حق پر تھے اور آپ

کا قتل حق بجانب تھا۔

معاویہ ————— اے ابن عباس اپنی زبان کو روک دو ہم

نے تمام سلطنت میں علیؑ اور آپ کے اہل بیت کی فضیلت بیان

کرنا منع کر دیا ہے۔ اپنی جان کی خیر مناد

عبداللہ بن عباس ————— کیا تم نے ہیں قرآن پڑھنے سے منع

کر دیا ہے؟

معاویہ ————— نہیں۔

عبداللہ بن عباس ————— کیا تم نے ہیں قرآن کی تفسیر بیان کرنے

سے روک دیا ہے؟

معاویہ ————— ہاں۔

عبداللہ بن عباس ————— ہم قرآن تو پڑھیں، لیکن اس بات کا سوال

نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی اس سے کیا مراد ہے؟

معاویہ ————— (یہی مقصد ہے)

عبداللہ بن عباس ————— ہاں، لے قرآن پڑھنا ضروری ہے یا

قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے؟

معاویہ ————— قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے۔
 عبد اللہ ————— ہم قرآن پر کس طرح عمل کر سکتے ہیں۔ جب ہمیں
 معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے کیا مراد ہے اور کیوں
 اس آیت کو نازل کیا ہے

معاویہ ————— قرآن کی تفسیر اس سے معلوم کر دو جو اس کی
 تفسیر بیان کرتا ہے جو تفسیر تم اور تمہارے اہل بیت بیان کرتے
 ہیں۔ اس پر عمل نہ کرو۔

عبد اللہ ————— قرآن میرے اہل بیت پر نازل ہوا تھا۔ اس
 کی تفسیر آل البوسفیان، آل ابو معیط یہود، نصاریٰ اور مجوس
 سے دریافت کروں۔

معاویہ ————— آپ نے ہیں یہود، نصاریٰ اور مجوس کے
 برابر کر دیا ہے؟

عبد اللہ ————— مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے نہیں ان کے برابر
 نہیں کیا۔ جب تم نے لوگوں کو منع کر دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت
 قرآن ہی کے ذریعہ کریں اور جو کچھ قرآن میں لیس، نہی، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ
 عام و خاص، محکم اور تشابہ موجود ہے۔ قرآن ہی سے معلوم کریں۔ اور اس کی
 تفسیر سے متعلق کسی سے سوال نہ کریں۔ تو لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ اختلاف
 میں پڑ جائیں گے۔ آہ و فریاد کریں گے۔

معاویہ ————— قرآن پڑھو۔ لیکن اس روایت کی بات نہ کرو،
 جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں نازل کی ہے یا رسول اللہ نے جو
 کچھ تمہارے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ ان دونوں باتوں کے علاوہ اور کوئی

چیز بیان کرو۔

عبداللہ ————— اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: —

یریدون ان لیطفوا نور اللہ بافواہم ویابی

اللہ إلا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی چھونکوں سے بھادیں

لیکن اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے وہ تو اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا۔ اگرچہ

کافر چین نہیں مورتے رہیں۔

معاویہ ————— عباس کے بیٹے! اپنی جان بچاؤ، اپنی زبان

کو روکو۔ اگر تم نے ضروری ایسا کرنا ہے (فضائل اہل بیت بیان کرنے

ہیں) تو تمہیں پوشیدہ طور پر ایسا کرنا چاہیے۔ جہاں علی الاعلان کوئی سننے

والا نہ ہو۔

پھر معاویہ نے اپنی قیام گاہ کی طرف واپس آکر عبداللہ بن عباس

کے پاس پچاس ہزار درہم کی ایک رشم ارسال کی، دوسری روایت میں ہے

کہ ایک لاکھ درہم روانہ کئے۔

امیر شام کے —

مظالم کا بیان

پھر تمام شہروں میں علی علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام

مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ تمام مقامات سے زیادہ کوفہ کے لوگ

گرفتار تھے۔ کوفہ میں شیعوں کی تعداد زیادہ تھی۔ زیادہ کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ زیادہ کی عملداری میں بصرہ بھی شامل تھا۔ زیادہ شیعوں کو جانتا تھا۔ وہ ان میں سے تھا۔ زیادہ کو شیعوں کے خیالات معلوم تھے۔ شیعہ جہاں کہیں بھی ملتے۔ خواہ وہ آسمان کے ستارے کے تحت ہوں یا کسی پتھر کے نیچے چھپے ہوں یا کسی بستی میں ہوں وہ ان کو تلاش کر کے قتل کر دیتا تھا۔ بعض کو جلا وطن کر دیتا تھا۔ بعض کے ہاتھ کاٹ دیتا، بعض کے پاؤں قلم کر دیتا۔ بعض کو کھجوروں پر لٹکوا دیتا، بعض کی آنکھیں نکلوا دیں، بعض کو بھگا یا۔ بعض کو دھکا دے کر نکالا۔ عراق سے چن چن کر نکال دیئے گئے۔ عراق میں کوئی باقی نہ رہا۔ یا تو قتل کیا گیا تھا یا سولی پر لٹکا ہوا تھا۔ یا دھتکارا ہوا تھا۔ یا بھاگنے والا تھا۔ معاویہ نے حکومت کے تمام قاضیوں اور گورنروں کو تحریر کیا کہ:-

” علیؑ کے کسی شیعہ کی نہ آپ کے اہل بیت میں سے کسی فرد کی نہ آپ کے دوستوں میں کسی کی جو علیؑ کی فضیلت اور مناقب بیان کرتے ہیں گواہی متبول نہ کریں، اپنے گورنروں کو تحریر کیا۔ کہ حضرت عثمان کے ماتنے والوں آپ کے دوستوں، آپ کے اہل بیت، آپ کی ولایت کے دم بھرنے والوں جو آپ کی بزرگی اور مناقب بیان کرتے ہیں کا خیال رکھو، ان لوگوں کو اپنی مجالس میں بلاؤ، ان کی عزت کرو، انہیں اپنے قرب میں جگہ دو، انہیں فضیلت بخشو، ہر اس شخص کا اور اس کے باپ کا نام میرے پاس تحریر کرو، جو حضرت عثمان کے بارے میں روایت کرتا ہو۔ ان لوگوں نے فرمان کی تعمیل کی حضرت عثمان کے بارے میں احادیث کی بھرمار کر دی۔ معاویہ نے انہیں انعامات اور پوشاکیں عطا کیں، ان

کے لئے عرب اور عجم کی جاگیروں کی بہنات کر دی۔ ہر شہر میں احادیث وضع کر پڑالوں کی زیادتی ہو گئی وہ لوگ جاگیروں اور مراتب کی لالچ میں راعب ہوئے دنیا

ان پر وسیع ہو گئی۔ معاویہ کے پاس جب کوئی عامل یا بستی کا بمنے والا آتا تھا۔
 جو حضرت عثمان کی فضیلت میں روایت بیان کرتا۔ یا آپ کی فضیلت کا تذکرہ کرتا۔ معاً
 اس کا نام تحریر کر کے مقرب بناتا تھا۔ اس کو زحیح دیتا اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا لوگ اسی
 دھن میں لگے، پھر معاویہ نے اپنے عمال کو تحریر کیا کہ حضرت عثمان کے بارے میں احادیث
 کی کثرت ہو گئی ہے۔ ہر شہر اور ہر کونہ میں پھیل گئی ہیں۔ جب میرا یہ خط نہیں
 موصول ہو جائے۔ تو تم لوگ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بارے میں
 لوگوں کو احادیث بیان کرنے کی دعوت دو، اور دونوں حضرات کی
 فضیلت اور سبقت مجھے بہت محبوب ہے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک
 کا باعث ہے اس گھر (اہل بیت رسول) والوں کی حجت کو زیادہ باطل
 کرتی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے مناقب اور فضیلت اہل محمدؐ کو زیادہ ناگوار
 معلوم ہوتی ہے۔“

معاویہ کے خط کو ہر قاضی اور سرگورن نے لوگوں کے سامنے پڑھا۔ لوگوں نے
 ان حضرات کے بارے میں روایات اور فضائل بیان کئے۔

ایک دسی کتاب

معاویہ نے ایک کتاب تحریر کی جو فضائل اور مناقب اصحاب ثلاثہ کے
 حق میں روایت کئے گئے تھے۔ سب کو اس کتاب میں جمع کیا۔ کتاب کو گورنروں کے
 پاس روانہ کیا۔ انہیں حکم دیا کہ اس کتاب کو ہر بستی اور ہر مسجد میں منبر پر پڑھا جائے
 گورنروں کو حکم دیا کہ اس کتاب کو مدارس کے معلمین کے پاس روانہ کریں وہ اسکول
 کے بچوں کو اس کتاب کی تعلیم دیں طلبہ کتاب میں لکھے ہوئے فضائل کو روایت کریں

مدرسین اس کتاب کو اس طرح پڑھائیں جیسے قرآن مجید کی تعلیم دیتے ہیں۔ لوگ اس کتاب کی تعلیم اپنی لڑکیوں عورتوں اور لڑکوں کو دیں۔ اللہ تعالیٰ کو جتنا عرصہ منظور ہوگا۔ وہ لوگ اس دھن میں لگے رہیں۔

بتاؤنی احادیث کا بیان

معاویہ نے اپنے گورنروں کو ایک فرمان جاری کیا۔ —
 ”دیکھو! جس شخص پر گواہی قائم ہو جائے کہ وہ علیؑ اور آپ کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا نام رجسٹر سے کاٹ دو، اس کی گواہی جائز قرار نہ دو۔“

دوسرا فرمان جاری کیا۔ —
 ”جس پر تم کو شبہ ہو جائے اور پوری گواہی قائم نہ ہو سکے، اس کو قتل کر دو۔“

گورنروں نے مہمان اہل بیت کو تہمت اور شبہ کی بنیاد پر چن چن کر تہ تیغ کیا۔ انتہا یہ ہو گئی کہ اگر کسی آدمی سے نادانستہ طور پر کوئی بات نکل جاتی تھی تو اس کی گردن اڑادی جاتی تھی۔ یہ مصیبت عراق سے زیادہ کہیں نہیں تھی۔ خاص طور پر کوفہ شہر اندکی زد میں تھا (یہ لوگ) اپنے اصحاب کے حق میں چھوٹی احادیث کذب اور بہتان سے بیان کرتے تھے۔ اس حالت میں لوگوں کی پردریش ہوئی، لوگ جھوٹی روایات بیان کرنے والوں سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہی روش قاضیوں، حکام اور فقہار نے اختیار کی۔ اس معاملہ میں ریاکار نزاری، زیادہ تکلیف اور تشنہ کا باعث تھے۔ یہ اپنے مہر دین کے حق میں نیاز مندی اور خلوص کا اظہار کرتے تھے۔ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے تھے۔

احادیث کا ذریعہ کی تعلیم حکام سے پہرہ ور ہونے کے لئے دیتے تھے۔ اس طریقہ سے حکام کا قرب حاصل کرتے تھے۔ اس ذریعہ سے مال جاگیریں اور مراتب حاصل کرتے تھے۔ (بار بار تکرار کے باعث) یہ احادیث اس پوزیشن میں ہو گئیں کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ یہ حق اور سچی ہیں۔ لوگوں نے ان احادیث کو بیان کیا اور مستبول کیا۔ ان کی تعلیم حاصل کی اور دوسرے لوگوں کو ان کی تعلیم دی۔

یہ احادیث ان دین دار لوگوں کے پاس بھی پہنچ گئیں جو جھوٹ کو بُرا خیال کرتے تھے۔ جھوٹ اور جھوٹے لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، مغالطہ میں آکر ان لوگوں نے ایسی احادیث کو مستبول کیا۔ یہ لوگ یہی تصور کرنے لگے کہ یہ احادیث سچی اور حق ہیں۔ اگر ان حضرات کو معلوم ہو جاتا کہ یہ احادیث جھوٹی ہیں تو وہ ان کو ہرگز روایت نہ کرتے۔ اور نہ ہی ان پر عمل کرتے۔ ————— اس زمانہ میں حق باطل بن گیا تھا اور باطل نے حق کا لباس پہن لیا تھا۔ سچ جھوٹ بن گیا تھا اور جھوٹ سچ ہو گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: —————

”میرے بعد تم کو فتنہ گھیرے گا۔ جس میں سچے پرورش پائے گا اور بڑا زندگی طے کرے گا۔ لوگ اس فتنہ پر کاربند ہوں گے (فتنہ سے مراد خلاف شرع باتیں ہیں) لوگ اس فتنہ کو سنت تصور کریں گے، جب اس فتنہ کی کوئی بات بدل دی جائے گی۔ تو لوگ کہنے لگیں گے کہ خلاف شرع کام ہو گیا۔ اور سنت تبدیل ہو گئی۔“

جب حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام کا انتقال ہو گیا تو اس فتنہ اور مصیبت نے ایک مسلسل سخی اور فتنہ اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ہر دست کو اپنی جان کا خوف تھا ————— دوسری روایت میں ہے کہ اس کو اپنی جان

کا خوف تھا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ یا دعت کارویا جائے گا۔ یا بھگایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر دشمن اپنی محبت کو ظاہر کرتا تھا اور اپنی بدعت اور گمراہی کو پوشیدہ نہیں رکھتا تھا۔

امام حسینؑ کا خطبہ

معاویہ کی موت سے ایک سال پہلے حضرت امام حسین بن علی صلوات اللہ علیہا نے حج ادا کیا۔ آپ کے ہمراہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے بزواتم کے مردوں، عورتوں اور ان کے دوستوں کو جنہوں نے حج ادا کیا تھا۔ انصار میں سے ہر اس شخص کو جو امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کو جانتا تھا۔ جمع فرمایا۔ پھر حضرت نے اپنے کارندوں کو روانہ فرمایا تاکہ وہ اصحاب رسولؐ میں سے جس نے حج ادا کیا جو صالح مہر نے اور پارسانی میں مشہور ہے۔ بلا کہ حضرت کی خدمت میں جمع کریں۔ حضرت کی خدمت میں منیٰ کے مقام پر سات سو سے زائد آدمی جمع ہوئے۔ حضرت کے خیمہ میں جو لوگ موجود تھے۔ ان میں دو سو اصحاب رسولؐ تھے زیادہ تعداد تابعین (جنہوں نے رسولؐ اللہ کے صحابی کو دیکھا ہو) کی تھی۔ حضرت ان میں کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اما بعد! اس (معاویہ) منعم گار نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کیساتھ جو سلوک کیا ہے آپ حضرات نے دیکھ لیا ہے۔ جان لیا ہے اور مشاہدہ کر لیا ہے۔ میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ اگر میں سچا ہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر

میں جھوٹا ہوں تو میری تکذیب کرنا۔ میں تم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حق کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں۔ تمہارے نبی سے مجھے جو قرابت حاصل ہے اس کا واسطہ دیکر کہتا ہوں۔ جب تم اس جگہ سے چلے جاؤ اپنے قبائل میں جو شہروں میں رہتے ہیں۔ جن تم کو اعتماد ہو ان تمام کو بلا لینا اور ان سب تک میری بات پہنچا دینا۔

دوسری روایت میں ہے کہ — میری بات کو سنو، میرے قول کو لکھ لو، پھر تم اپنے شہروں کو لوٹ جاؤ اپنے قبائل کی طرف چلے جاؤ۔ جن پر تمہیں اعتماد ہو۔ اور اطمینان ہو۔ جو کچھ تم میرے حق کے متعلق جانتے ہو۔ ان کو اس کی دعوت دینا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ امر اہل بیت کے خلاف پروپیگنڈا، بطور سبن پڑھایا جائے گا۔ اور ہمارا حق رخصت اور مغلوب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کر کے ہی رہے گا۔ اگرچہ کافر مکروہ سمجھتے رہیں۔

حضرتؑ نے ہر وہ آیت تلاوت فرمائی جو ان (بنو امیہ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھی۔ حضرتؑ نے ان آیات کی تفسیر بیان فرمائی، حضرتؑ نے ان تمام باتوں کو بیان کیا جو رسولؐ اللہ نے آپ کے باپ کے حق میں، آپ کے بھائی، آپ کی والدہ، خود آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے بارے میں ارشاد فرمائی تھیں۔

حضرتؑ کے تمام اصحاب عرض کرتے تھے۔ ہاں ہم نے (رسولؐ اللہ سے) سنا تھا اور ہم لوگ بذات خود موجود تھے۔ ہر ایک تابعی (حضرتؑ کے جواب میں) عرض کرتا تھا۔ مجھے اس حدیث کو ایسی شخص نے بیان کیا ہے جو سب اصحاب سے زیادہ سچا اور زیادہ ایمین ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا ————— میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر کہتا ہوں۔ جس شخص پر تمہیں اعتماد ہو۔ اور اس کے دین پر بھروسہ ہو۔ ان باتوں کو اس سے بیان کرنا۔

جن باتوں کے بارے میں امام حسین علیہ السلام نے ان کو قسم دی تھی اور ان سے بیان کیا تھا۔ ان میں یہ بات بھی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ —————
 ”میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا، جب ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تھا۔ تو رسول اللہؐ نے علیؑ کو اپنا بھائی بنایا تھا رسول اللہؐ نے فرمایا تھا اے علیؑ! تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو میں تمہارا بھائی ہوں!“

سب نے کہا ————— ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ —————
 ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں۔ کہ رسول اللہؐ نے اپنے مکانات اور مسجد کی تعمیر کے لئے زمین خرید فرمائی تھی۔ ہم نے مسجد کو تعمیر کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے مسجد میں دس گھرنائے تھے تو گھر آپؐ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص فرمائے تھے۔ دسواں گھرنو ان تمام گھروں کے درمیان تھا۔ میرے باپ کے لئے مخصوص فرمایا تھا مکانات کے وہ تمام دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ رسول اللہؐ نے علیؑ کے دروازے کے سوا تمام بند کر دئیے۔ پر ہر صاحب ناپاکی کی حالت میں مسجد سے گزرنے تھے۔ رسول اللہؐ نے ان کے دروازے بند کر دیئے (حضرت علیؑ کا دروازہ اس لئے کھلا رہا کہ آپ امام تھے اور معصوم تھے) معصوم نجاست سے پاک ہوتا ہے (اس بات پر ایک

معرض نے اعتراض کیا تو رسول اللہ نے فرمایا نہ میں نے تمہارے دروازے
 چنولے نہ علیؑ کے دروازہ کو کھلا رکھا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے
 دروازے بند کرنے اور علیؑ کے دروازے کو کھلا رکھنے کا حکم دیا ہے۔
 رسول اللہ نے لوگوں کو مسجد میں سونے سے منع کر دیا تھا۔ حضرت علیؑ
 مسجد میں جنابت فرماتے تھے۔ (امام معصوم ہوتا ہے۔ جنابت سے پاک
 ہوتا ہے) حضرت علیؑ کا گھر رسول اللہ کے گھر کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ
 اور حضرت علیؑ کی اولاد مسجد میں پیدا ہوئی۔ تمام لوگوں نے عرض کی ہاں ایسا
 ہی واقعہ ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔

”کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عمر بن خطاب نے ایک سو راخ کے ٹکے
 جو آنکھ کی مقدار کے برابر تھا اور اپنے گھر میں چھوڑ رکھا (اس کو) بند نہ
 کرنے پر اصرار کیا۔ رسول اللہ نے (اس کو) باقی رکھنے پر انکار فرما دیا۔
 رسول اللہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے
 کہ میں ایک پاک دپا کینزہ مسجد تیار کروں، جس میں میرے بھائی اور
 اس کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے۔“

سب نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔
 ”میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے
 ہو کہ رسول اللہ نے غدیر خم کے روز حضرت علیؑ کو بلند فرما کر حضرت علیؑ
 کی سرداری کا اعلان کیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ اس بات کو موجود
 آدمی غیر موجود تک پہنچا دے۔“

سب نے کہا۔ ہاں۔

حضرت نے فرمایا۔ ”میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت

کرتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ تنوک کی جنگ کے موقع پر رسول اللہ نے
حضرت علیؑ سے فرمایا تھا۔ تمہاری مجھ سے وہ منزلت ہے جو ہارونؑ کو
موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔
سب نے کہا — ہاں۔

حضرت نے فرمایا — میں تمہیں خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا
ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب بخران کے نصاریٰ نے رسول اللہ کو مباہلہ کی
دعوت دی تو رسول اللہ حضرت علیؑ، آپ کی بیوی اور آپ کے دونوں
بچیوں کے سوا میدان مباہلہ میں کسی کو نہ لائے تھے۔
سب نے کہا — ہاں۔ حضرت نے فرمایا —

”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ کیا تم
جانتے ہو کہ رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو خیبر کی لڑائی کے روز علم دیا
تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ میں کل ضرور علم اس شخص کو دوں گا جس
کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور
اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ بار بار حملہ کرنے والا ہے جھگڑا
نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خیبر کے قلعہ کو اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا۔
انہوں نے کہا — ہاں۔ حضرت نے فرمایا —

”کیا تم جانتے ہو کہ حضرت علیؑ کو رسول اللہ نے سوہ بات دیکر
ردانہ فرمایا کہ میری طرف سے کوئی نہیں (ان آیات کو) پہنچا سکتا۔ مگر
میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہوگا۔
سب نے کہا — ہاں۔

امام حسینؑ — کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ پر جو بھی تکلیف دار

ہوتی تھی۔ حضرت علیؑ پر اعتماد کرتے ہوئے اس تکلیف میں رسولؐ ائد
 علیؑ کو آگے بڑھاتے تھے۔ رسولؐ ائد نے حضرت علیؑ کو نام لیکر کبھی یاد
 نہیں کیا تھا۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ اے میرے بھائی، میرے بھائی
 علیؑ کو میرے پاس بلاؤ۔

حاضرینے — ہاں۔ (تم نے رسولؐ ائد کو ایسے فرماتے ہوئے سنا تھا)
 امام حسینؑ — کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ ائد نے حضرت
 علیؑ، جعفرؑ اور زیدؑ کے درمیان فیصلہ کیا تھا۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا
 تھا۔ اے علیؑ! تم مجھ سے سو اور میں تم سے ہوں۔ تم میرے بعد ہر
 مومن کے سردار ہو۔

حاضرینے — ہاں۔ (یہ امر واقعہ ہے)
 امام حسینؑ — کیا تم جانتے ہو کہ حضرت علیؑ کو رسولؐ ائد
 کے نزدیک ہردن اور ہر رات رازداری کا شرف حاصل تھا
 جب حضرت علیؑ سوال کرتے تھے تو رسولؐ ائد آپ کو جواب مرحمت
 فرماتے تھے اور جب آپ خاموش ہو جاتے تو رسولؐ ائد ابتداء
 فرماتے تھے۔

حاضرینے — ہاں۔ (یہ بات درست ہے)
 امام حسینؑ — کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ ائد نے
 حضرت علیؑ کو جعفرؑ اور حمزہؑ پر فضیلت دی تھی۔ یہ اس وقت ہوا جب
 رسولؐ ائد نے فاطمہؑ علیہا السلام سے فرمایا تھا۔ میں نے تمہاری شادی
 اپنے اہل بیت کے بہترین آدمی سے کی ہے۔ جو سب سے پہلے اسلام
 لانے والے، سب سے زیادہ صبر کرنے والے اور سب سے زیادہ

علم والے ہیں۔"

حاضرینے — ہاں (یہ بات سنی ہے)

امام حسینؑ — کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہؐ نے فرمایا

تھا کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ میرے بھائی علیؑ

عرب کے سردار ہیں، غلامہٗ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ میرے دونوں

بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جو انان بہشت کے سردار ہیں۔"

حاضرینے — ہاں (ٹھیک ہے)

امام حسینؑ — کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہؐ نے حضرت

علیؑ کو اپنے (انتقال کے بعد) کفنِ دفن کا حکم دیا تھا۔ حضرت

علیؑ کو رسول اللہؐ نے اکاہ لیا تھا۔ کہ اس موقع پر آپ کی لہلاؤ جبرائیل

کریں گے۔"

حاضرینے — ہاں!

امام حسینؑ — کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہؐ نے آخری

خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک

کتابِ خدا اور دوسرے میرے اہل بیت، ان دونوں کا دان پکڑو گے

تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔"

حاضرینے — ہاں (سننا تھا)

حضرت نے ہر ایک چیز کا ذکر فرمایا، جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حضرت علیؑ

ابن ابی طالب اور آپ کے اہل بیت کے حق میں نازل فرمائی ہے۔ حضرت نے ان

باتوں کو ترک فرمایا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی زبان کے ذریعے ان کے حق میں ارز

ایا تھا۔ حضرت نے یہ تمام باتیں ان لوگوں سے سنیں دیکر دریافت کیں (مجمع میں) تاہی

صحابی رسول کی زیارت کرنے والے اعرض کرتے مجھ سے (اس حدیث کو) اس نے بیان کیا ہے جس پر میں اعتماد رکھتا ہوں۔ (یہ بیان کرنے والے) فلاں اور فلاں صاحب ہیں پھر حضرت نے حاضرین کو قسم دیکر دریافت کیا کہ —

”کیا تم نے رسولؐ ائذ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ اس نے رسولؐ ائذ کو دوست رکھا اور علیؑ سے بغض رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ وہ ائذ کے رسولؐ کو دوست نہیں رکھتا۔ ایک سوال کرنے والے نے رسولؐ ائذ کی خدمت میں عرض کی اے ائذ کے رسولؐ! یہ کیسے رسولؐ ائذ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا۔ اُس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے مجھے دوست رکھا اس نے ائذ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ جس نے علیؑ سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے ائذ تعالیٰ سے بغض رکھا۔“

سب لوگوں نے کہا — ہاں ہم نے رسولؐ ائذ کو ایسا ہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔ پھر یہ لوگ چلے گئے۔

عبداللہ بن عباسؓ کا گریہ

ابان بن ابی عباسؓ، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم بن قیس کا بیان ہے، — میں عبداللہ بن عباسؓ کے گھر میں موجود تھا۔ آپؓ کی خدمت میں شیعوں کا ایک گروہ موجود تھا۔ لوگوں نے رسولؐ ائذ کی موت کا ذکر کیا دیکھ کر عبداللہ بن عباسؓ رونے لگے، آپؓ نے کہا، —

”رسول ائد سوموار کے دن انتقال فرما گئے تھے۔ رسول ائد کے پاس آپ کے اہل بیت موجود تھے۔ رسول ائد نے فرمایا کتف لاؤ (کتف شانہ کی ہڈی کہہ لیتے ہیں۔ عام احادیث اور توازیح میں تڑپاک کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی کاغذ کے ہیں) میں تمہیں ایک نوشتہ تحریر کروں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ میرے بعد اختلاف میں نہ پڑ جاؤ، ان میں سے ایک آدمی نے کہا رسول ائد ہدیان کہہ رہے ہیں۔ ریہ سنکر، رسول ائد نے غضباک سو کر فرمایا، میں تمہیں اختلاف میں پڑا ہوا پاؤں ہوں۔ حالانکہ میں ابھی زندہ ہوں، میری موت کے بعد تم کیا کر گے (یہ کہہ کر رسول ائد نے کتف کو چھوڑ دیا)۔“

سلیم کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: —
 ”اے سلیم! اگر وہ آدمی یہ بات نہ کہتا تو رسول ائد ہمارے لئے ایک ایسا نوشتہ تحریر کرتے جس سے کوئی آدمی گمراہ نہ ہوتا اور نہ ہی اختلاف میں پڑتا۔“

لوگوں میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ وہ کون آدمی ہے؟ عبد اللہ بن عباس نے کہا۔ میں اس بات سے معذور ہوں۔

سلیم کا بیان ہے کہ لوگوں کے چلے جانے کے بعد میں علیحدہ عبد اللہ بن عباس سے ملا تو آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت عمر ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں نے علی علیہ السلام، سلمان، ابوذرؓ اور مقداد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ حضرت عمر تھے۔

عبد اللہ بن عباس نے کہا: — اے سلیم اس بات کو پوشیدہ رکھ، اپنے ان بھائیوں کو تباہی میں پڑھیں اعتماد ہو.....

جنگِ حمل کا بیان

ابان کا بیان ہے کہ میں نے سلیم بن قیس کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ
 جل کی لڑائی کے روز میں حضرت علیؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ ہماری تعداد بارہ ہزار
 تھی۔ جل والوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھی۔ حضرت امیرؑ کے ساتھ
 تقریباً چار ہزار آدمی مہاجر و انصار تھے۔ جو رسول اللہؐ کیساتھ بدر کی لڑائی، صلح
 حدیبیہ اور رسول اللہؐ کی دیگر جنگوں میں شامل ہو چکے تھے۔ حضرتؑ نے کسی کو اپنی
 بیعت اور لڑائی کے لئے مجبور نہیں کیا تھا۔ حضرتؑ نے ان کو صرف نیکی کی دعوت دی
 تھی۔ حضرتؑ کے ساتھ ایک سو ستر صحابہ بعد میں شامل ہو گئے۔ بڑے بڑے انصار بھی
 ساتھ تھے۔ جو جنگِ احد اور صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ مہاجرین اور انصار کی
 رضامندی آپ کے ساتھ تھی۔ یہ لوگ حضرتؑ کو اپنا سردار تصور کرتے تھے۔ آپ کی فتح
 اور نصرت کی دعا مانگتے تھے۔ جس شخص نے حضرتؑ سے مقابلہ کیا، اس پر حضرتؑ کے
 غدیر کی تمنا کرتے تھے۔ آپ نے ان پر کوئی جبر نہیں کیا۔ ان لوگوں میں کوئی شخص
 بھی ایسا نہیں تھا جو اللہ کی راہ میں نہ لڑتا ہو اور آپ پر اعتراض کرتا ہو اور آپ سے
 برات ظاہر کرتا ہو۔ معمولی سی چیز بھی آپ کے متعلق چھپاتا ہو۔ اور ظاہری طور پر آپ
 کی محبت کا دم بھرتا ہو۔ تین آدمیوں کے سوا، جنہوں نے پہلے آپ کی بیعت کی تھی
 پھر آپ کیساتھ شامل ہو کر جنگ کرنے میں شک میں پڑ گئے اور اپنے گھروں میں
 بیٹھ گئے تھے۔

یہ حضرات — محمد بن سلمہ، سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر تھے، اسلام بن
 زید بعد میں آپ کے حق میں مان گئے۔ اور رضامند ہو گئے، حضرت علیؑ علیہ السلام کے

حق میں دعا کی تھی۔ آپ کے حق میں مغفرت کی تھی۔ آپ کے دشمن سے بیزاری ظاہر کی تھی۔ اس بات کی گواہی دی تھی کہ علی حق پر ہیں۔ جس نے علی کی مخالفت کی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت دور ہے۔ اس کا خون حلال ہے۔

طلحہ و زبیر

ابان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں، جمل کی جنگ کے دن امیر المومنین علیہ السلام اور اہل بصرہ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے زبیر کو آواز دی۔

علیؑ نے ابو عبد اللہ زبیر کی کنیت سے امیر سے سامنے نکلو۔

اصحاب علیؑ نے امیر المومنین آپ زبیر کے مقابلہ میں نکلتے ہیں

جس نے آپ کی بیعت کو توڑ دیا ہے۔ وہ گھوڑے پر سوار

اور تھیاردوں سے لیس ہے۔ آپ چھر پر بلا ہتھیار سوار ہیں۔

علیؑ نے میرے اوپر حفاظت کرنے والا پیرا من ہے۔ جس کے

باعث کسی کو بھاگنے کی جرأت نہ ہوگی۔ مجھے موت نہیں آئے گی اور

نہ میں قتل کیا جاؤں گا۔ مگر اس آدمی کے ہاتھ سے جو اس اُمت کا

بد بخت ترین انسان ہوگا۔ جیسا کہ ثمود کی قوم کے بخت ترین آدمی نے

اللہ تعالیٰ کی امانت کی کوچیں کاٹ دیں تھیں۔

حضرت کی خدمت میں زبیر حاضر ہوئے (حضرت نے فرمایا طلحہ کہاں گئے

ہیں، طلحہ حاضر ہوئے۔

علیؑ نے میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں

کیا تم جانتے ہو کہ ایک طرف آل محمد کا مدد طلب ہونی موجود ہے

دوسری طرف بی بی عائشہ بنت حضرت ابو بکر موجود ہیں، اصحابِ جلیل اور بزرگ
نہروان وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
دوسری کی برکت ہے رحمت نے فرمایا، وہ شخص ناکام رہا جس نے
تھوٹا بولا۔

زبیر ————— ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہو سکتے ہیں حالانکہ
ہم اہل بہشت ہیں۔

علیؑ علیہ السلام ————— اگر میں تم کو بہشتی سمجھتا تو تم سے جہاں
کو جائز نہ سمجھتا۔

زبیر ————— میں نے اُحد کی لڑائی کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ————— طلحہ کے لئے بہشت واجب
ہو گئی ہے۔ جو شخص زمین پر زندہ شہید کو چلتا ہوا دیکھنا چاہے۔ تو
اُسے چاہیے کہ طلحہ کو دیکھے، کیا آپ نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے
نہیں سنا کہ قریش کے دس آدمی بہشت میں جائیں گے۔

علیؑ علیہ السلام ————— اُن آدمیوں کے نام لوبا
زبیر ————— فلاں، فلاں حتیٰ کہ زبیر نے نو آدمیوں کے نام لئے۔ جن
میں ابو عبیدہ جراح اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

علیؑ علیہ السلام ————— تم نے نو آدمیوں کے نام لئے ہیں سو
نام کہاں گیا ہے؟

زبیر ————— دسویں آپ ہیں۔

علیؑ علیہ السلام ————— تم نے خود اقرار کیا ہے کہ میں اہل بہشت
میں سے ہوں۔ تم نے اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے جس

چیز کا دعویٰ کیا ہے۔ میں اس کا انکار کرتا ہوں۔
 رہ سکر، زیر اپنے ساتھیوں کی طرف روتے ہوئے لوٹے، پھر حضرت اطلحہ کی
 طرف متوجہ ہوئے۔

علیؑ — کیا تم دونوں کیساتھ تمہاری عورتیں موجود ہیں؟
 طلحہ — نہیں۔

علیؑ — تم دونوں نے ایسی عورت کا سہارا لیا ہے۔ جن کا
 منصب کتابِ خدا کی رو سے اپنے گھر میں بیٹھنا تھا۔ تم دونوں اس کو
 کھلم کھلا میدانِ کارزار میں لائے ہو۔ تم دونوں نے اپنی عورتوں کو خیموں اور
 ڈولہوں میں بیٹھا رکھا ہے۔ تم نے رسولؐ اللہ سے انصاف نہیں کیا۔
 اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی عورتوں کو حکم دیا تھا۔ کہ کسی سے بات نہ کریں، مگر پردے
 کے پیچھے (رسولؐ اللہ نے) مجھے زیر کا تمہارے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق
 آگاہ فرمایا تھا۔ کیا تم دونوں ایک دوسرے پر رضامند نہیں ہوتے رسولؐ
 اللہ نے) مجھے آگاہ فرمایا تھا، تم دونوں مجھ سے لڑنے کے لئے دیہاتیوں کو
 دعوت دو گے تم اس بات کے لئے کیا کیا تدبیریں کرو گے.....

”جو کچھ چاہو پوچھو“

ابانؓ سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں مسجدِ کوفہ
 میں علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ لوگ آپ کے ارد گرد جمع تھے۔ حضرت نے
 فرمایا۔

کتاب خدا کے متعلق پہلے اس کے کہ مجھے زیادہ جو کچھ چاہو مجھ سے
پوچھو خدا کی قسم قرآن مجید کی جو آیت بھی نازل ہوئی تھی وہ رسول اللہ نے
مجھے پڑھا ہی تھی اور اس کی تفسیر بتا دی تھی۔ ابن کو انے خدمت میں عرض کی
کہ اس آیت کے متعلق کیا سہتا تھا۔ جو رسول اللہ پر آپ کی عدم موجودگی میں نازل ہوئی
تھی۔ حضرت نے فرمایا:۔

”ہاں اس آیت کو رسول اللہ یاد کر لیتے تھے۔ جب میں رسول اللہ
کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تو رسول اللہ فرماتے تھے اے علی اللہ تعالیٰ
نے تمہارے بعد یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ رسول اللہ مجھ پر آیت کی تلاوت
فرماتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ اس کی تفسیر اس طرح ہے مجھے اس
آیت کی تعلیم دہے دیتے تھے۔“

ایک منہ نابی ہوگا

ابان، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے علی علیہ السلام کو
یہودیوں کے سردار سے فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے کتنے فرقے ہیں۔ یہودیوں کے
سردار نے کہا ایسے ویسے ہیں۔ علی علیہ السلام نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ پھر حضرت
نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

”خدا کی قسم! اگر میرے لئے مسند بچا دی جائے تو میں اہل تورات
کو تورات سے، اہل انجیل کو انجیل سے اور قرآن والوں کو ان کے قرآن
سے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ان
میں سے ستر درخ ہیں جائیں گے۔ ایک ان میں سے بہشت میں داخل

ہوگا۔ یہ فرقہ وہ ہے۔ جس نے حضرت موسیٰ کے وحی حضرت یوشع بن نون کی پیروی کی تھی۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے، ان کے اکثر فرقے جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا۔ یہ فرقہ ہے جس نے حضرت عیسیٰ کے وحی حضرت شمعون کی پیروی کی تھی۔ اور یہ امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا۔ یہ وہ فرقہ ہے جس نے حضرت محمد کے وحی حضرت علی کی پیروی کی ہے۔

حضرت نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور پھر فرمایا: —
 "تہنتر میں سے تیرہ فرقے میری مودت اور محبت کا دم بھرتے
 ہوں گے۔ ان میں سے ایک بہشت میں جائے گا۔ بارہ فرقے دوزخ
 میں داخل ہوں گے۔"

انوکھی کتاب

ابان، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں، سلیم کا بیان ہے کہ میں نے
 عبداللہ بن عباس کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اس عظیم ترین چیز کے متعلق آگاہ
 فرمائیے جو آپ نے علی علیہ السلام سے سنی تھی؟

عبداللہ بن عباس نے کہا — اے سلیم! تم نے مجھ سے وہ
 چیز دریافت کی ہے، جس کو میں نے علی علیہ السلام سے سنا تھا۔
 حضرت فرماتے تھے مجھے رسول اللہ نے بلایا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں
 ایک کتاب تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! اس کتاب کو لے لو،

میں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول! یہ کیسی کتاب ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس میں میری امت کے نیک بخت اور بد بخت لوگوں کے نام تحریر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کتاب کو تمہارے سپرد کر دوں!

صفین کا بیان

ابان کا بیان ہے کہ — میں نے سلیم سے سوال کیا، کیا آپ صفین کی جنگ میں موجود تھے؟

سلیم — ہاں۔

ابان — کیا آپ یوم الحریہ میں موجود تھے؟

سلیم — ہاں۔

ابان — اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

سلیم — چالیس سال تک

ابان — آپ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے، کوئی حدیث بیان فرمائیے؟

سلیم — کچھ چیزیں تو بھول گیا ہوں، لیکن اس حدیث کو نہیں بھولا

رچھراپ رنے لگ گئے اور اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

لے اکثر تب میں بیٹہ الحریہ لکھا ہے

لے مؤرخین کے بیان کے مطابق جنگ صفین ۳۶ھ میں واقع ہوئی تھی۔ اگر اس وقت

سلیم کی عمر چالیس سال تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی ولادت واقعہ ہجرت

سے تقریباً ۲۴ سال پہلے ہوئی۔

” معادیہ کی فوج نے اپنی صفوں کو آراستہ کر لیا اور ہم نے بھی اپنی صفوں کو ترتیب دار کر لیا۔ حضرت شاکب بن اشتر مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے آپ کے ہتھیار گھوڑے کے کوچ کیساتھ معلق تھے۔ اور نیزہ آپ کے ماتھے میں تھا۔ نیزے کو ہمارے سروں پر لہراتے ہوئے فرماتے تھے ” اپنی صفوں کو درست کر لو!“

عجب آپ نے لشکر کی صفوں کو ترتیب کے ساتھ درست فرمایا تو گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور شام والوں کی طرف اپنی پشت کو کر لیا۔ ہماری طرف چہرہ مبارک کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر درود بھیجا پھر فرمایا: —
 اما بعد! خداوند عالم کی قضا و قدر ہے۔ کہ ہم زمین کے اس ٹکڑے پر موت کے فیصلہ کے لئے جو قریب ہے اور امور کے فیصلہ کے لئے جو پہلے طے ہو چکے ہیں جمع ہو گئے ہیں۔ اس زمین میں ہمارے نقیب مسلمانوں کے سردار، مومنین کے امیر، تمام اوصیاء سے افضل، ہمارے نبی کے چچا کے بیٹے، آپ کے بھائی اور وارث ہیں۔ سیدنا سیدنا اللہ ہماری تلواریں امڈ کی تلواریں ہیں، شامیوں کا سردار، جگر کھانے والی کا بیٹا، نفاق کی جڑ اور بقیۃ الاحزاب ہے۔ یہ معادیہ ان کو بدخستی اور دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے۔ ہم لوگ ان سے جہاد کر کے اللہ تعالیٰ کے ثواب کے امیدوار ہیں۔ اور یہ ہم سے لڑ کر جہنم کے عذاب کے منتظر ہیں جب جنگ کی سبھی گرم ہوگی، گرو وغبار کے سیاہ بادل بند سوں گے گھوڑے ہمارے اور ان کے مفتولین پر دوڑیں گے۔ ہم ان سے جہاد کرنے

میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے امیدوار ہیں۔ میں خوفناک آواز اور گرج کے سوا کچھ نہیں سنوں گا۔ (اپنے لشکر سے) اے لوگو! آنکھیں نیچی کر لو، دار لھوں کو دار لھوں پر دباؤ وہ سر پر چوٹ کو سختی سے دکتی ہیں۔ قوم کا مقابلہ اپنے چہروں سے کرو، تلواروں کے دشتوں کو دائیں ہاتھ میں تھام لو، دشمن کی کھوپڑیوں پر چوٹ لگاؤ، نیزوں کو سینے کی پسلی کے قریب لگاؤ، یہ جنگ ہے دشمن پر اس طرح سخت حملہ کرو کہ جیسے تم اپنے باپ دادا بھائیوں کے خون کا بدلہ دشمن سے دل میں غصہ لئے ہوئے لے رہے ہو۔ جنہوں نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا ہو۔ تاکہ تم ذلیل نہ ہو جاؤ، دنیا میں تمہیں ننگے عار کا مقابلہ نہ کرنا پڑے!

دونوں لشکروں کے درمیان جنگ چھڑ گئی، ان کے درمیان ہولناک امور واقع ہوئے۔ ہتھیار آدمی قتل ہوئے۔ ہر ایک نے عرب کی شجاعت کے فرائض انجام دیئے۔ یہ جنگ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد چھبیس کے دن سے شروع ہو کر رات کے تیسرے حصے تک جاری رہی۔ دونوں لشکروں میں سے کسی نے بھی اللہ کا سجدہ ادا نہ کیا۔ ظہر عصر مغرب اور عشاء کی چاروں نمازیں جاتی رہیں۔

جناب امیر کا خطبہ

سلیم بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت خطبہ ارتاد فرمانے کے لئے کھڑے

ہو گئے۔ فرمایا:

"اے لوگو! جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا ہے وہ تم نے اپنی آنکھوں سے

دیکھ لیا ہے۔ تمہارے دشمن کا حشر تو ایسا سہل ہے گویا کہ اس کا آخری متنفس باقی رہ گیا ہے۔ حقائق جب سامنے آتے ہیں تو آخری پہلے سے عبرت حاصل کرتا ہے۔ تمہارے مقابلے میں قومِ رشامیوں نے بے دین ہونے کے باوجود صبر سے تمہارا مقابلہ کیا ہے۔ حتیٰ کہ تمہارے ہاتھوں بہت نقصان اٹھایا ہے۔ اقتدار اشد کل صبح میں ان پر حملہ کروں گا۔ انہیں فیصلہ کی خاطر اشد تعالیٰ کے ہاں راز کر دوں گا۔

جب معاویہ کو حضرت کی یہ بات معلوم ہوئی تو وہ سخت گھبرایا۔ معاویہ اس کے ساتھیوں اور اہل شام کے دل ٹوٹ گئے، معاویہ نے عمرو عاص کو بلا کر کہا: —
”اے عمرو! یہی رات باقی ہے۔ کل علیؑ کا لشکر ہم پر حملہ کر دے گا۔ تمہارا اس معاملہ میں کیا مشورہ ہے؟“

عمرو نے کہا — آدمی بھی تھوڑے رہ گئے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں جو علیؑ کے آدمیوں کا مقابلہ کر سکے تم علیؑ کی مانند نہیں ہو۔ علیؑ تم سے حق کی خاطر جہاد کر رہا ہے اور تم اس سے بغیر حق کے لڑ رہے ہو۔ انت تردید البقاء تم زندہ رہنا پسند کرتے ہو دھویرید الفناء علیؑ موت کو پسند کرتے ہیں۔ اگر علیؑ شام والوں پر فتح یاب ہو گئے تو شام دلے علیؑ سے اتنے خائف نہیں۔ جتنے عراق والے آپ کی کامیابی سے ہراساں ہیں۔

این عاص کی چالاکی

میں عراقیوں کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے اس تجویز

کو ٹھکرا دیا تو اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ اگر قبول کر لیا تو تب بھی اختلاف میں گرفتار ہو جائیں گے۔ میں عراقیوں کو کتاب اٹل کے فیصلہ کی دعوت دوں گا اور مصحف کونیزوں پر بٹنہ کر دوں گا۔ یقیناً تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں نے اس تجویز کو کافی عرصہ سے محفوظ کیا ہوا ہے۔

معاویہ عمر کی تجویز کو سمجھ گیا۔ اور کہا: —
 ”تم نے سچ کہا میرے پاس بھی ایک تجویز ہے۔ میں علی سے
 ملک شام کا مطالبہ کرتا ہوں کہ ہم باقی مطالبات چھوڑ دیں گے اس
 تجویز کے ذریعے میں علی کو دھوکہ دے سکتا ہوں۔ اگرچہ میں پہلے ہی ملک
 شام کا مطالبہ کر چکا ہوں۔ لیکن علی نے انکار کر دیا تھا۔“
 عمر دہنس پڑا اور کہا: — اے معاویہ تم کہاں اور علی کو دھوکا
 دینا کہاں۔ اگر آپ کا خیال ہے تو خط لکھ کر آزمالو۔“
 سلیم کا بیان ہے کہ معاویہ نے حضرت علی کی خدمت میں ایک زرہ
 پوش آدمی جس کا نام عبداللہ بن عقبہ تھا کے ذریعے خط روانہ کیا۔

امیر شام کا مکتوب

معاویہ حضرت امیر کی خدمت میں خط تحریر کرتے ہیں: —
 ”اما بعد! اگر آپ کو علم ہوتا۔ جنگ نے جو تکلیف ہمیں اور آپ کو
 پہنچائی ہے۔ اگر ہم اس حقیقت کو جانتے تو ایک دوسرے پر ہرگز جنگ
 مسلط نہ کرتے۔ ہم نے اپنی عقلوں سے کام نہیں لیا۔ جنگ کے ذریعے
 جن باتوں کو طے کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ اپنے مقام پر قائم ہیں ہمیں

ان باتوں کے متعلق صلح کر لینا چاہیے۔ میں نے آپ سے شام کا مطالبہ اس
 شرط پر کیا تھا کہ مجھ پر آپ کی اطاعت اور بیعت واجب نہ ہوگی، آپ
 نے اس بات سے انکار کر دیا تھا۔ جس بات سے آپ نے انکار کر دیا
 تھا وہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہے۔ میں پھر اس چیز کا مطالبہ کرتا ہوں
 جس کا اکل کیا تھا۔ بے شک آپ زندگی کے اتنے حوصلے نہیں جتنا میں
 ہوں۔ جتنا موت سے میں ڈرتا ہوں آپ اتنا نہیں ڈرتے، اللہ تعالیٰ
 کی قسم جگر پانی پانی ہو رہے ہیں (کثیر تعداد میں) آدمی قتل ہو گئے ہیں حالانکہ
 ہم سب عبدالمنان کی اولاد ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے
 جس سے عزت والا ذلیل اور صاحب منصب ہو جائے۔

والسلام

حضرت کا جواب

سلیم بن قیس کا بیان ہے۔ جب حضرت نے معاویہ کے خط کو پڑھا تو
 آپ نے سنس کر فرمایا کہ مجھے معاویہ کی چالاکی پر تعجب ہوتا ہے۔ وہ مجھے دھوکا دے
 چاہتا ہے۔ حضرت نے اپنے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع کو بلا کر فرمایا (معاویہ کے
 خط تحریر کر دو۔

”اما بعد! آپ کا خط موصول ہو چکا ہے۔ جس میں تم نے ذکر
 کیا ہے کہ اگر میں جنگ کی حقیقت کو سمجھتا تو ہم اس کو ایک دوسرے
 پر مسلط نہ کرتے۔ اے معاویہ! ہم جنگ کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں اس
 سے اور زیادہ زبردست لڑائی نہیں ہو سکتی۔ تم نے ملک شام کا مطالبہ

کیا ہے۔ جس کا میں کل انکار کر چکا ہوں۔ آج میں نہیں کیسے دوں گا
 امید اور خوف کے متعلق تم نے ہماری جس بڑی کا ذکر کیا ہے تم شک کی
 منزل میں بھی اتنے مستحکم نہیں ہو۔ جتنا میں یقین پر قائم ہوں۔ شامی دُنیا
 کے اتنے لالچی نہیں۔ جتنے عراقی آخرت کے طامع ہیں۔ تم نے بیان
 کیا ہے کہ ہم سب عبدالمناف کی اولاد ہیں اور یہ کہ ہم میں سے کسی کو دوسرے
 پر فضیلت حاصل نہیں۔ ہم عبدالمناف کی اولاد نہیں۔ لیکن امیر ہاشم کا
 مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عرب عبدالمطلب کے برابر نہیں نہ ابوطالب کی ہماری
 اوسفیان کر سکتا ہے (نہ مکہ کے رزق) آزاد کردہ غلام (اشد کی راہ میں) ا
 ہجرت کرنے والے ہاجر کا ہم پڑ ہو سکتا ہے۔ نہ منافق مومن جیسا
 بن سکتا ہے۔ نہ باطل پرست حق کے شیدائی کی خاک کو چھو سکتا ہے
 حٰی ایدینا فضل النبوة نبوت کی فضیلت ہمارے ہاتھوں
 میں ہے جس کی وجہ سے ہم عرب کے سردار بنے اور مجسم ہمارے
 مطیع ہوتے !
 والسلام !

جب حضرت کا خط معاویہ کے پاس پہنچا تو اس نے عمر دِعاص سے حضرت
 کا خط پوشیدہ کر دیا۔ پھر جب معاویہ نے عمر دِعاص کو بلا کر حضرت کا خط پڑھوایا تو عمر دِعاص
 نے معاویہ کو ملامت کی۔ کیونکہ عمر دِعاص نے معاویہ کو منع کیا تھا کہ وہ حضرت کی
 طرف خط تحریر نہ کرے۔

جس روز سے حضرت علیؑ نے عمر دِعاص کو گھوڑے سے نیچے گرایا تھا اس
 روز سے قریش میں عمر دِعاص سے زیادہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی تعظیم کرنے
 والا اور کوئی نہ تھا۔

عمرِ عالم کے اشعار (ترجمہ)

- ۱ — اے مہندا کے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے لئے بھلائی ہے۔ اس شخص کے لئے بھلائی ہے۔ جس کی حالت درست اور موافق ہو۔
- ۲ — (اے معاویہ) تمہارا باپ نہ ہو، تم علیؑ سے لڑنا چاہتے ہو۔ علیؑ نے لوہے کو لوہے سے کھٹکا یا ہے۔
- ۳ — تم چاہتے ہو کہ علیؑ کو اپنے گمان ناقص میں دھوکہ دو گے۔ تم چاہتے ہو کہ علیؑ تمہاری دھمکی سے مرعوب ہوں گے۔
- ۴ — جس نے چہرہ سے نقاب الٹ کر جنگ لڑائی ہے۔ وہ ایسی جنگ لڑتا ہے۔ جس کے خوف سے بچہ کا سر سفید ہو جاتا ہے۔
- ۵ — جب علیؑ کی طرف جنگ رجوع کرے تو آپ قوم کا مقابلہ نیزے سے کرتے ہیں۔
- ۶ — اگر جنگ ناگزیر ہو جائے تو آپ جنگ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر جنگ ٹل جائے تو آپ خود سے نہیں چھوڑتے۔
- ۷ — یہ باتیں ابوالحسن کی ذات سے بعید نہیں ہیں اور یہ کام تمہاری برائی سے دور نہیں ہے۔
- ۸ — تم نے علیؑ سے بنا دوٹی نیاز مند بن کر کمزور دل والی بات کی ہے۔
- ۹ — اے مہندا کے بیٹے! تم نے شام کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ محض خام خیالی ہے۔

۱۰۔ اگر علیؑ نہیں شام کا علاقہ دیدے تو اس سے تمہاری عزت زیادہ نہیں ہوگی۔

۱۱۔ اس راہ سے اپنی مطلب برآری نہ کر اس کے سوا اور کوئی چارہ کم معاویہ نے کہا خدا کی قسم میں جانتا ہوں۔ ان اشعار سے آپ کا کیا مقصد ہے عمرو نے کہا — کیا مقصد ہے؟

معاویہ نے کہا — تم نے میری رائے کو اچھا خیال نہیں کیا اور میری مخالفت کی ہے۔ اس روز سے تو علیؑ کی بڑائی بیان کرنا ہے۔ جس دن تم اس کے مقابلہ میں نکلے تھے اور علیؑ نے تمہیں رسوا کیا تھا۔

یہ سب عمر و عاص نہیں پڑا اور کہا — تمہاری مخالفت اور نافرمانی ایک حقیقت ہے۔ میری رسوائی کا جو ذکر کیا ہے۔ وہ شخص رسوا نہیں ہوتا جو علیؑ کے مقابلے میں نکلتا ہے۔ اگر مرضی ہو تو ان اشعار کو پڑھئے رہو اور جو جی میں آئے کرو۔

معاویہ خاموش ہو گیا۔ دونوں کی گفتگو اہل شام میں مشہور ہو گئی۔

حضرت امیرؑ کا ایک جمعہ کے پاس گھر بنا

ابانؓ، سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ علیؑ مملکت اتر علیہ وآلہ شامیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزے۔ جن میں ولید بن عقبہ بن ابی معیط بھی تھا۔ یہ لوگ حضرت کو گالیاں مے ہے تھے۔ حضرت کو یہ بات بتائی گئی تو آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ٹھہر گئے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب کے فرمایا ان لوگوں پر ٹوٹ پڑو۔ تم سے

سکینہ صالحین کی نشانیاں اور اسلام کا ذخیرہ ابستہ ہے۔ (ایسی قوم سے گزے ہیں) جو نادانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر جرات کرنے میں اور قوم کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان کا سر در احادیث ابن مالغہ (عمر و عاص)، ابوالاعور اسلمی، اور ابن ابی معیط شراب نوشی جس پر اسلام کی رُود سے حد لگائی گئی ہے۔ مدینہ سے رسول اللہ کے بھگائے ہوئے مردان بھی شامل ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو برس پیکار میں اور مجھے گالیاں دیتے ہیں۔ ایک دن پہلے نہ برس پیکار تھے اور نہ مجھے گالیاں دیتے تھے۔.....

میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ مجھے بتوں کی پوجا کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جن کلمات سے مجھے نافرمان لوگ یاد کرتے ہیں۔ یہ (اسلام میں) بہت بڑا سانحہ ہے، فاسق منافق سہائے نزدیک بے اعتبار ہیں۔ اسلام سے خائف ہیں اہمت کے ایک حصہ کو دھوکا میں رکھا ہوا ہے۔ اپنے دلوں میں نغز کو کوٹ کوٹ کر بھر رکھا ہے اپنی خواہشات کو باطل کی طرف موڑ رکھا ہے، ہم سے جنگ برپا کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے میں کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کر کے چھوڑے گا۔ اگرچہ کافر ناپسند کرتے ہیں حضرت نے اپنے احباب کو ان لوگوں کے خلاف لڑائی کی تحریک کی حضرت نے فرمایا یہ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ جب تک پے درپے ان پزنیوں سے دار نہ کئے جائیں۔ جن سے ان کے دلوں کے پچھے اڑ جائیں زتلواروں سے، ایسی ضرب لگائی جائے۔ جس سے ان کی کھوپڑیاں برابر کے دو حصے ہو جائیں۔ ان کے ناک کھل گئے جائیں۔ ان کی ہڈیاں پس دی جائیں ان کی بانہوں کے جڑ اٹک ہو جائیں۔ ان کی پیشانیوں کو تلواروں سے گھائل کیا جائے۔ تم ان کے چہروں، ٹھوڈیوں اور گردنوں کو چیر کر ان

کے سینوں پر گردو صاحبان دین و طالبانِ اجر کہاں ہیں :-
 آدمی جو ششِ انتقام میں کھڑے ہو گئے، حضرت نے محمد بن حنفیہ کو

بلا کر فرمایا :-

”میرے بیٹے! اس جھنڈے کی طرف چلے جاؤ۔ جب ان کے
 سینوں پر اپنے نیزے تان لو اور میرے حکم کا انتظار کرو، محمد بن حنفیہ نے
 ایسا کیا۔ علی علیہ السلام نے ایک اور لشکر تیار کر رکھا تھا۔ جب محمد
 بن حنفیہ ان کے قریب پہنچے تو ان کے سینوں کے سامنے تان لیا تو
 حضرت نے تیار شدہ لشکر کو حکم دیا کہ وہ محمد بن حنفیہ کے لشکر کیساتھ اپنا تک حملہ
 کر دیں۔ یہ لوگ سختی سے ان پر لوٹ پڑے محمد اور محمد کے ساتھیوں نے سامنے سے
 حملہ کر دیا۔ ان کو ان کے مقام سے ہٹا دیا۔ اور ان میں کافی آدمی مارے گئے۔“

جو اپنے لئے مانگا وہ تمہارے لئے مانگا

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں، سلیم نے کہا میں نے مقدادؓ
 سے حضرت علیؓ کے متعلق دریافت کیا۔ مقدادؓ نے کہا ہم رسولؐ ائمہ کیساتھ سفر
 کر رہے تھے۔ رسولؐ ائمہ نے اپنی عورتوں کو پردے کا حکم نہیں دیا تھا۔ مقدادؓ رسولؐ ائمہ
 کی خدمت کرتے تھے۔ رسولؐ ائمہ کے پاس اور کوئی خادم نہ تھا۔ رسولؐ ائمہ کے
 پاس صرف ایک لحاف تھا۔ رسولؐ ائمہ کے ساتھ بی بی عائشہ تھیں۔ رسولؐ ائمہ علیؓ اور
 بی بی عائشہ کے درمیان سوتے تھے۔ ان حضرات پر صرف یہی ایک لحاف ہونا تھا۔

جب رسول اللہ رات کو نمازِ شب کی خاطر قیام فرماہوتے تھے، تو رسول اللہ لحاف کو درمیان سے دبا دیتے تھے۔ رسول اللہ لحاف کو اس قدر نیچے دباتے تھے کہ وہ نیچے کے کپڑے کیساتھ لگ جاتا تھا (اسی لحاف کے دبانے سے اندر یہ حضرت علیؓ اور ابی بنی عاصم کے درمیان حد ناسل ہوتی تھی) رسول اللہ نمازِ شب پڑھنے لگے۔ حضرت علیؓ کو ایک رات بجا رت شروع ہو گیا۔ بخار نے حضرت کو تمام رات بیدار رکھا۔ حضرت کی بیماری کی وجہ سے رسول اللہ بھی بیدار ہے۔ رسول اللہ نے اس صحت میں رات بسر کی کہ کبھی نماز پڑھنے لگ جاتے تھے اور کبھی حضرت علیؓ کی تسلی اور تیمارداری میں مصروف ہو جاتے تھے۔ رسول اللہ صبح تک ایسا ہی کرتے رہے۔ رسول اللہ نے صبح کو اصحاب کیساتھ نماز ادا فرمائی اور ارشاد کیا:۔

”اے اللہ تعالیٰ علیؓ کو شفا اور عاقبت عطا فرما! علیؓ نے اپنی

”تکلیف کی وجہ سے مجھے ساری رات بیدار رکھا ہے“

حضرت امیر شغایا پ ہو گئے، ایسے تندرست معلوم ہوتے تھے کہ کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا:۔

”اے میرے بھائی تمہیں بشارت ہو“

یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمائی جب آپ کے اصحاب اردگرد سمن ہے تھے۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے عرض کی:۔

”اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ، آپ کو بھلائی کی بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ

مجھے آپ پر قربان کرے“

رسول اللہ نے فرمایا:۔

”میں نے جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگی، اس نے وہ مجھے عطا کر دی

میں نے اپنے لئے جو چیز مانگی وہ تمہارے لئے مانگی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ

سے عرض کی تھی کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان بھائی چارہ قائم کرے
 اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ میرے بعد تم کو
 تمام مومنین کا سردار مقرر کرے سو اس نے ایسا کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ
 نے مجھے نبوت اور رسالت کے زیور سے آراستہ کیا تو میں نے اس سے
 سوال کیا کہ تم کو وصایت اور شجاعت کے لباس سے مزین کرے، اللہ
 تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تمہیں میرا وصی
 میرا وارث اور میرے علم کا خازن قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ میں
 نے اس سے سوال کیا کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت عطا کرے جو ہارون کو
 موسیٰ سے حاصل تھی اور تم سے میرے بازوؤں کو مضبوط کرے اور تمہیں
 میرے کام میں شریک کرے، اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔ مگر میرے
 بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ میں راضی ہو گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ
 میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں۔ تمہیں اپنے بیٹوں کا باپ بناؤں
 اللہ تعالیٰ نے میری اس بات کو قبول کر لیا۔

ایک شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا تم نے دیکھا کہ کیا سوال کیا ہے
 اللہ تعالیٰ کی قسم اگر رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے کہ آپ پر کوئی
 فرشتہ نازل کرے، جو آپ کے دشمن پر آپ کی نصرت کرے۔ یا اللہ
 تعالیٰ کوئی خزانہ کھول دے، جس سے آپ اور آپ کے اصحاب فائدہ اٹھائے
 اس بات کی ضرورت بھی ہے۔ یہ باتیں اللہ کے رسول کے لئے زیادہ
 اچھی تھیں۔

اس سوال کے بارے میں دوسرے نے کہا: —
 ”خدا کی قسم کھجوروں کا ایک صاع اس سوال سے بہتر ہے۔“

اوصیاءِ محدث ہیں

سلیمؑ — اے محمد بن بکر! وہ شخص کون ہو سکتا ہے جس نے ان پانچ
آدیوں کی گفتگو سے امیر المؤمنینؑ کو آگاہ کیا ہو۔

محمدؑ — رسول اللہؐ نے آگاہ فرمایا تھا۔ حضرت ہر رات خواب میں رسولؐ
اللہؐ کو دیکھا کرتے تھے۔ رسول اللہؐ سے نیند کی حالت میں ایسی بات چیت
کرتے تھے۔ جیسے آپ سے حالت بیداری میں گفتگو فرماتے تھے، رسول اللہؐ
نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے نیند کی حالت میں دیکھا ہے۔ اُس نے مجھے
حقیقت ہی دیکھا ہے۔ شیطان نہ نیند میں نہ حالت بیداری میں نہ میری
شکل میں اور نہ میرے کسی وصی کی شکل میں قیامت تک متشکل نہیں ہو سکتا۔

سلیمؑ — آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے؟

محمدؑ — علی علیہ السلام نے۔

سلیمؑ — میں نے بھی ایسا سنا ہے جیسا آپ نے سنا ہے شاید
فرشتے نے حضرت کو اس بات سے آگاہ کیا ہو۔

محمدؑ — ہو سکتا ہے۔

سلیمؑ — کیا فرشتے حضرت کو آگاہ کر سکتے ہیں، فرشتے انبیاء کے سوا
کسی سے بات نہیں کرتے۔

۱۰ پانچوں اصحاب صحیفہ نے بذمین کی حالت میں انتقال کیا تھا۔ یہ اس کی
طرح اشارہ ہے۔

محمد — کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ دما ارسلنا من

قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث۔

سیلم — کیا امیر المؤمنین محدث ہیں؟

محمد — ہاں امیر المؤمنین محدث ہیں۔ حضرت فاطمہ محدثہ ہیں۔ حالانکہ

نبیہ نہ تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سارہ نے اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو
دیکھا تھا۔ فرشتوں نے اسحاق کی دلادت کی خوشخبری دی تھی، اسحاق کے

بعد یعقوب کی حالانکہ حضرت سارہ نبیہ نہ تھیں۔

سیلم کا بیان ہے کہ — جب حضرت محمد بن ابی بکرؓ میں شہید کئے

گئے۔ ہم لوگوں نے امیر المؤمنین کی خدمت میں تعزیت ادا کی۔ میں نے حضرت کی خدمت

میں وہ حدیث بھی بیان کی جو مجھے محمدؐ نے بتائی تھی، اور میں نے حضرت کو وہ بات بھی

بتائی جو مجھ سے عبدالرحمن بن غنم نے بیان کی تھی بے حضرت نے فرمایا: —

”محمدؐ نے سچ کہا۔ خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ آپ شہید ہیں

زندہ ہیں اور روزی حاصل کرتے ہیں۔ (اے سیلم) میری اولاد سے گیا؟

آدمی میرے اوصیاء اور امام ہیں۔ تمام کے تمام محدث ہیں؟

میں نے عرض کی — اے امیر المؤمنین وہ کون ہیں؟

حضرت نے فرمایا — میرا یہ بیٹا حسن، پھر میرا یہ بیٹا

حسین، پھر میرا یہ بیٹا آپ نے اپنے پوتے علی بن حسین کے ہاتھ کو

پکڑا۔ آپ اس زمانہ میں شیرخوار تھے۔ پھر علی بن حسین کی اولاد سے

اے عبدالرحمن بن غنم نے معاذ کی موت اور ہدیان میں مبتلا ہو کر انتقال کے

متعلق سیلم کو آگاہ کیا تھا۔

پے درپے امام ہوں گے۔ جن کی رسول اللہ نے قسم کھانی ہے۔ دو والد
 دما ولد ولد سے مراد رسول اللہ ہیں ولد سے مراد ہم آئمہ ہیں، یعنی یہ
 گیارہ اوصیاء مراد ہیں؛

میں نے عرض کی کیا دو امام بیک وقت جمع ہو سکتے ہیں؟
 حضرت نے فرمایا — ہاں مگر ایک خاموش ہے گا۔ کچھ نہیں بولے گا
 حتیٰ کہ پہلا انتقال کر جائے گا۔

امام حق

امام سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوذرؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ کو
 کہتے ہوئے سنا — ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
 بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ مہاجرین کا ایک گروہ آیا، جو تمام
 کے تمام بدی تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا: —

”عنقریب میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، ایک فرقہ حق
 پر ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی سونے کی، جب اس کو آگ پر ڈالا
 جاتا ہے تو اس کی عمدگی اور خوبصورتی نکھرتی ہے۔ ان لوگوں کا امام تین
 میں سے ایک ہوگا۔ ایک فرقہ باطل ہوگا۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے
 جیسی لوہے کی۔ جب اس کو آگ پر ڈالا جاتا ہے تو اس کی گندگی اور
 بدبو زیادہ ہوتی ہے۔ ان کا امام تین میں سے ایک ہوگا۔“
 سلیم کا بیان ہے کہ — میں نے ان حضرات سے ان تین آئمہ کے نام دریافت

کئے تو وہ لوگ کہنے لگے۔

”امام الحق والہدیٰ علی بن ابی طالب حنی اور ہدایت کے امام حضرت علی
ہیں اور سعد امام متذہبین، سعد واصل نقین والوں کا امام ہے، میں نے بہت
گوشش کی کہ یہ لوگ مجھے تیسرے امام کے متعلق بھی آگاہ کریں، لیکن ان لوگوں نے نام نہایت
سزاگوار کر دیا، مجھ سے اس قسم کی بات چیت کی جس سے میں سمجھ گیا کہ ان لوگوں کی کیا مراد ہے۔“

غدير خم کا بیان

ابان بن ابی عیاش سلیم سے روایت کرتے ہیں، سلیم کا بیان ہے کہ میں نے
ابوسعید خدری کو فرماتے ہوئے سنا، رسول اللہ نے غدير خم کے مقام پر لوگوں کو بلایا
اور انہیں حکم دیا کہ درخت کے نیچے سے کانٹے صاف کریں، رسول اللہ کھڑے ہو گئے یہ
خمیس جمعرات کا دن تھا۔ رسول اللہ نے علی کے ہاتھ کو اتنا بلند کیا کہ رسول اللہ کی
بغل کی سفیدی دکھائی دے رہی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔

من كنت مولا؛ فعلى مولا؛ اللهم وآل من الاء وعاد
من عاداء والنصر من نصره؛ واخذل من خذله۔

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اے پالنے والے تو اس
اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے
تو اس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے، تو اس کو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے۔
پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى
ورضيت لكم الاسلام ديناً۔

”آج کے دن میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا ہے۔ اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“
 رسول اللہ نے فرمایا — اللہ تعالیٰ کے لئے بڑا ہی ہے اس نے
 دین کو مکمل کر دیا۔ اور نعمت کو تمام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ میری رسالت راضی
 ہوا اور میرے بعد علیؑ کی ولایت سے خوشنود ہوا۔“
 حسان بن ثابت نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے
 میں علیؑ کے حق میں چند اشعار عرض کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی
 برکت کیساتھ کہو، حسان نے کہا: —
 ”اے قریش کے بزرگو! میری بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی موجودگی میں سنو —

(۱)
 الم تعلمون النبی محمداً
 لدی دوح خم حین قام منادیاً
 کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خم غدیر کے مقام
 پر کھڑے ہو کر ندا دی

(۲)
 وقد جاء جبریل من عند ربہ !
 بانک معصوم فلاتک وانیاً
 اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کے پاس جبرائیل اُئے اور آپ معصوم
 ہیں پیغام رسانی میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

(۳)
 وبلغهم ما انزل الله ربهم !
 وان انت لم تفعل وجازرت باغیاً
 ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے اگر آپ نے پیغام نہ پوسنچایا تو

نافرمان ہو جائیں گے

عليك فما بلغتم عن الهم
رسالة ان كنت تخشى الا عاديًا (۴)

رہے محمدؐ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں دشمنوں کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔

فقام به اذ ناك رافع كفا
ييمتي يديه مع لن الصوة عاليًا (۵)

رسول اللہ نے حضرت علیؑ کے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا اور بلند آواز سے کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا

فقال لهم من كنت مولاه منكم
وكان لقولي حافظا ليس مناسًا (۶)

رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے میں جس کا مولا ہوں میری بات کو یاد رکھے مجھ کو نہیں

فمواكاه من بعدى علي وائسني
به لكم دوت البرية راضيا (۷)

میرے بعد علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔ میں نے تمام مخلوق سے تمہارے لئے علیؑ کو پسند کیا ہے۔

فيارب من والى عليًا فواله
وكن للذين عادى عليًا معاديًا (۸)

اے میرے پالنے والے جو علیؑ کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ۔ جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔

(۹) ویاربت فالصرنا صریہ لصرہم
 امام المہدی کا البد ریحلو الدیاجیا
 اے پالنے والے علیؑ کی نصرت کرنے والوں کی نصرت کر، علیؑ ہدایت
 کے امام ہیں۔ چودھویں رات کے چاند کی مانند تاریکی کو روشن کرنے والے ہیں۔
 اے پالنے والے علیؑ کو چھوڑنے والوں کو چھوڑ دے، جب قیامت کے روز
 (۱۰) یہ لوگ حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں تو ان سے بدلہ لے۔

حضرت کی خصوصیات

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں، سلیم کا بیان ہے کہ میں نے علیؑ
 علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:۔
 "رسول اللہ سے مجھے دس ایسی خصوصیات حاصل ہیں۔ ان میں سے
 ایک کے ساتھ بھی کسی پر نہ سوج نے طلوع کیا ہے نہ غروب"
 حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ان خصوصیات کو بیان فرمائیے۔ حضرت
 نے فرمایا:۔

"مجھے رسول اللہ نے آگاہ کیا اے علیؑ تم میرے بھائی، دوست
 وصی، وزیر، میری عدم موجودگی میں میرے مال اور اہل میں میرے خلیفہ ہو۔
 تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو مجھے میرے رب سے حاصل ہے تم
 میری امت میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست، تمہارا
 دشمن میرا دشمن، تم میرے بعد مومنوں کے امیر ہو۔ مسلمانوں کے سردار
 ہو۔ (حضرت نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) اے گروہ صحابہ

میں نے خلافت کے معاملہ میں وہی اقدام کیا۔ جس کا رسول اللہ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ وہ شخص خوش قسمت ہے جس کے دل میں ہم اہلبیت کی محبت پختہ ہے تاکہ اس کا ایمان اس کے دل میں اہل پہاڑ کی مضبوطی سے زیادہ مضبوط ہو۔ جو شخص ہماری محبت کو اپنے دل میں ایسا حلول نہ کرے جیسا نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے (وہ خالصے میں رہنے والا ہے) خدا کی قسم تمام کائنات میں رسول اللہ کے نزدیک میرے ذکر سے زیادہ کوئی ذکر محبوب نہیں۔ کس نے میری نماز کی طرح دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ میں کچن میں نماز پڑھتا۔ بلوغ کی حد تک نہیں پہنچا تھا۔ یہ فاطمہ رسول اللہ کے جگر کا ٹکڑا ہیں جو میری زوجہ ہیں۔ اپنے زمانہ میں ایسی ہیں جیسی اپنے زمانہ میں مریم بنت عمران تھیں۔ میں تم سے تیسری بات کہتا ہوں حسن اور حسین اس امت کے سبط ہیں ان دونوں کو محمد سے وہ مقام حاصل ہے جو آپ کی دونوں آنکھوں کو آپ کے سر سے حاصل تھا۔ مجھے رسول اللہ سے وہ مقام حاصل ہے جو آپ کے ہاتھ کو آپ کے بدن سے حاصل تھا۔ فاطمہ کو وہ منزلت حاصل ہے جو حجیم کو دل سے حاصل ہے ہماری مثال نوح کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا!

خیر البریہ

ابان بن سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم کا بیان ہے کہ میں نے

لے یہاں فقرہ چھوٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

علی علیہ السلام کو فرمانے ہوئے سنا ہے۔
 ”جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔ میں رسول اللہ
 کو بیڑے لگائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ کا سر میرے کان کے نزدیک تھا۔
 رسول اللہ نے مجھ سے وعدہ لیا۔ دو عورتیں کان لگا کر باتیں سنا چاہتی
 تھیں۔ رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ ان دونوں کی سننے کی طاقت
 کو ختم کر دے۔ پھر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ اے علی! تم نے اللہ تعالیٰ
 کے اس قول پر غور کیا ہے؟

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم
 خیر البریہ (جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ لوگ
 تمام مخلوق سے اچھے ہیں)

اے علی! کیا تمہیں معلوم ہیں وہ لوگ کون ہیں۔ (میں نے عرض کی
 اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔
 فانہم شیعتک والنصارک و ہوعدی و ہوعدہم
 الحوض یوم قیامہ (وہ تمہارے شیعہ اور انصار ہیں قیامت
 کے دن میری اور ان کی وعدہ گاہ حوض ہے۔)

اے علی! اللہ تعالیٰ کا یہ قول۔

ان الذین کفروا من اهل الکتاب
 والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیہا اولئک
 ہم شر البریہ (جن لوگوں نے اہل کتاب اور مشرکین میں سے
 کفر اختیار کیا۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ وہ تمام لوگوں سے
 بُرے لوگ ہیں) — یہ لوگ یہود، بنو امیہ اور ان کے پیروکار

ہیں۔ یہ لوگ قیامت کے روز بد بخت، بھوکے پیاسے ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ رنگ کے ہوں گے۔

عبداللہ بن جعفر اور معاویہ

ابان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں۔ سلیم کا بیان ہے کہ مجھے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے بیان کیا کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے ساتھ امام حسن اور امام حسین موجود تھے۔ اور معاویہ کے ساتھ عبداللہ بن عباس موجود تھا۔ معاویہ میری طرف متوجہ ہوا۔

معاویہ — اے عبداللہ! تم حسن اور حسین کی اتنی زیادہ تعظیم کیوں کرتے ہو؟ دونوں تم سے افضل نہیں ہیں۔ زبان کا باپ تمہارے باپ سے بہتر ہے۔ اگر فاطمہ بنت رسول اللہ ان کی ماں نہ ہوتیں تو تمہاری ماں بنت عباس کسی طرح کم درجہ نہ تھیں۔

عبداللہ — (معاویہ) تمہیں ان دونوں کی اور ان کے باپ اور ماں کی حقیقت کا علم ہی نہیں۔ خدا کی قسم وہ دونوں مجھ سے بہتر ہیں، ان دونوں کے ماں باپ میرے ماں باپ سے بہتر ہیں (اے معاویہ) تمہیں علم ہی نہیں ہے جو کچھ میں نے رسول اللہ کو ان کے اور ان کے ماں باپ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے اس کو خوب یاد کر لیا ہے اور خوب اس بات کی معرفت حاصل کی ہے۔

معاویہ — اے جعفر کے بیٹے! بتاؤ وہ کیا ہے؟ خدا کی قسم نہ تم جھوٹے ہو نہ منہم ہو۔

عبداللہ ————— جو کچھ تمہارے دل میں ہے۔ اس سے بڑی چیز ہے۔
 معاویہ ————— اگر احد اور جہرا پہاڑ سے بھی بڑی ہو تو مجھے کوئی پروا نہیں
 ہے۔ تمہارے ساتھی (مٹی) کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا ہے۔ تمہاری
 جمعیت کو متفرق کر دیا ہے۔ خلافت اپنے حق دار کے پاس پہنچ
 چکی ہے۔ میں آگاہ کر دو، جو کچھ تم کہتے ہو۔ اس کی پروا نہ کرو۔ اب
 تمہاری لاچارگی میں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

عبداللہ ————— میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُننا ہے
 حضرت سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا۔

وما جعلنا المرء الا لئلا يربى اربابا الا فتنه

للناس والشجرة الملعونه في القران

(اے محمدؐ) جو خواب ہم نے تمہیں دکھایا ہے۔ وہ لوگوں کے لئے
 آزمائش ہے اور ملعون درخت جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا ————— میں نے بارہ گمراہ کرنے والے آدمی کو
 خواب میں دیکھا ہے۔ جو میرے منبر پر بیٹھے ہوئے میری امت کو حجت
 قہقری کی طرح اُلٹے پاؤں (اسلام سے) ہٹا رہے ہیں۔ ان میں دو
 آدمی قریش کے مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، تین آدمی بنی اُمیہ
 کے ہیں سات آدمی حکم بن ابی العاص کی اولاد سے ہیں۔ میں نے رسول
 اللہ کو فرماتے ہوئے سُننا جب ابو العاص کی اولاد کی تعداد پندرہ
 آدمیوں پر مشتمل ہو جائے گی۔ تو وہ کتابِ خدا کی بے حرمتی کریں گے۔
 اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے، اللہ تعالیٰ کے مال کو چپٹ کر
 جائیں گے۔

(اے معاویہ) میں نے رسولؐ اٹھ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے
 عمر بن ابی سلمہ، اسامہ بن زید، سعد بن ابی وقاص، سلمان فارسی، ابوذر
 مقداد، زبیر بن عوام رسولؐ اٹھ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔
 رسولؐ اللہ ————— کیا میں تمہارے نفسوں سے تم سے بہتر نہیں ہوں؟
 ہم لوگ ————— ہاں اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ۔
 رسولؐ اللہ ————— کیا میری عورتیں تمہاری مائیں نہیں!
 ہم لوگ ————— ہاں مائیں ہیں۔
 رسولؐ اللہ ————— جن کا میں مولا ہوں، اس کے علیؑ مولا ہیں، علیؑ اس
 کی جان سے افضل ہیں۔

عبداللہ ————— رسولؐ اٹھ نے اپنے ہاتھ کو حضرت علیؑ کے شانہ پر مارا۔
 رسولؐ اللہ، ————— اے پالنے والے تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست
 رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ اے لوگو! میں مومنین
 کی جان سے افضل ہوں لوگوں کو میرے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں۔ میرے
 بعد علیؑ مومنین سے افضل ہیں۔ ان کو حسن کے معاملہ میں کوئی دخل نہیں ہے
 عبداللہ ————— رسولؐ اٹھ نے چہر بات کو دہرایا۔
 رسولؐ اللہ ————— اے لوگو! جب میں شہید ہو جاؤں گا تو علیؑ مومنین کی
 جان سے افضل ہیں۔

جب علیؑ شہید ہو جائیں گے تو میرے بیٹے حسن، مومنین کی جان

نے بعض کتب میں تحریر ہے کہ رسولؐ اٹھ کو زہر دیا گیا تھا جس کی وجہ
 سے آپ کی وفات ہوئی۔ تاریخ خلفاء

سے افضل ہیں۔

جب حسنؑ شہید ہو جائیں گے تو میرے بیٹے حسینؑ مومنین کی

جان سے افضل ہیں۔

جب حسینؑ شہید ہو جائیں گے تو میرے بیٹے علیؑ بن حسینؑ

مومنین کی جان سے افضل ہیں، ان کو آپ کے معاملہ میں کوئی دخل

نہیں ہے۔

عبداللہ — پھر رسول اللہ نے علیؑ علیہ السلام کی طرف منوجہ

سو کر فرمایا۔

رسول اللہ — اے علیؑ عنقریب تم علیؑ بن حسینؑ کو پاؤ گے، ان کو میرا

سلام کہنا۔ جب علیؑ بن حسینؑ شہید ہو جائیں گے۔ تو میرا بیٹا محمدؑ رباقر

مومنین سے ان کی جان سے افضل ہیں۔

اے حسینؑ عنقریب تم اس کو پاؤ گے۔ میرا ان کو سلام کہنا، پھر پے

در پے ایسے مرد پیدا ہوں گے۔ جو مومنین کی جان سے افضل ہوں گے

ان کو ان کے معاملہ میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ وہ تمام کے تمام ہدایت کرنے

والے اور ہدایت یافتہ ہوں گے۔

عبداللہ — (یہ سنکر) علیؑ بن ابی طالب کھڑے ہو گئے۔ حضرت گویہ فرمایا

رہے تھے کہا اے اللہ کے نبیؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیا

آپ قتل کئے جائیں گے۔

رسول اللہ — میں زہر سے شہید کیا جاؤں گا۔ تم تلوار سے قتل کئے جاؤ گے

تمہاری ڈاڑھی کو تہارے سر کے خون سے رنگین کیا جائے گا۔ میرا بیٹا

حسنؑ زہر سے شہید کیا جائے گا۔ میرا بیٹا حسینؑ تلوار سے قتل کیا جائیگا

اس کو ظالم بن ظالم ولد نامعلوم قتل کرے گا۔

معاویہ ————— اے جعفر کے بیٹے! آپ نے بہت بڑی بات بیان کی ہے
اگر یہ بات درست ہے تو تم اہل بیت، تمہارے دوست اور انصار
کے سوا خواہ مہاجر سہوں، خواہ انصار سہوں محمدؐ کی ساری امت ہلاک ہوگئی۔
عبداللہ ————— خدا کی قسم جو بات میں نے بیان کی ہے سچی ہے، میں
نے اس کو رسولؐ اٹھ سے سنا ہے۔

معاویہ ————— اے حسن، اے حسین، اے ابن عباس، جعفر کے بیٹے
کیا کہتے ہیں؟

ابن عباس ————— (اے معاویہ) اگر تمہیں اس بات میں شک ہے، کسی
آدمی کو ان لوگوں کے پاس روانہ کرو جن کا نام عبداللہ بن جعفر نے لیا ہے وہ
بھی رسولؐ اٹھ سے سن رہے تھے۔

معاویہ ————— میں اس بات کے متعلق ان لوگوں سے دریافت کر ڈنگا
معاویہ نے ایک آدمی کو عمر بن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید کے پاس روانہ
کیا۔ عبداللہ بن عباس نے دونوں سے دریافت کیا۔ دونوں نے یہ
گواہی دی کہ جو بات جعفر کے بیٹے نے بیان کی ہے۔ ہم نے رسولؐ
اٹھ سے سنی تھی۔

معاویہ ————— اے جعفر کے بیٹے! میں نے رسولؐ اللہ سے حسن اور حسینؑ
اور ان دونوں کے باپ کے متعلق سنا تھا۔ میں نے ان دونوں
کی ماں کے متعلق کچھ نہیں سنا تھا۔

عبداللہ ————— معاویہ کا یہ انداز گفتگو استہزار اور منکر کی حیثیت
سے تھا۔ میں نے کہا میں نے رسولؐ اٹھ سے سنا تھا۔ کہ بہشت عدن

میں کوئی جگہ زیادہ معزز، زیادہ افضل، زیادہ قریب، میرے رب کے
 عرش کے قریب میری جگہ سے نہیں ہوگی۔ اس میں میرے ساتھ میرے
 اہل بیت کے تیرہ آدمی قیام پذیر ہوں گے۔ (وہ یہ ہیں) میرا بھائی علیؑ
 میری بیٹی فاطمہؑ، میرے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ اور حسینؑ کے نو بیٹے جن
 سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی کو دور رکھا ہے، ان حضرات کو مکمل طور پر پاک
 کیا ہے۔ یہ لوگ ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں، میں اللہ تعالیٰ
 کا پیغام پہنچانے والا ہوں۔ یہ لوگ میرے پیغام رساں ہیں۔ یہ لوگ
 اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی زمین
 پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ اس کے علم کے خازن ہیں۔ اس کی حکمت
 کے معادن ہیں، جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت
 کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی،
 زمین ایک لمحہ ان کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔ زمین ان کے ساتھ دست
 رہ سکتی ہے۔ یہ لوگ امت کو دین کے حلال اور حرام سے آگاہ کریں گے
 ان کی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طرف راہنمائی کریں گے۔ اس کی ناراضگی
 سے منع کریں گے۔ ان کا حکم ایک ہوگا۔ ان کی نہی ایک ہوگی۔ ان کے
 حکم میں کمی قسم کا اختلاف اور تفریق نہیں ہوگی۔ باہر واحد نہیں واحد
 بیس فیہم اختلاف ولا فرقۃ، ان کے درمیان کوئی جھگڑا نہ ہوگا۔ ان
 کا آخر پہلے سے میری تحریر حاصل کرے گا۔ یہ تحریر میرے بھائی علیؑ کے
 ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس خط کو بطور میراث قیامت تک حاصل کرتے
 رہیں گے۔ تیوارثون الی یوم القیامہ زمین پر رہنے والی تمام
 کی تمام مخلوق بے پروا ہی، غفلت، سرزدانی اور حیرت میں ہوگی، اہل

بیت ان کے شیعہ اور دوست اس بات سے مستثنیٰ ہوں گے، دین کے معاملہ میں امت کے کسی فرد کے محتاج نہ ہوں گے۔ امت ان کی محتاج ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی مراد میں اپنے اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کیساتھ ان کی اطاعت مقرون کی ہے اور فرمایا ہے۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم
معاویہ امام حسن، امام حسین، ابن عباس، عمر بن ابی سلمہ اور اس
بن زید کی طرف متوجہ ہوا۔
معاویہ — تم تمام کے تمام ایسا ہی کہتے ہو، جیسا جعفر کے فرزند
نے بیان کیا ہے۔

حاضرینے — ہاں ہم ایسا ہی کہتے ہیں۔
معاویہ — اے اولاد عبد المطلب! تم بہت بڑے امر کا دعویٰ
کرتے ہو، مٹھوس دلائل سے استدلال کرتے ہو۔ تم اپنے دل میں
ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہو۔ جسے بطور راز کے افشا کرتے ہو۔ لوگ اس
بات سے غفلت اور تاریکی میں ہیں۔ جو بات تم لوگ بیان کرتے ہو اگر
وہ حق ہے تو تمام امت ہلاک ہوگئی، مرند ہوگئی، رسول اللہ کے عہد کو
چھوڑ دیا۔ جو لوگ تمہارے ہم نوا ہیں، وہ بہت تھوڑے ہیں۔
من قال لقولکم اولئک فی الناس قلیلٌ۔
عبد اللہ — (اے معاویہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وقلیلٌ من عبادی الشکور۔
تھوڑے بندے میرے شکر گزار ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: —

ما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین
اگر مومنین کے متعلق لالچ کرو گے تو وہ زیادہ نہیں سہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: —

الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وقليل ما هم
جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ تھوڑے ہیں
حضرت نوح سے ارشاد فرماتا ہے

وما آمن معه الا قليلاً

نوح کے ساتھ تھوڑے لوگ ایمان لائے۔

اے معاویہ! مومنین لوگوں میں تھوڑے لوگ سہتے ہیں۔ بنی اسرائیل
کا قصہ عجیب تر ہے۔ جادوگروں نے فرعون سے کہا جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو
کرو۔ بے شک یہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ ہم تمام دنیا کے پالنے والے
پر ایمان لائے ہیں۔ موسیٰ کے ساتھ ایمان لائے آپ کی تصدیق و پیروی
کی۔ حضرت موسیٰؑ کیساتھ چل پڑے۔ بنی اسرائیل کے وہ لوگ بھی ساتھ
سہتے جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی کی تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے ان
لوگوں کو دریا عبور کرایا۔ ان کو عجیب و غریب چیزیں دکھلائیں۔ یہ لوگ تھوڑے
اور تورات کی تصدیق کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے دین کا اقرار کرتے
تھے۔ حضرت موسیٰؑ ان کو لیکر ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے
جو بتوں کی پوجا کر رہی تھی۔ تو یہ لوگ کہنے لگے اے موسیٰؑ ہمارے خدا بھی
ایسے بنائے۔ جیسے ان کے خدا ہیں۔ (حضرت موسیٰؑ کی غیر حاضری میں)
لوگوں نے گوسالہ کو خدا بنایا اور اس کی پوجا کرنے لگے۔ حضرت

ہارون اور آپ کے اہل بیت اس پوجا سے آزاد ہے۔ سامری نے کہا
یہ گو سالہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ (اپنی قوم سے) حضرت موسیٰ نے کہا
اس مقدس زمین میں چلے جاؤ جہاں جانا تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے
مقرر کیا ہے۔ موسیٰ کی قوم کا جواب یہ تھا :-

ان فیہما قومًا جبارین وانا لئن ندخلہما حتیٰ
یخرجوا منہما فان ینخرجوا منہما فانا دا خلون۔

”اس زمین میں ظالم قوم رہتی ہے۔ ہم اس زمین میں اس وقت
تمک بہرگز داخل نہ ہوں گے۔ جب تک وہ دہاں سے نکل نہ جائیں
جب وہ نکل جائیں گے تو ہم ضرور داخل ہوں گے۔ حضرت موسیٰ نے
کہا اے میرے پالنے والے میں اپنی ذات اور اپنے بھائی کا مالک ہوں
ہم میں اور نافرمان قوم میں جدائی ڈال دے۔ اس امت (محمدیہ) نے اس
مثال (حضرت موسیٰ کی مثال) کی پوری پوری پیروی کی ہے۔ اس امت
کو رسول اللہ سے فضیلت اور سبقت سلام حاصل ہے۔ انہیں رسول
اللہ سے قریبی منازل حاصل ہیں۔ یہ دین محمدی اور قرآن کا اقرار کرتے ہیں
آخر کار ان کا نبی ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ لوگ اختلاف اور تفرق میں پڑ
گئے۔ آپس میں حسد کرنے لگے۔ انہوں نے اپنے امام اور سردار کی
مخالفت کی، جو عہد ان سے ان کے نبی نے لیا تھا۔ اس پر کوئی باقی
نہ رہا۔ صرف ہمارے انا (حضرت علیؑ) اپنے عہد پر قائم ہے۔ جس کو
ہمارے نبی سے وہ منزلت حاصل ہے جو موسیٰ سے ہارون کو حاصل تھی۔
ایک تھوڑی سی جماعت اپنا دین اور ایمان سالم لیکر اللہ عزوجل سے
ملاقات ہوئی، دوسرے لوگ رجعت قہقری کی طرح اپنے لئے پاؤں پھر

گئے۔ جیسا حضرت موسیٰ کے اصحاب نے گوسالہ کو خدا بنا لیا تھا۔ اور اس کی عبادت شروع کر دی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ یہ گوسالہ ان کا رب ہے۔ حضرت ہارون کی اولاد اور آپ کے اہل بیت کے تھوڑے سے افراد کے ماسوا سب لوگوں نے گوسالہ کی پوجا پر اتفاق کر لیا تھا غدیر حنم کے مقام پر سہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے تمام لوگوں سے بہتر، افضل اور اچھے انسان کو ان کا امام مقرر کیا تھا۔ دوسرے مقام پر بھی علیؑ کی خصوصیت یا بیان کی تھیں، لوگوں کو علیؑ کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ ان کو بتایا تھا کہ علیؑ کو آپ سے وہ مثلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ علیؑ آپ کے بعد تمام نبیین کے سردار ہیں۔ جس کی جان سے آپ افضل ہیں۔ علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔ علیؑ لوگوں میں آپ کے خلیفہ اور وصی ہیں۔ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا، اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے علیؑ کو دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا۔ لوگوں نے علیؑ کی خلافت کا انکار کرتے ہوئے آپ کو چھوڑ دیا۔ دوسرے انسان کو اپنا حاکم بنا لیا۔ اے معادیہ کیا تمہیں علم نہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کی طرف اپنا لشکر روانہ کیا تھا تو ان پر جعفر بن ابی طالب کو سردار مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر جعفر مر جائیں تو زید بن حارثہ، اگر زید مر جائیں تو عبداللہ بن رواحہ تمہارے سردار ہیں۔ رسول اللہ اس بات پر راضی نہ ہوئے تھے کہ وہ خود اپنا سردار منتخب کر لیں۔ کیا رسول اللہ نے اپنی امت کو بغیر حاکم کے چھوڑ دیا تھا۔ ان میں اپنا خلیفہ

مقرر نہیں کیا تھا۔ ہاں خدا کی قسم ان کو تاریکی اور شبیہ میں نہیں چھوڑا تھا۔
لوگوں نے اپنے نبیؐ کے بعد جو نکل کھلائے سو کھلائے، رسولؐ ائمہ پر چھوٹ
باندھا۔ اس لئے ہلاک ہو گئے وہ شخص بھی گمراہ ہوا جس نے ان کی پیروی
کی۔ ظالم قوم کے لئے دُوری ہو۔

عبداللہ بن عباسؓ اور

معاویہ کی گفتگو!

معاویہ — اے عباسؓ کے بیٹے! تم لوگ اپنے گمنام سے بڑی باتیں
کہتے ہو، لیکن ہمارے نزدیک اجماع اختلاف سے بہتر ہے۔ تمہیں معلوم
ہے تمہارے سامنے علیؓ پر اُمت نے اتفاق نہیں کیا تھا۔
عبداللہ بن عباسؓ — میں نے رسولؐ ائمہ کو فرماتے ہوئے
سنا ہے کہ جو اُمت اپنے نبیؐ کے بعد اختلاف میں پڑ جاتی ہے۔ تو
باطل پرست اہل حق پر غالب آتے ہیں۔ اس اُمت نے بہت سی
باتوں میں اتفاق کر لیا ہے۔ ان باتوں میں کوئی جھگڑا اور تنازعہ
نہیں ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی
پانچوں نمازیں ادا کرنا، ماہِ صیام کے دنے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج ادا
کرنا۔ بہت سی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی
نہی مثلًا زنا کی حرمت، چوری قطع صلہ رحم، جھوٹ اور خیانت ان
سب کی برائی پر اُمت کا اتفاق ہے۔ اُمت نے دو چیزوں میں

اختلاف کیا ہے۔ ایک چیز میں لڑائی فساد قائم کیا ہے۔ اس میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہیں، کئی فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک دوسرے پر لعن اور بیزاری کرتے ہیں۔ دوسری چیز میں نہ لڑائی قائم کی ہے، نہ اس میں تفریق پیدا کی، وہ کتاب خدا اور اس کے نبی کی سنت ہے ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اس میں موثرگافیاں کی ہیں، جو بات کتاب خدا اور اس کے نبی کی سنت سے ثابت نہ ہو، اس کو بیان نہیں کرتے، جس چیز میں امت نے اختلاف پیدا کیا اور ایک دوسرے سے بیزاری کرنے لگے ہیں۔ —

فَا الْمَلِكُ وَالْخِلَافَةُ وَهِيَ الْمُلْكُ وَالْخِلَافَةُ هِيَ، اُمْتٌ نَعْنِي بِهِيَ خِيَالٌ كَمَا كَرِهَ النَّبِيُّ كَمَا اَبْلُ بَيْتٍ سَمِي الْمَلِكُ وَالْخِلَافَةُ كَمَا كَرِهَ النَّبِيُّ حَتَّى دَارَ هِيَ۔ جس شخص نے اس چیز پر عمل کیا، جس میں اہل قبلہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں جس چیز میں اہل قبلہ نے اختلاف کیا (عمل نہ کرتے ہوئے) اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کے پیرو کر دیا، ایسا شخص بچ گیا اور دوزخ سے نجات پا گیا۔ دو باتیں جو مختلف فیہ ہو گئیں تھیں، اس کی سمجھ میں ان کی حقیقت دشوار ہو گئی تھی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ اس سے نہیں پوچھے گا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی، اور اس پر احسان کیا۔ اس کے دل کو نور سے منور کیا۔ اس کو ولات الامر کی معرفت عطا کی۔ علم کے چشمہ کے متعلق آگاہ کیا کہ وہ کہاں ہے۔ اس شخص نے اس بات کو جان لیا کہ وہ نیک بخت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: —

”خدا اس بندے پر رحم کرے، جس نے حق بات بیان کی۔ (جس نے ایسا کیا) اس نے جہاد کے مال غنیمت کو حاصل کیا۔ یادہ شخص

خاموش رہا۔ اس نے کوئی بات بیان نہ کی۔ امام اہل بیت نبوت
 ہیں سے ہوتے ہیں۔ یہ رسالت کے معادن ہیں، کتاب اترنے کی جگہ
 ہیں، وحی کا گہوارہ ہیں۔ فرشتے ان پر اترتے ہیں۔ امامت ان ہی میں
 درست بیٹھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امامت کو ان کیساتھ مخصوص کیا ہے
 اپنی کتاب میں اپنے نبیؐ کی زبان سے ان ہی کو امامت کا اہل قرار دیا ہے
 علم تو محض ان ہی حضرات میں ہے۔ یہی علم کے اہل ہیں، تمام کا تمام
 علم ان کے پاس جمع ہے۔ علم کے باطن، ظاہر، محکم، منشاہ، نسخ اور منسوخ
 کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔

اے معاذیر! حضرت عمر بن خطاب نے اپنی حکومت کے زمانہ میں
 مجھے علی علیہ السلام کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن
 کو ایک صحیفہ میں تحریر کر دوں۔ آپ نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ میرے
 پاس روانہ کر دیجئے۔

حضرت نے فرمایا — (اے عبداللہ) ہم سے قرآن حاصل
 کرنے سے پیشتر میری گردن اڑا دو۔

عبداللہ — یہ کیوں؟

علیؑ — اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لا یسبہ الا المظہرین
 مکمل قرآن کو پاکیزہ لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ لوگوں
 سے ہمیں مراد لیا ہے۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ناپاکی
 کو دور رکھا ہے۔ ہم ہی کو مکمل طور پر پاک کیا ہے اور فرمایا ہے —
 اور ثنا الكتاب الذین اصطفینا من عبادنا
 ہم نے کتاب کا وارث اپنے ان بندوں کو بنایا ہے۔ جن کو

ہم نے چن لیا ہے، — ہم وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے چن لیا ہے۔ ہم خدا کے چنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری امثال بیان کیں ہیں۔ ہم پر وحی کو نازل کیا ہے۔

حضرت عمر نے ناراض ہو کر فرمایا — ابن ابی طالب مجھے ہیں کہ ان کے سوا کسی کے پاس علم نہیں ہے۔ جس شخص کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ میرے پاس لاتے جو شخص آپ کے پاس قرآن لیکر آتا تھا۔ آپ اس کو پڑھتے تھے اور آپ کے پاس دوسرا آدمی سوتا تھا وہ اس کو لکھ لیا کرتا تھا۔ اگر ایسا نہیں سوتا تھا تو آپ قرآن کو نہیں لکھتے تھے عبد اللہ — اے معاویہ! جو شخص یہ کہے کہ قرآن کی کوئی تھوڑی سی چیز بھی ضائع ہو گئی ہے وہ جھوٹا ہے، وہ اپنے اہل کے پاس پورے کا پورا موجود ہے۔ اہل قبلہ میں ہر ایک انسان خیال کرتا ہے کہ وہ علم کا معادن اور خلافت کا مالک ہے، حالانکہ ان کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔

مومن کون ہے؟

ابان بن ابی عیاش سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں سلیم کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین کے ایک صحابی نے جن کا نام ہمام تھا۔ جو بڑے عابد تھے۔ عرض کی اے امیر المؤمنین مجھے مومنین کے اوصاف بیان کیجئے گویا کہ میں ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔؟

امیر المؤمنین علیہ السلام نے آپ کو جواب دینے سے گریز فرمایا۔ ارشاد فرمایا۔

اے ہمام اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور نیکی اختیار کرو، تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیساتھ ہے۔ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں

جو احسان کرتے ہیں۔

ہمام نے حضرت کی خدمت میں عرض کی میں آپ کو اس ذات کا واسطہ دیکر
عرض کرتا ہوں۔ جس نے آپ کو مکرم کیا۔ خصوصیات عطا کیں، دوست رکھا اور
فضیلت عنایت فرمائی۔ آپ مجھ ان کے اوصاف کیوں بیان نہیں فرماتے؟ امیر المؤمنین
علیہ السلام اپنے دونوں قدموں پر کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں فرمائی، نبی
کریم اور آپ کے اہلبیت صلوات اللہ علیہم پر درود بھیجا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام
نے ارشاد فرمایا۔

”بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا۔ ان کی اطاعت
سے بے نیاز ہو کر اور نافرمانی سے محفوظ ہو کر پیدا کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو
نافرمان کی نافرمانی نقصان نہیں پہنچاتی۔ ناطاعت گزار کی اطاعت
فائدہ دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روزی کو ان کے درمیان تقسیم
کیا ہے۔ دنیا میں ہر شخص کا مقام مقرر کر دیا ہے۔ آدم کو اس کے کام
کے باعث بطور ریزا کے دنیا میں بھیجا، اللہ تعالیٰ نے آدم کو منع کیا تھا
اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس کو حکم دیا اس نے مخالفت کی۔
مومن دنیا میں فضیلت کی درانی رکھتے ہیں۔ ان کا بولنا راستی پر مبنی ہے
ان کا لباس میا زدی ہے۔ ان کا چلنا فروتنی ہے۔ اطاعت کرتے
ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے جھک گئے ہیں۔ جب چلتے ہیں تو جو چیز اللہ
تعالیٰ نے ان پر حرام کی ہے اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے چلتے ہیں۔ ان

لے ہمام کے قصہ کو تفصیل کیساتھ شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید
معتزلی مطبوعہ مصر ص ۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

کے کانِ علم پر مطلع ہوتے ہیں۔ ان کے نفسِ مصیبت میں ایسے ہوتے ہیں جیسے آرام کی حالت میں ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے موت کا ایک وقت مقرر نہ کیا ہوتا تو ان کی روحیں شوقِ ثواب اور خوفِ عذاب کی خاطر ایک لمحہ بھی جسموں میں قائم نہ رہتیں۔ سب سے بڑی چیز ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے نگاہوں میں صبح ہیں۔ ان کے نزدیک بہشت ایسے اشخاص کی مانند ہے جنہوں نے بہشت کو دیکھا ہو۔ اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوئے ہوں۔ جہنم ان کے نزدیک ایسے افراد کی مانند ہے جنہوں نے جہنم کو دیکھا ہو، اور اس کے عذاب میں مبتلا ہے ہوں۔ ان کے قلبِ محزون، ان کے حدودِ مامون، ان کے جسمِ لاغر، ان کی ضروریات کم، ان کے دلِ پاک، ان کی خدمتِ اسلام بہت بڑی ہے۔ انہوں نے تھوڑے دن صبر کیا۔ پھر ان کو بڑا آرام نصیب ہوا۔ یہ نفع کا سودا ہے۔ جو ان کے مہربان رب نے ان کے لئے ہیبا کر رکھا ہے۔ دنیا ان کو چاہتی ہے۔ وہ دنیا کو نہیں چاہتے۔ دنیا ان کی تلاش میں لگ گئی۔ انہوں نے دنیا کو بے بس کر دیا۔ جب رات نمودار ہوتی ہے تو وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں۔ تلاوت کے وقت تدریک کے اندوگین ہوتے ہیں۔ اس کے وسیلے سے اپنے ارمان کی تلاش کرتے ہیں۔ ان کے گناہوں کا غم ان کے رونے کو زیادہ کرتا ہے، ان کے پہلو کے زخم کا درد بڑھ جاتا ہے۔ جب کسی ایسی آیات سے گزرتے ہیں جس میں سیکڑوں کی پاداش کا ذکر کیا گیا ہو تو اس کی طرح کرنے لگتے

ہیں۔ از روئے اشتیاق اس کے حصول کی سعی اور کوشش کرتے ہیں سمجھ لیتے ہیں کہ وہ شئی جس کی بشارت دی گئی ہے۔ بالکل آنکھوں کے سامنے ہے ان کی کمر بنجیدہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بہت بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اپنی پیشانیوں، پتھیلیوں، زانوں اور پاؤں کے سروں کو سجدے کے لئے فرش کرتے ہیں۔ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑانے ہیں کہ ہماری گردنیں عذاب کی زنجیروں سے کھول دی جائیں۔ جب کوئی ایسی آیت نگاہ سے گزرتی ہے۔ جس میں ترس و بیم کا ذکر ہو تو بگوش و دل سے اسے سنتے ہیں گمان کرتے ہیں گویا جہنم کے بھڑکنے کی آواز اور دوزخیوں کا شیون ان کے کانوں میں موجود ہے، دن کے وقت یہ لوگ بردبار اور حلیم و عالم ہیں۔ نیکو کار اور پرہیزگار ہیں۔ خدا کے خوف نے انہیں اس طرح لاغر کر دیا ہے۔ جیسے تیر کی لکڑی (رندہ کر کے) باریک کر دی جاتی ہے۔ دیکھنے والا ان کی طرف دیکھتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ یہ بیمار اور مریض ہیں۔ حالانکہ کوئی بیماری نہیں رکھتے۔ اور دیکھنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ یہ لوگ مجنوں اور دیوانے ہیں۔ حالانکہ نہ دیوانے نہ مجنوں نہ مجنوں بلکہ امر بزرگ (اندیشہ قیامت) نے انہیں جو اس باختر کر رکھا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور قدرت کو یاد کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ان کے دل میں موت کی یاد اور قیامت کا خوف پیدا ہوتا ہے تو یہ بات ان کے دل کو ڈراتی ہے۔ ان کی عقل غائب ہو جاتی ہے۔ ان کے رنگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب ان کو ان حالات کا سامنا ہوتا ہے تو وہ پاکیزہ اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں۔ یہ کم عبادت پر رضامند نہیں ہوتے، زیادہ عبادت کو زیادہ نہیں سمجھتے

وہ اپنے آپ کو کوتاہی عبادت کی وجہ سے اہم گردانتے ہیں، اپنے کردار سے ہراساں رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کے کردار نیک کا ذکر ہوتا ہے۔ تو یہ ڈر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ میں اپنا حال دوسروں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میرا رب میرے متعلق دوسرے سے دانا تر ہے۔ بارخدا یا جو کچھ یہ کہتے ہیں۔ اس پر مجھے نہ پکڑنا اور جو کچھ یہ مجھے سمجھتے ہیں۔ اس سے بھی مجھے برتر بنا دینا۔ میرے جن گناہوں کو یہ نہیں جانتے بخش دینا۔ تم عیوب کی باتوں کو زیادہ جانتے ہو۔ وہ عیوب پر پردہ پوش ہوتے ہیں ان میں سے ہر شخص کا یہ حال ہے کہ تو اسے امر دین میں تو اپنا پائے گا۔ نرمی اور خوش خوئی میں دور اندیشی ایمان میں بالیقین، علم میں حریص، فقہ میں باہم بردباری میں دانا، خرچ کرنے میں مہربان، بھلائی میں عقلمند، تو نگری میں میاں رو، عبادت میں فردن، تسکینی میں برداشت کرنے والا، سختی میں صبر کرنے والا، طاقت کے وقت رحمت، مستحق کو عطا کرنے والا رزق حاصل کرنے میں قناعت، شعاع حلال حاصل کرنے میں خوش، دستکاری میں دلشاد، لالچ سے دور ثابت قدمی میں قائم رہنے والا۔ خواہش سے بچنے والا۔ لاعلم کی تعریف کرنے سے زاترانے والا۔ اپنے عمل کے شمار کو ترک نہ کرنے والا۔ اپنے نفس کو عمل کرنے میں اعمال بجالاتا ہے ان پر بھی ڈرتا رہتا ہے۔ رات کو اس کی ہمت سپاس گزاری، صبح کو ذکر و یاد خدا، شب اس حالت میں بسر کرتا ہے کہ اپنی غفلت سے خوفزدہ رہتا ہے۔ دن میں احسان دہربانی، خدا سے شادماں، جب اسے کوتاہی لاحق ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ جب اسے اللہ کا فضل اور رحمت پہنچتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اگر اس کا نفس جس پر

وہ مائل نہیں سرکشی کرے تو اس کی خواہش پوری نہیں کرتا۔ اس کی خوشی
 اس بات میں ہے جو ہمیشہ اور دائم رہے۔ اس کی آنکھ کی ٹھنڈک اس
 بات میں ہے جو زائل نہ ہو۔ اس کی خواہش اس چیز میں ہے جو باقی رہے۔
 وہ اس چیز سے بے رغبت ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ بردباری کو علم
 سے امیر کرتا ہے۔ علم کو عقل سے مخلوط کرتا ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ اس سے
 کاہلی دور ہے۔ اس کی خوشی دائمی اور اس کی آرزو کوتاہ ہے۔ اس کی خطا
 کم ہے۔ اپنی موت کا منتظر ہے، اس کا دل ڈرتا ہے۔ اس کا نفس تالچ
 ہے۔ جہالت اس سے مغلوب ہے۔ اس کا کام آسان ہے۔ اپنے دین کا
 محافظ ہے۔ اس کی خواہش مردہ ہو چکی ہے۔ اپنے غصہ کو پی چکا ہے۔ اس
 کا اخلاق پاکیزہ ہے۔ اس کا ہمسایہ اس سے محفوظ ہے۔ اس کی نخوت ختم
 ہو چکی ہے۔ جو چیز اس کو دل چلی ہے اس پر تالچ ہے۔ اس کا صبر محکم اور
 اس کا کام مضبوط ہے۔ اس کا ذکر عام ہے۔ جو چیز اس کے پاس بطور امانت
 رکھی جائے اس میں خیانت نہیں کرتا۔ دشمنوں کی گواہی کو نہیں چھپاتا، حتیٰ کی
 بات دکھانے کی خاطر نہیں کرتا۔ نر اس کو شرم کی دجر سے چھوڑ دیتا ہے
 بھلائی اس کی ابید گاہ اور بُرائی اس سے محفوظ ہے۔ جو اس پر ظلم کرتا
 ہے اس کو معاف کر دیتا ہے۔ جس نے اس کو محروم کیا تھا۔ اس کو
 دیتا ہے۔ جس نے اس سے قطع رحم کیا تھا۔ اس سے صلہ رحم کرتا ہے
 اپنے صبر کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ جس معاملہ میں اسے اشتباہ ہو۔ اس
 میں جلدی نہیں کرتا۔ جو اس سے زیادتی کرتا ہے۔ اس سے درگزر کرتا ہے
 جہالت اس سے دور ہے۔ اس کی بات نرم ہے۔ نافرمانی اس سے
 غائب ہو چکی ہے۔ اس کی نیکی بالکل نزدیک ہوتی ہے۔ اس کی بات

سچی ہوتی ہے۔ اس کا نفل اچھا ہوتا ہے۔ اس کی نیکی اگے بڑھتی ہے
 اس کی برائی پیچھے بھاگتی ہے۔ وہ سختی کے دور میں باقار، ناگواری کی حالت
 صبر کرنے والا، خوشی میں شکر گزار، جس سے عناد رکھتا ہے۔ اس پر ستم
 نہیں کرتا۔ جسے دورت رکھتا ہے۔ اس کے بائے میں از کتاب معصیت نہیں
 کرتا۔ جو چیز اس کی نہیں اس کا دعویٰ نہیں کرتا۔ جس کا حق اس کے
 ذمے ہوتا ہے اس کا انکار نہیں کرتا۔ قبل اس کے کہ حق پر شہادت دے اس
 کا اقرار اور اعتراف کر لیتا ہے۔ جو چیز اسے سونپی جائے اسے ضائع
 نہیں کرتا۔ چھوٹے نام سے کسی کو یاد نہیں کرتا۔ کسی پر بغاوت نہیں کرتا
 کسی سے حسد نہیں کرتا نہ ہمسایہ کو تکلیف دیتا ہے۔ دشمن کے مصائب
 سے خوش نہیں ہوتا۔ امانت واپس کر دیتا ہے۔ نمازیں جلد پڑھتا ہے
 بڑی باتوں سے کابل ہوتا ہے نیکی کا حکم دیتا ہے۔ بڑی بات سے منع
 کرتا ہے۔ امور میں جاہل ہو کر داخل نہیں ہوتا۔ حق سے مجبوری کی وجہ
 سے نہیں نکلتا۔ اگر چپ رہتا ہے تو اس کی خاموشی اُسے ظم میں
 نہیں ڈالتی۔ اگر بولتا ہے تو ناجائز بات نہیں کہتا۔ اگر سنتا ہے تو
 اس کی آواز بلند نہیں ہوتی۔ جو کچھ اُسے مل جاتا ہے۔ اس پر ممانعت
 کرتا ہے۔ اس میں غصہ جمع نہیں ہوتا۔ اس پر خواہش غالب نہیں آتی
 اس چیز کی لالچ نہیں کرتا۔ جو اس کے بس سے باہر ہے۔ لوگوں میں
 گھل مل کر رہتا ہے تاکہ اسے معلومات حاصل ہوں۔ خاموش رہتا ہے
 تاکہ غور کر سکے، سوال کرتا ہے تاکہ سمجھ لے۔ بحث کرتا ہے تاکہ باخبر
 ہو جائے، نیکی کر کے دوستوں سے تعریف نہیں سنتا تاکہ اس کے
 ذریعہ فخر کرے

اس کا نفس اس سے تکلیف میں ہے۔ لوگ اس سے آرام میں ہیں
اپنی آخرت کی وجہ سے اپنے نفس کو مصیبت میں ڈالے رکھتا ہے۔ اپنی
ذات کے لوگوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ اگر اس پر کوئی ستم کرے تو صبر کرتا
ہے۔ تاکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا مددگار بنے۔ جو شخص اس سے
دور رہتا ہے تو یہ دوری اس کی دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے ہوتی ہے
استناؤں سے اس کی نزدیکی خوش خوئی اور مہربانی کی وجہ سے ہوتی ہے
اس کی دوری تکبر اور بزرگی کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ اس کی نزدیکی فریب
اور دغا کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ جو اس سے پہلے اہل خیر گزرے ہیں
ان کی پیروی کرتا ہے۔ جو اس کے بعد نیک لوگ آئیں گے، ان کا
امام ہوتا ہے۔

سلیم کا بیان ہے کہ ————— جیسا بات یہاں تک پہنچی تو بہام نے
نے ایک چیخ ماری اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔
امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ————— خدا کی قسم مجھے اس بات
کا ڈر تھا۔ پھر ارشاد فرمایا: —————
ہكذا نصنع المواعظ البالغه رحمة برہمی ہوئی نصیحت
اپنے اہل کیساتھ یہی تاثیر کرتی ہے۔
سائل نے کہا ————— اے امیر المؤمنین آپ نے کیا کر دیا؟
حضرت نے فرمایا ————— ہر ایک چیز کے لئے مدت مقرر ہوئی
ہے۔ وہ اس سے تجاوز نہیں کرتی۔ خبردار پھر ایسا نہ کہنا تمہاری زبان سے
شیطان بول رہا ہے۔

بہام نے اپنے سر کو اٹھایا، پھر بے ہوش ہو گئے۔ اور بے ہوشی کے عالم میں

دنیا سے رخصت ہو گئے، خداوند عالم آپ پر رحمت نازل کرے۔

منافق کہاں جائیں گے؟

ابان بن ابی عیاش، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں اور دو مسلمان ابوذرؓ اور مقدادؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ منافقین کی ایک جماعت جمع ہوئی وہ کہنے لگے کہ:۔

”محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہیے کہ ہمیں جنت کے متعلق آگاہ کریں۔ اور جنت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں اور خدمت گزاروں کے لئے جو نعمتیں مہیا کی ہیں۔ ہمیں ان سے مطلع کریں۔ دوزخ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو عذاب اپنے دشمنوں اور نافرمان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ خبردار کرنا چاہیے اگر ہمیں اطلاع ہو جائے۔ ابداً ان کے ٹھکانوں سے متعلق مطلع کر دیں۔ آیا ہم جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں۔ وہ چیز جو جلد یا بدیر مرتب ہونے والی ہے۔ ہم اسے معلوم کر سکتے ہیں۔“

منافقین کی یہ بات چیت رسول اللہ کو بھی معلوم ہو گئی۔ رسول اللہ نے بلالؓ کو حکم دیا۔ اس نے صلوات کی منادی کر دی۔ لوگ جمع ہو گئے مسجد میں لوگوں کی بھیڑ لگ گئی۔ مسجد میں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ رسول اللہ اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ کی کہنیاں اور گھٹنے غصہ کی وجہ سے برہنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے تشریف لے جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:۔

”اے لوگو! میں تمہاری مانند بشر ہوں۔“

میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے۔ اپنی رسالت کیساتھ مجھے مختص کیا ہے۔ مجھے نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ مجھے تمام اولاد آدم پر فضیلت دی ہے۔ غیب کی باتوں سے جو کچھ مناسب سمجھا مجھے مطلع کر دیا ہے۔ تم جو کچھ چاہو، مجھ سے پوچھو، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جو شخص اپنے باپ اور ماں اور خود اپنے ٹھکانے کے متعلق دریافت کرے گا۔ آیا وہ بہشت میں ہوگا یا دوزخ میں تو میں اس کو بتا دوں گا۔ یہ جبرائیل ہیں جو میری دائیں طرف موجود ہیں۔ مجھ سے تم جو کچھ چاہو پوچھ لو وہ جبرائیل میرے رب کی جانب سے آگاہ کریں گے۔

ایک مومن کھڑا ہو گیا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو درست رکھتا تھا۔ عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے نبی میں کون ہوں؟
رسول اللہ نے فرمایا۔ تم عبد اللہ بن جعفر ہو۔
رسول اللہ نے اس کو اس کے باپ کی طرف منسوب کیا۔ وہ شخص بیٹھ گیا۔ اس کی دونوں آنکھیں ٹھنڈی تھیں۔
پھر ایک بیمار دل منافق کھڑا ہو گیا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بغض رکھتا تھا۔ عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے رسول میں کون ہوں؟
رسول اللہ نے فرمایا تم فلاں ہو اور فلاں کے بیٹے ہو۔ جو بنی عاصم کا چرواہا تھا۔ جو بنی ثقیف کا بدترین قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کو رسوا کیا تھا۔
وہ شخص بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام لوگوں کے سامنے ذلیل درسا دیا۔ اس سے قبل لوگ اس کو قریش سردار اور رئیس خیال کرتے تھے۔

ایک تیسرا مریض القلب منافق کھڑا ہو گیا۔ عرض کرنے لگا
 "اے اللہ کے رسول! میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟"
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — "تم دوزخ میں جاؤ گے"
 یہ شخص شرم سار سوہو کر بیچھڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے سامنے ذلیل و
 رسوا کیا۔ حضرت عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے —

"ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اے
 اللہ کے رسول! آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس
 کے رسول! کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! ہمیں
 معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے گا۔ آپ پر وہ پوشی
 فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پر وہ پوشی کرے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اے عمر اس
 بات کے علاوہ کوئی اور بات کر دو۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا سوال
 کر دو۔ — حضرت عمر نے عرض کی —
 "اے اللہ کے رسول! اپنی امت کو معاف فرمادیں"

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہو گئے۔ عرض کی اے اللہ کے
 رسول! مجھے شہوت کیجئے ہیں کون ہوں۔ تاکہ ان لوگوں کو آپ سے میری قربت
 معلوم ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — "اے علی تم اور
 میں نور کے دستوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جو عرش کے تحت معلق
 تھے۔ آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے وہ دونوں اپنے رب
 کی تقدیس بیان کرتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ستونوں سے

دو بیضاوی شکل کے لطفے پیدا کئے، پھر ان دونوں لطفوں کو اصحاب
 کو یہ ہیں منتقل کر کے ارحم زکیہ اور طاہرہ کی طرف منتقل کیا۔ لطفہ کے ایک
 حصہ کو صلب عبد اللہ میں جگہ دی، دوسرے لطفے کو صلب ابوطالب میں
 قرار دیا۔ ایک حصہ میں ہوں۔ دوسرا حصہ تم ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کا مقصد
 یہی ہے۔ **هو الذی خلق من المار بشراً فجعله نسباً و**
صہراً وکان ربک قدیراً۔ اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے
 ہوں۔ تمہارا گوشت، میرے گوشت سے بنا ہے۔ تمہارا خون میرے خون
 سے بنا ہے تم میرے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سبب
 ہو۔ جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا۔ اس نے اس سبب کو توڑ دیا
 جو اس شخص اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔ وہ شخص دوزخ کے نچلے
 حصہ میں جائے گا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی، مگر
 میرے ذریعہ پھر تمہارے ذریعہ۔ جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا۔ اس
 نے اللہ تعالیٰ کی ولایت کا انکار کیا۔ اے علی! تم میرے بعد اللہ تعالیٰ
 کا زمین میں بڑا جھنڈا ہو۔ تم قیامت میں رکن اکبر ہو۔ جس شخص نے تمہارا
 سایہ حاصل کیا وہ کامیاب ہوا۔ (قیامت کے دن) مخلوق کا حساب لینے
 والے تم ہو گے، لوگ تمہاری طرف آئیں گے۔ **المیزان میزانی**
میزان وہی ہوگا۔ جو تمہارا میزان ہوگا۔ والصراط صراطک صراط
وہی ہوگا۔ جو تمہارا صراط ہوگا۔ والموقف موقفک موقف وہی
ہوگا۔ جو تمہارا موقف ہوگا۔ والحساب حسابک حساب وہی ہوگا۔
جو تمہارا حساب ہوگا۔ جس نے تمہاری مخالفت کی وہ ٹھوکر کھا کر ہلاک
ہو گیا۔ جس نے تمہاری طرف رجوع کیا وہ نجات پا گیا۔ اے میرے اللہ

ان لوگوں پر (گواہ رہنا۔ اے میرے اللہ گواہ رہنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔

جنت کے سردار

ابان سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریش اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اہل بیت کے ایک آدمی کو دیکھ کر اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ

”محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال اپنے اہل بیت میں ایسی ہے جیسے کھجور کا درخت کوڑا کرکٹ پر پیدا ہو گیا ہو“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی آپ غضب ناک ہو کر باہر تشریف لائے منبر پر چلوہ افروز ہوئے لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

اے لوگو! میں کون ہوں؟

انہوں نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ میں

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہوں رسول اللہ نے اپنا سلسلہ نسب نزار تک گنا اور ارشاد فرمایا (خبردار۔ میں اور میرے اہل بیت نور تھے، حضرت آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رواں دواں تھے۔ اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی اس کی تسبیح کو سن کر فرشتوں نے تسبیح بیان کی۔ جب اللہ تعالیٰ نے

آدم کو پیدا کیا۔ تو اس نور کو آدم کی صلب میں ڈال کر زمین کی طرف اتارا
 پھر اس نور کو حضرت نوح کی صلب میں ڈال کر کشتی میں سوار کیا۔ پھر
 صلب ابراہیم میں ڈال کر آگ میں پھینکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لگاتار مکارم
 اصلاب میں تبدیل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ہمیں آباؤ اجداد اور اہل بیت کے لحاظ سے
 افضل ترین کان سے نکالا۔ محرم ترین درخت سے پیدائش کے لحاظ
 سے پیدا کیا۔ ان میں کوئی بھی کفر کی حالت پر پیدا نہیں ہوا۔ ہم اولاد
 عبدالمطلبؐ جنت والوں کے سردار ہیں (جن میں) میں علیؑ، جعفرؑ،
 حمزہؑ، حسنؑ، حسینؑ، فاطمہؑ اور ہدیٰؑ ہیں۔ خبردار! اللہ تعالیٰ نے
 زمین والوں کی طرف نگاہ دوڑائی۔ ان میں سے دو آدمیوں کو منتخب کیا
 ایک میں ہوں۔ مجھے رسولؐ اور نبیؐ بنا کر مبعوث کیا اور دوسرے علیؑ بن
 ابی طالب ہیں۔ مجھے وحی کی کہ میں انہیں اپنا بھائی، خلیل اور وزیر
 وصی اور خلیفہ بناؤں، خبردار وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں،
 جس نے اس کو دوست رکھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا
 جس نے اس کو دشمن جانا، اس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن جانا، اس
 کو مومن کے سوا کوئی دوست نہیں رکھے گا۔ کافر کے سوا اس سے کوئی
 بغض نہیں رکھے گا۔ وہ میرے بعد زمین کی جائے پناہ اور سکون کا باعث
 ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا متقی کلمہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں،
 تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو چھوڑ لو گے بھلا دو، اللہ تعالیٰ اپنے
 نور کو مکمل کر کے ہی ہے گا۔ اگرچہ کافر چین بچیں ہوتے ہیں۔ خبردار اللہ
 تعالیٰ نے دوسری بار نگاہ دوڑائی۔ میرے بعد میرے بارہ اصحاب
 اور میرے اہل بیت کو منتخب کیا۔ میری امت میں انہیں یکے بعد دیگرے

بہترین بنایا۔ ان کی مثال (زمین میں) ایسی ہے۔ جیسی آسمان میں ستاروں کی، جب ایک ستارہ غروب کرتا ہے۔ اس کی جگہ دوسرا ستارہ نکلتا ہے۔ وہ ہدایت کرنے والے ہدایت یافتہ امام ہیں انہیں فریب کرنے والے کا فریب اور چھوڑنے والے کا چھوڑنا کوئی نقصان نہ دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حج اٹھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے خازن ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحی کے ترجمان، اللہ تعالیٰ کی حکمت کے معاون ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ وہ قرآن کے ساتھ ہیں قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ قرآن کو نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ میرے پاس سوزن (کوثر) پر وار دیں گے۔ موجود آدمی کو چاہیے کہ میرا پیغام غائب تک پہنچائے۔ اے میرے اہل بیت! ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ (رسول اللہ نے) تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

فرشتے علیؑ کی اطاعت میں

ابان بن ابی عیاش، سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں عرض کی کہ خدا آپ پر رحم کرے، مجھے وہ عجیب چیز سنائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہوئے سنی ہو۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ

کو فرماتے ہوئے سنا کہ: —————

”عمرش کے گرد ستر فرشتے ہیں۔ (ایک نسخہ میں ہے کہ ستر ہزار فرشتے ہیں) جو نہ تسبیح کرتے ہیں اور نہ کوئی عبادت کرتے ہیں۔ وہ صرف علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ کے دشمنوں سے بیزاری کرتے ہیں اور آپ کے شیعوں کے حق میں دعائے استغفار کرتے ہیں۔“

میں نے عرض کی — خدا آپ پر رحم کرے۔ اس کے علاوہ کوئی اور چیز بیان فرمائیے۔

انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: —————

”اللہ تعالیٰ ہدایت میں حضرت علیؑ کو ہر امت میں بطور رحمت پیش کرتے ہوئے ہیں۔ اس میں نبی مرسل بھی شامل ہیں۔ ان کو اس بات کا گواہ بنایا تھا۔ ان کے لئے سب سے زیادہ درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علیؑ علیہ السلام کی معرفت ہے۔“

میں نے مزید عرض کی۔ خدا آپ پر رحم کرے اس کے علاوہ کوئی اور چیز بیان فرمائیے۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: —————

”اگر میں اور علیؑ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی نہ جانتا۔ اگر میں اور علیؑ نہ ہوتے تو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتا۔ اگر میں اور علیؑ نہ ہوتے تو نہ عذاب ہوتا اور نہ ثواب، علیؑ کو اللہ تعالیٰ سے کوئی یہ نہیں۔“

ہے، اللہ تعالیٰ کو علیؑ سے کوئی پردہ نہیں ہے۔ علیؑ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان پردہ اور حجاب ہیں۔
 سلیم بن قیس کا بیان ہے کہ پھر میں حضرت مفداؑ کی خدمت میں عرض کی۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ مجھ سے وہ حدیث بیان فرمائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں سنی ہو۔؟

حضرت مفداؑ نے کہا میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا۔
 ”قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری نبوت کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم کی خلقت کو جائز قرار دیا۔ اس میں اپنی رُوح کو ڈالا، اس کی توبہ کو قبول کیا اور اس کو پھر جنت میں لے جائے گا۔
 قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری نبوت کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت دکھائے اور اس کو اپنا دوست بنایا۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ سے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ سے بات نہ کرتے اور نہ ہی حضرت عیسیٰؑ کو تمام کائنات کے لئے معجزہ قرار دیتے۔ مگر میری نبوت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کی وجہ سے ایسا کیا۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی نبی ہرگز نبی نہیں بن سکتا تھا۔ مگر میری معرفت کی وجہ سے اور

ہماری ولایت کے اقرار کی وجہ سے۔ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کی توجہ کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار نہ کرے، اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار نہ کرے :

سیدنا کا بیان ہے کہ پھر حضرت مقدادؓ خاموش ہو گئے، میں نے عرض کی خدا آپ پر رحم کرے اس کے علاوہ کوئی اور چیز بیان فرمائیے۔
مقدادؓ نے فرمایا — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمانے ہوئے سنا تھا کہ —

”علیؑ اس امت کے دیان (جزا) سزا دینے والے ہیں (علیؑ) اس بات کے گواہ ہیں۔ علیؑ لوگوں کا حساب لینے والے ہیں۔ علیؑ سنان اعظم طریق حق، روشن رات، اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہیں۔ میرے بعد لوگ علیؑ کی وجہ سے گمراہی سے ہدایت پائیں گے۔ علیؑ کی وجہ سے اندھے دین سے بینائی حاصل کریں گے۔ علیؑ کی وجہ سے نجات پانے والے نجات پائیں گے۔ خوف سے امن پائیں گے۔ علیؑ کی وجہ سے گناہ محو کئے جائیں گے۔ ظلم دور کیا جائے گا رحمت نازل ہوگی۔ علیؑ اللہ تعالیٰ کی دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان ہیں۔ علیؑ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی بولنے والی زبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں۔ زمین اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کی وجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ظاہری دائیں پہلو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قوی اور مضبوط رسی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکم نصیل ہیں۔ جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں، علیؑ اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہیں جہاں سے عطا کیا جاتا ہے۔ علیؑ اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہیں جو اس میں داخل ہوتا ہے۔ وہ امن میں آ جاتا ہے۔ علیؑ پل صراط پر اللہ تعالیٰ

کا جھنڈا ہیں۔ قیامت کے روز جس نے اس کو پہچان لیا۔ وہ نجات
 پا گیا۔ جس نے اس کو نہ پہچانا اگر کر جہنم داخل ہوا۔
 ابان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسی کو
 فرماتے ہوئے سنا ہے کہ —

” علیؑ ایک دروازہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے کھول رکھا ہے جو
 اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آگیا۔ جو اس سے نکل گیا۔ وہ کافر
 ہو گیا.....“

سورۃ اللہ علی محمد وآلہ الطہیرین
 اعصومیہ فی یوم الیدین

۸ اپریل ۱۹۵۵ء

ملک محمد شریف
 ۸۵۔ ٹمس آباد کالونی، عثمان
 پاکستان